فتنہ وضع احادیث

مصنف

سید حسین رضوی

فتنۂ وضع احادیث

مصنف

سید حسین رضوی

اسلام میں سب سے بڑا فتنہ جھوٹی احادیث گھڑنے سے پیدا ہوا۔ تاریخ اسلام پر روایتی و درایتی اصولوں پر مبنی ایک قابل قدر تحقیق جو پوشیدہ حقائق سے پردہ اٹھاتی ہے۔

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی

ناشران و تاجران کتب بمبئی بازار نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی نمبر ۲

نام کتاب ــــــــــ فتنہ وضع احادیث

مصنف ــــــــــ سید حسین رضوی

طابع ــــــــــ اکبر ابن حسن

تاریخ اشاعت ــــــــــ سال ۱۹۷۶ء

مطبوعہ ــــــــــ المناظر پریس

تعداد ــــــــــ ۵۰۰

:- ناشر :-

رحمت اللہ بک ایجنسی (ناشران وتاجران کتب)

بمبئی بازار نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر

کراچی ۲

فہرست

دیباچہ !

تعلیمات اسلامی حاصل کرنے کے دو ہی ذرائع ہیں۔ اوّل قرآن اور دوسرے اقوال رسولؐ یعنی احادیث نبوی۔ مسلمانوں نے قرآن کو نہ تو خود ترتیب نزول کے مطابق مدون کیا اور حضرت علیؑ نے ترتیب نزول کے مطابق نقل کر کے پیش بھی کیا تو اسے قبول نہیں کیا اور اب مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہیں کہ کاش علیؑ کا جمع کردہ قرآن ہمیں ملجاتا تو ایک بہت بڑا علمی ذخیرہ ہاتھ آجاتا۔

رہیں احادیث رسولؐ تو ان کا حشر قرآن سے بھی بدتر ہے۔ قرآن کم سے کم پورا لکھ تو لیا گیا۔ وہ بالترتیب یا مطابق نزول نہ سہی مگر کچھ چھوٹا بھی نہیں اور نہ ہی کوئی زیادتی ہوئی ہے مگر احادیث رسولؐ کا تو مسلمانوں نے بیڑا غرق کر دیا۔ رسولؐ کے انتقال فرماتے ہی احادیث بیان کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ جو احادیث لوگوں کے پاس لکھی ہوئی موجود تھیں ان کو بھی لے کر نذر آتش کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قرآنی احکام کی تشریح کے لیے جب احادیث کی ضرورت پڑی تو اس خلا کو قیاس اور جعلی حدیثوں کے ذریعہ پر کیا گیا۔ حدیث سازی کے لئے مخصوص شاہی کاؤنسل ترتیب دی گئی۔ واضعان حدیث کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کی گئیں۔

گزشتہ دور (قرون اوّل) کی تو بات ایک طرف، اس سلسلہ میں آج بیسویں صدی کے مسلمانوں کے خیالات و عقائد ملاحظہ ہوں۔

ے یعنی انشاء اللہ تشریح حیات عنقریب تدوین قرآن پر ایک مکمل مقدمہ ہدیہ ناظرین کر دوں گا۔

ایمان تو بڑی چیز ہے۔ جھوٹ اور کذب اور غلط فعل سے نبی کی عزت ہوتی ہو تو اس وقت غلط فعل کو ایمان صدق اور عمل صالح پر ترجیح دی جائے گی۔ تاکہ نبی کی عزت ہو۔"

(اقتباس از کتاب مقالات ایوبی صفحہ ۳۴۹ از محمد ایوب طبع مکتبہ رازی ۱۲۰ امیر کالونی کراچی)

ظاہر ہے کہ جب جھوٹ کا دروازہ اس طرح پاٹوں پاٹ کھول دیا جائے تو بات کہاں تک پہونچے گی۔ اس کا اندازہ لگانا ہی ناممکن ہے۔

اس طرح جھوٹی احادیث کا جھانبا سا لگایا گیا اور ان کو دنیائے اسلام میں حکومت کے زور اور اقتدار کے بل بوتے پر پھیلایا گیا ان سب کا تو احاطہ کرنا ممکن ہے۔ اور نہ ہی ایسی تمام جھوٹی حدیثوں کی نشاندہی کرنا ہی ممکن ہے۔

مسلمانوں میں کیسے کیسے جری اور واضعان حدیث گزرے ہیں ان میں سے چند افراد کے مختصر حالات اس کتاب میں ناظرین کو مل جائیں گے علامہ محمد طاہر گجراتی نے اپنی مشہور تصنیف "قانون الاخبار الموضوعہ والرجال الضعفاء" میں تقریباً دو ہزار ایسے اشخاص کے نام دیئے ہیں جو زندگی بھر جھوٹی حدیثیں گڑھتے رہے کسی نے ہزار تراشیں اور کسی نے دس ہزار۔

غرض ان مسلمانوں نے اسلام کی ایسی کایا پلٹی کہ اب کتابوں اور اسلامی لٹریچر میں اصل اسلام ہی نہیں ہے۔ باقی سب کچھ ہے۔ اس پر بھی اکثریت مصر ہے کہ مسلمان تو بس ہم ہیں بقیہ لوگ مسلمان ہی نہیں۔

ے ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

کتاب ہذا کے آخر میں تین ضمیمہ جات دے گئے ہیں ضمیمہ الف میں ناقابل اعتبار راویوں اور واضعان حدیث کی اجمالی فہرست دی گئی ہے ضمیمہ ب میں

چند ان روایات کی نشاندہی کی گئی ہے جن کو ان دروغ گو راویوں نے گھڑا
ہے۔ ضمیمہ جات میں ان مشکوک کتب کی فہرست دی گئی ہے جن کی بنیاد ان جھوٹے
راویوں کی بیان کردہ روایت و احادیث پر رکھی گئی ہے۔

چونکہ ہر روایت کے ساتھ ساتھ حوالہ درج دیا گیا ہے لہٰذا
کتابیات کی فہرست غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کر دی گئی
ہے۔

سید حسین رضوی

فتنہ وضع احادیث

باب اوّل

فتنہ وضع احادیث کوئی نیا فتنہ نہیں ہے۔ واضعان حدیث
و رسول اللہؐ پر جھوٹ بولنے والے، عہد رسولؐ ہی میں منافق صحابہ کی
شکل میں موجود تھے۔ فرق اتنا تھا کہ اس وقت ان میں اتنی جرأت نہیں
تھی کہ وہ ان وضعی یا جعلی احادیث کی نشر و اشاعت باقاعدہ کھلے عام
کر سکیں۔ یہ احادیث افواہ کی شکل میں بلا کسی سلسلہ سند کے اپنے ہی حلقہ
میں پھیلائی جاتی تھیں تاکہ اصل راوی کا پتہ نہ چل سکے اور وہ پہچان نہ
لیا جائے۔ رسول اللہ کو ان کی ان حرکات کا علم تھا چنانچہ آپ نے
عام مسلمانوں کو اس فتنہ کی طرف مندرجہ ذیل الفاظ میں متوجہ کیا۔

"اے لوگو! خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا
حق ہے اور مرتے دم تک مسلمان رہو اور جان لو کہ خدا سب
کو محیط ہے۔ معلوم کرو کہ میرے بعد فوراً ہی ایسے لوگ
ظاہر ہوں گے جو میرے اوپر جھوٹ بولیں گے اور میری
نسبت جھوٹی احادیث لوگوں میں بیان کریں گے اور وہ قبول
کر لی جائیں گی۔ میں پناہ مانگتا ہوں خدا سے اس بات سے
کہ میں خدا کی طرف سے حق کے علاوہ کچھ اور کہوں یا تم کو
ایسی بات کا حکم دوں جس کا خدا نے حکم نہیں دیا یا خدا

کے سوا اور کسی کی طرف تمہیں بلاؤں۔ عنقریب یہ ظالم
جان لیں گے کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔
پس عبادہ بن صامتؓ کھڑے ہو گئے اور سوال کیا کہ:۔
اے رسولؐ خدا یہ کب واقع ہوگا تاکہ ہم ان لوگوں کو پہچان لیں
اور ان سے پرہیز کریں۔
آپؐ نے فرمایا۔ یہ جماعت اپنی ظاہری اسلام لانے کے دن ہی
سے اپنی تیاریوں میں مشغول ہے اور تم پر وہ فوراً ظاہر ہو جائیں گے۔ جب
میرا سانس یہاں تک پہنچے گا (اور آپ نے اپنے حلقوم کی طرف اشارہ کیا)
عبادہ بن صامتؓ نے کہا کہ جب ایسا ہو تو ہم کیا کریں اور کس
طرف پناہ لیں۔ آپ نے فرمایا میری عترت میں سے سابقین کی طرف
یعنی حضرت علیؑ کی طرف۔ ان کی اطاعت کرو اور ان کے قول کو مانو۔ وہ
میری نبوت کے آخذین ہیں۔ وہ تم کو بدی سے بچائیں گے خیر کی طرف لے
جائیں گے۔ وہ اہل حق ہیں، معادن صدق ہیں وہ تم میں کتاب و سنت
کو زندہ کریں گے۔ الحاد و بدعت سے تم کو بچائیں گے۔ اہل باطل کا قلع
قمع کریں گے اور جاہلوں کی طرف رخ نہیں کریں گے۔
(سید شہاب الدین۔ توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل)
اس کے ساتھ ہی اپنے مسلمانوں کو یہ بھی بتا دیا کہ اگر تمہارے سامنے دو
متضاد احادیث آئیں تو ان میں صحیح و غلط معلوم کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے آپ نے فرمایا:
میرے اوپر جھوٹ باندھنے والے بہت ہو نگے پس حدیث کو قرآن کے مطابق
کر لیا کرو جو قرآن کے مطابق ہو اس پر تو عمل کرو جو مخالف کلام اللہ ہو اسے چھوڑ دو
یعنی وہ قابل عمل در آمد نہیں ہے[1]

[1] آپ دیکھیں گے کہ جناب رسالتمآب نے گمراہی سے بچنے اور صحیح راستہ معلوم کرنے کے لیے قرآن و اہل

(موعظۃ حسنہ از علامہ حائری)
چنانچہ ان لوگوں نے رسول اکرمؐ کے انتقال کے وقت آپ کی منہ در منہ
حدیث رسولؐ سننے سے صاف انکار کر دیا اور آپ کی وہ پیشگوئی حرف بحرف
پوری ہو گئی کہ"
یہ جماعت اپنی ظاہری اسلام لانے کے دن ہی سے اپنی تیاریوں میں مشغول
ہے۔ اور تم پر وہ ظاہر ہو جائیں گے جب میرا سانس یہاں تک پہنچے گا۔ (اور آپ نے اپنے
حلقوم کی طرف اشارہ کیا) (حوالہ ادپر گزرا)
بعد رسولؐ یہ لوگ کھل کر سامنے آ گئے اور سب سے پہلے احادیث رسولؐ کو
مٹانے کی فکر کی کیونکہ اسلامی تعلیمات کا ماخذ یا تو قرآن ہے یا حدیث رسولؐ ان دونوں
کی موجودگی منافقوں کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ تھی جسے مٹانا ان کا اولین مقصد تھا۔ ان
کو خوب معلوم تھا کہ اگر یہ دونوں (قرآن و حدیث) باقی رہ گئیں تو ہمارا قدم جمانا مشکل
ہے۔ اور آج نہیں کل کا آنے والا مسلمان ان پر غور کریگا اور اس کو ہماری سازش
اور اسلام کے اصلی رہناؤں کا پتہ لگانے میں دیر نہ لگے گی۔
احادیث رسولؐ خاص کر ان کے بچے سب سے زیادہ خطرے کا سبب تھیں
کیونکہ قرآن میں تو اسلامی تعلیمات کے اصول ہی کا تذکرہ ہے۔ انکی تشریح و تفصیل
احادیث رسولؐ ہی میں تھی احادیث رسولؐ کی موجودگی میں وہ قرآن کی غلط اور من مانی

بیت کا نام لیا ہے۔ حضورؐ نے بوقت وفات ان ہی دو (کتاب اللہ عترت) سے متمسک رہنے کی ہدایت
فرمائی تھی۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگا لیں کہ کن کن اور کتنے مسلمانوں نے اس فرمانِ نبوی پر عمل کیا اور
اہل بیتؑ سے احادیث رسولؐ کو اخذ کیا یا ان احادیث کی صحت کو قرآن سے جانچا اور کتنے ان سے پہلو
تہی کی۔

تاویل بھی نہیں کرسکتے تھے۔ واقعہ قرطاس کے دن انہوں نے حسبنا کتاب اللہ بھی سوچ کر کہا تھا کہ احادیث کی بہ نسبت قرآن کی آیات کی تاویل کرلینا آسان ہے۔ اس کے علاوہ اہل بیت علیؑ اور اولاد علیؑ کے فضائل و مناقب کا بہت بڑا ذخیرہ احادیث رسولؐ ہی کی شکل میں تھا قرآنی آیات میں بھی اہل بیت کا تذکرہ آیا تھا۔ مگر ان کی تفصیل اور ناموں کی تشریح احادیث ہی میں پائی جاتی تھی لہٰذا اس کام کو انہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ کئی مرحلوں میں انجام دیا۔ (تفصیل ذیل میں ہے۔)

پہلا مرحلہ احادیث کو جلوانا

عہد رسولؐ ہی میں اکثر لوگوں نے احادیث رسولؐ کو قلمبند کر لیا تھا۔ بلکہ خود رسول اللہؐ نے قلمبند کرا دیا تھا منجملہ اور لوگوں کے حضرت ابوبکر کے پاس بھی رسولؐ کی احادیث کا مجموعہ تحریری شکل میں موجود تھا۔ اس مجموعہ کے متعلق شبلی نعمانی صاحب کا بیان ہے۔

* حضرت ابوبکر نے ۵۰۰ حدیثیں قلمبند کی تھیں لیکن پھر ان کو آگ میں جلا دیا۔ اور کہا ممکن ہے کہ میں نے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اس کے ذریعہ سے روایت کی ہو اور وہ حقیقت میں ثقہ نہ ہو۔ (الفاروق ص [illegible])

مندرجہ بالا الفاظ پر پھر غور کیجئے۔ یہ اس شخص کا بیان ہے جو رسول اللہؐ کا خسر ہے۔ جس نے رسولؐ کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔ ہمہ وقت رسول کے ساتھ رہا۔ ان (ابوبکر) کے متعلق تو یہ شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ان کو کبھی بالواسطہ حدیثیں لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہوگی۔ اور اگر شاذ و نادر ایک دو حدیثیں ایسی تھیں بھی تو آخر وہ کون سی مجبوری تھی کہ انہوں نے اس طویل عرصہ میں ان احادیث کی تصدیق رسولؐ سے نہیں کی یا شاید ابوبکر کے اس قول میں ایک شخص سے مراد خود ذات رسالتمآبؐ رہی ہو۔ اگر یہ

بات ہے تب تو حضرت ابوبکر نے ان احادیث کو نذر آتش کر دیا۔ تو بالکل ٹھیک کیا نتیجہ کا بیان ایک مرتبہ حضرت فاروق نے تمام صحابہ سے فرمایا کہ گھر جاؤ اور احادیث کا تمام ذخیرہ اٹھا لاؤ۔ جب یہ ذخیرہ جمع ہو گیا تو آپ نے تمام صحابہ کے سامنے اسے جلا دیا۔[1] (دو اسلام از غلام جیلانی برق بحوالہ الطبقات ابن سعد جلد ۵۔ طبقات کے موجودہ اردو ترجمہ کی جلد (۵) ص ۱۹۶ پر یہ واقعہ موجود ہے۔

دوسرا مرحلہ احادیث کو بیان کرنے پر پابندی

اس کے بعد ہر شخص کو منع کر دیا گیا کہ کوئی شخص احادیث رسولؐ بیان نہ کرے۔ اس پر بھی اگر کسی نے کبھی کوئی حدیث بیان کر دی تو اسے حکومت نے سزا دی۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق بحوالہ علامہ ذہبی بیان فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر نے ابی بن کعب جیسے جلیل القدر صحابی کو روایت احادیث کی بنا پر پیٹنے پر تل گئے تھے۔ اور اسی جرم میں عبداللہ ابن مسعود، حضرت ابوذر اور حضرت ابودرداء جیسے عظیم المرتبت اصحاب کو قید کر دیا تھا۔

(دو اسلام تذکرہ بحوالہ تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی (الفاروق شبلی ص [illegible])

فقہ اسلامی ص ۱۴۳ پر ہے

ابن علیہ نے رجاء بن ابی سلمہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ امیر معاویہ کہا کرتے تھے کہ تم لوگ بھی حدیث کے ساتھ وہی طریقہ عمل اختیار کرو جو حضرت عمر کے زمانے میں جاری تھا کیونکہ انہوں نے رسول کی روایت

---

[1] یہ حضرت بڑے زور و شور اور طمطراق کے ساتھ کہتے پھرتے تھے کہ رسول اللہؐ نے اپنی احادیث کو لکھنے سے منع فرمایا تھا۔ وہ فرمایا بتا دیں کہ یہ تمام صحابہؓ بشمول حضرت ابوبکر کے رسول اللہؐ سے سرکشی کا حق

کرنے کے متعلق لوگوں کو دھمکیاں دی تھیں (فقہ اسلامی ص ۱۲۳) علہ نیز :-

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں مراسیل بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق نے ان لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ تم لوگ رسول اللہ سے ایسی روایتیں کرتے ہو جن میں اختلاف ہوتا ہےؔ اور تمہارے بعد جو لوگ ہوں گے ان میں اس سے زیادہ اختلاف ہوگا تم رسولؐ سے کوئی حدیث نہ روایت کرو جو شخص تم سے سوال کرے اس سے کہو کہ ہمارے تمہارے درمیان خدا کی کتاب ہے اس کے حلال کیے ہوئے کو حلال اور اس کے حرام کیے ہوئے کو حرام سمجھو۔ (فقہ اسلامی ص ۱۲۱) اور یہ کہ

حافظ ذہبی کا بیان ہے کہ شعبہ وغیرہ نے بیان سے اور بیان نے شعبی سے اور شعبی نے قرظہ بن کعب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے جب ہم کو عراق کی طرف روانہ کیا تو ساتھ خود بھی چلے اور فرمایا تم کو معلوم ہے کہ میں کیوں تمہاری مشایعت کرتا ہوں۔ لوگوں نے کہا ہاں ہماری عزت افزائی کے لئے۔ بولے اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ تم ایسی آبادی کے پاس جاتے ہو جو شہد کی مکھی کی طرح گنگنا کر قرآن پڑھتے ہیں۔ تو احادیث کی روایت کر کے ان کی تلاوت قرآن میں رکاوٹ نہ پیدا کرنا۔ صرف قرآن پر بس کرو اور

بقیہ
کہ باوجود منع کرنے کے یہ تمام الجھنیں کچھ ڈال دے جنہیں بعد میں جلوانا پڑے۔

علہ معاویہ نے احادیث کے متعلق جو فرمان جاری کیا تھا وہ حضرت عمر ہی کی تقلید کرتے ہوئے جاری کیا تھا۔ (تفصیل آگے آرہی ہے)

ؔ رسول کے بعد ہی احادیث میں یہ اختلاف اس وجہ سے تھا کہ منافقوں نے وضعی احادیث کو گھڑ کر بیان کرنا شروع کر دیا تھا۔ اب فدلوگ گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں جو یہ پروپیگنڈہ کرتے پھرتے ہیں کہ روایات احادیث کا اختلاف بھی سازش کا نتیجہ ہے یہ تو خلافت کا پیدا کیا ہوا ہے۔ ابھی تو مجید کا دعوی تک پہنچیں بخاری جلد ۲ ص ۳۳۰ میں قراءت کی تابہ بچوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ قریش کے ہاتھوں رقم ہے۔

رسول اللہؐ سے روایت کم کرو چنانچہ جب قرظہ آئے تو لوگوں نے روایت حدیث کی کوشش کی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو عمرؓ نے اس کی ممانعت کر دی ہے (فقہ اسلامی ص ۱۲۳)

اور یہ کہ :-

ابو سلمہ کہتے ہیں ہم نے ابوہریرہ سے پوچھا کہ آپ عمر کے زمانہ میں بھی اسی طرح حدیثیں روایت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں ایسا کرتا تو عمر مجھ کو درے سے مارتے۔ (الفاروق ص ۲۳۵، ندوہ اسلام ص ۵۸)

تیسرا مرحلہ وضع احادیث

ملاحظہ فرمایا۔ اصل احادیث رسولؐ جلا ڈالی گئیں۔ راویوں کو احادیث رسولؐ بیان کرنے سے روکا گیا۔ اور جنہوں نے اس سلسلہ میں ذرا سی بھی بے احتیاطی برتی ان کو قرار واقعی سزا دی گئی۔ اب چونکہ قرآن کی آیات تفصیل و تفسیر چاہتی تھیں اور وہ احادیث رسولؐ ہی میں پائی جاتی تھیں لہذا ان احادیث رسولؐ کی جگہ وضعی، قیاسی اور جعلی احادیث سے پر کی گئی۔ جو یہ منافقین وقتاً فوقتاً اپنے مطلب کے مطابق بنا لیا کرتے تھے۔ اور اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ حکومت نے اپنی پارٹی پر مشتمل ایک کمیٹی بنا رکھی تھی جو احادیث اور فقہی مسائل تیار کیا کرتی تھی۔ اس پر بھی مزید احتیاط یہ کی جاتی تھی کہ اپنے خاص آدمیوں کے ذریعہ ان وضعی احادیث اور مسائل کو شائع و رائج کیا جاتا تھا۔

حامیان حکومت سے یہ امید رکھنا کہ وہ سچی بات کا صاف طور سے اقرار کریں گے ایک امر محال ہے پھر بھی عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔

علامہ شبلی فرماتے ہیں۔

ایک بات اور بھی لحاظ کے قابل ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس بات کی بڑی احتیاط کی کہ عموماً ہر شخص تعلیم مسائل کا مجاز نہ ہو۔ مسائل بھی خاص کردہ تعلیم دیے جاتے تھے، جن میں صحابہ کا اتفاق رائے ہو جاتا تھا۔ یا جو مجمع صحابہ میں پیش ہو کر طے کر لیے جاتے ہیں۔

الفاروق شبلی ص۲۵۳

اس طرح ان منافقوں نے صحیح احادیث رسولؐ کے مقابلہ میں وضعی احادیث کا ایک پورا ذخیرہ تیار کر کے عالم اسلامی کے گوشے گوشے میں رائج و شائع کر دیا۔

حضرت علیؑ نے اپنے ایک خطبہ میں اس دور کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

اور منافق جو ایمان کا دعوی کرتا ہے اور آداب اسلام سے اپنے آپ کو آراستہ دکھلاتا ہے۔ حالانکہ گناہ سے پرہیز نہیں کرتا ہے بے دھڑک ہے۔ عمداً و دانستہ رسول خداؐ پر جھوٹ بولتا ہے۔ پس اگر لوگ ایسے منافق اور دروغ گو سمجھتے تو اس کی حدیث قبول نہ کرتے لیکن چونکہ باطن سے باخبر نہیں ہوتے لہذا کہتے ہیں کہ یہ اصحاب رسول خداؐ میں سے ہے اس نے آنحضرت کو دیکھا ہے اور آپ سے حدیث سنی ہے پس اس کی گفتار کو قبول کر لیتے ہیں اور یہ تحقیق خدا نے تم کو مردم منافق سے باخبر کر دیا ہے اس کے اوصاف سے آگاہ کر دیا ہے

اس سلسلہ میں آپ نے ان منافقوں کو یہ کہہ کر پہچنوا دیا۔

پھر یہ منافقین رسولؐ کے بعد بھی باقی رہے یہ منافقین ان پیشوایان گمراہ کے ساتھ جہنم کی طرف بلانے والوں کے بوسیلۂ دروغ و بہتان ساتھی بن گئے۔ پس انہیں پیشوایان گمراہ کو صاحب اختیار کار، اور

حاکم مال و جان مردم (یعنی خلیفہ بنا دیا۔ ان کے وسیلے سے انہوں نے (منافقوں نے) دنیا کمائی اور عام طور پر لوگ بادشاہوں اور دنیا کا ساتھ دیتے ہی ہیں۔ سوا ان لوگوں کے جنہیں خدا محفوظ رکھے۔

(ترجمہ۔ نہج البلاغۃ بندوی ۱۱ الف ص۲۱)

(نوٹ از ناقل)

واضح ہو کہ علیؑ نے جس وقت یہ خطبہ دیا ہے اس وقت تک بنی امیہ مملکت اسلامیہ پر مطلق العنان بادشاہ نہیں بنے تھے۔ اور خلافت راشدہ کا دور بھی ختم نہیں ہوا تھا پس وضع احادیث کی یہ وبا رسولؐ کے مرتے ہی شروع ہو گئی تھی۔ اور جیسا کہ خطبہ کے الفاظ بتاتے ہیں یہ فتنہ خود صحابہ رسولؐ نے شروع کر دیا تھا۔ یہ ضرور ہے کہ وضع احادیث کی تکمیل اموی دور میں ہوئی اور اس کے بعد یہ عمر بن عبدالعزیز اموی ان کی جمع اور کتابت کا کام انجام کو پہونچا [1]

علامہ شبلی نے ایک مقام پر صاف صاف تسلیم کیا ہے کہ "فن تاریخ و روایت پر جو خارجی اسباب اثر کرتے ہیں ان میں سب سے زیادہ قوی اثر حکومت کا ہوتا ہے۔ سیرت النبی (۱ ص۶۶) مگر اس جگہ انہوں نے شیخین کو بچا کر پورا زور بنی امیہ پر ڈال دیا ہے۔

لکھتے ہیں:-

حدیثوں کی تدوین بنو امیہ کے زمانے میں ہوئی جنہوں نے پورے

---

[1] اموی دور کے بعد جب عباسی دور شروع ہوا تو انہوں نے بھی یہی پالیسی جاری رکھی۔ فرق اتنا ہوا کہ ابھی تک حدیثیں اموی حکومت کے منشا کے مطابق بنائی جاتی تھیں اب عباسیوں کے۔

٩٠ برس تک سندھ سے ایشیائے کوچک اور اندلس تک مساجد جامع میں آلِ فاطمہ کی توہین کی اور جمعہ میں سرِ منبر حضرت علیؑ پر لعن کہلوایا۔ سیکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہ کے فضائل میں بنوائیں عباسیوں کے زمانے میں ایک ایک خلیفہ کے نام بنام پیشین گوئیاں حدیثوں میں داخل ہو گئیں۔ (سیرۃ النبی (۱) ص۶۷)

حالانکہ یہی شبلی ہیں جنہوں نے اپنی دوسری تصنیف سیرۃ النعمان میں لکھا ہے کہ وضع حدیث کی وبا صحابہ (خلفاء راشدین) ہی میں شروع ہو گئی تھی۔ حضرت عثمان کے عہد کی بغاوت اور اسلام میں فرقہ بندی کا حال لکھ کر آپ فرماتے ہیں: "حضرت علی کی خلافت شروع ہی سے پر آشوب رہی ان اختلافات دفتن کیساتھ وضع احادیث کا سلسلہ شروع ہوا اور اگرچہ کثرت اور انتشار زیادہ تر زمانۂ مابعد میں ہوا لیکن خود صحابہ کے عہد میں اہل بدعت نے سیکڑوں ہزاروں حدیثیں ایجاد کر لی تھیں، زبانی روایات سے گزر کر تحریروں میں بھی جعل شروع ہو گیا تھا جو شخص چاہتا تھا قال رسول اللہ کہہ دیتا تھا۔ (سیرت النعمان ص۹۱)

ادھر یہ سب کچھ ہو رہا تھا مگر ابھی علیؑ اولادِ علیؑ بنی ہاشم اور کچھ خالص العقیدہ اور جانثار مومن زندہ تھے۔ گو اربابِ اقتدار کی طرف سے ان پر مسلسل معاشی دباؤ ڈالا جا رہا تھا۔ ان کو مدینے سے باہر جانے یا عام اجتماع کرنے کی اجازت نہ تھی پھر بھی ان میں اتنا دم خم باقی تھا کہ ان کی موجودگی میں اگر کوئی شخص غلط بیانی کرے تو یہ اسے برملا ٹوک دیں۔ فریقِ مخالف بھی معاملہ کی سنگینی کو سمجھتا تھا۔ لہٰذا ایسے موقع پر وہ وقتی معذرت کر لینے میں کوئی عار محسوس نہ کرتا تھا لولا

علی، قسم کے فقرے ایسے ہی موقع کی یادگار ہیں۔

یہی وجہ تھی کہ جب بھی کسی شخص نے ان لوگوں کے سامنے کوئی غلط حدیث رسولؐ سے منسوب کی تو قبل اس کے کہ مومنین کی طرف سے کسی شدید ردِ عمل کا اظہار ہو خود ان کی ہی پارٹی کا کوئی شخص اس راوی حدیث کی تردید کر دیتا تھا تاریخ نے ایسے بہت سے واقعات محفوظ کر لیے ہیں ان میں چند ملاحظہ ہوں۔

١- محدث شاہ طاؤس کہتا ہے۔ کہ ایک دن میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک شخص نے وتر کے متعلق ابوھریرہ کی روایت کردہ حدیث پڑھی۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کذب ابوھریرہ (ابوھریرہ جھوٹا ہے)

(جامع بیان العلم، دو اسلام ص۹۵)۔

واضح رہے کہ ان ابوھریرہ سے روایت کردہ احادیث پانچ ہزار سے کم نہیں۔

٢- جب عائشہ کے سامنے حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث پڑھی گئی کہ رات کی نماز دو رکعت ہے۔ اور جب صبح ہو جائے تو ایک رکعت ادا کرو تو آپ نے فرمایا کذب ابن عمر (ابن عمر جھوٹا ہے) (جامع ص۱۴۷ دو اسلام ص۹۵)

٣- جب عمر بن خطاب کی یہ حدیث کہ میت پر رونے سے میت کو سزا ملتی ہے، حضرت عائشہ کے سامنے پیش کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ عمر پر رحم کرے کیا اس نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (دو اسلام ص۹۶)

نوٹ ١- یہ روایت مسلم نے چند صحابہ سے روایت کی ہے کہ یعنی مغیرہ بن شعبہ، نافع بن عبداللہ، عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمر، ابو موسیٰ، انس بن

مالک سے۔ حضرت عائشہ کے قول سے یہ سب جھوٹ ثابت ہو گئے۔

۴۔ امام حسن بن علیؑ سے کسی نے شاہد و مشہود کی تفسیر پوچھی۔ جب آپ بیان کر چکے تو سائل نے کہا ابنِ عمر و ابن زبیر کی تفسیر تو کچھ اور ہے۔ فرمایا قد کذبا (ان دونوں نے جھوٹ بولا ہے)

۵۔ جب سمرہ کی یہ حدیث کہ حضورؐ قرأت نماز میں دو مرتبہ سکتہ (ٹھہرنا وقفہ کرنا) فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عمران بن حصین (م۔۵۲ھ) نے سنی تو کہا کذب سمرہ (سمرہ جھوٹا ہے) (دو اسلام ص۳۸ بحوالہ جامع ص۳۲۸)

ان جعلی اور وضعی احادیث کا اثر یہ ہوا کہ ۱۲، ۱۳ سال ہی میں عوام میں سیرۃ شیخین کی ایک نئی اصطلاح جاری ہو گئی۔ وفات حضرت عمر کے بعد مجلس شوریٰ نے جب حضرت علیؑ کو خلافت پیش کی تو اس میں سیرت شیخین پر عمل پیرا ہونے کی شرط بھی تھی علیؑ خوب واقف تھے کہ سیرت شیخین کیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے دنیائے اسلام کی حکومت ٹھکرا دی مگر یہ شرط منظور نہیں کی۔ نتیجہ میں حضرتِ عثمان برسرِ اقتدار آ گئے۔ اور یہ ڈھرا یوں ہی چلتا رہا

قتل عثمان کے بعد اہالیان مدینہ نے ایک مرتبہ پھر حضرت علیؑ کو خلافت پیش کی اب کی بار سیرت شیخین والی شرط کا ذکر نہ تھا۔ پھر بھی احتیاطاً علیؑ نے جملہ حاضرین کے سامنے یہ واضح کر دیا کہ وہ صرف قرآن و سنتِ نبویؐ کے پابند ہوں گے۔ اس شرط پر اگر لوگ تیار ہوں تو مجھے خلافت منظور ہے، ورنہ نہیں۔ سب نے اس کا اقرار کر لیا اور کسی ایک نے بھی سیرت شیخین کا ذکر نہیں کیا۔

علیؑ چونکہ مع اپنے عقیدت مندوں کے گزشتہ ۲۵ برس سے مدینہ

میں عملاً نظر بندی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور اس عرصہ میں مدینہ کے اندر تبلیغِ دین کا کام جس حد تک حالات کے تحت ہو چکا تھا اس سے زیادہ ممکن نہ تھا اور اب بقیہ دنیائے اسلام پر حق واضح کرنا تھا۔ لہٰذا آپؑ نے اپنی پہلی فرصت میں مدینہ کی بجائے کوفہ مرکز حکومت قرار دیا۔ یہ مقام منجملہ اور باتوں کے یہ خصوصیت رکھتا تھا کہ یہ مشرقی و مغربی ممالک کے مابین تجارتی راستہ کی گزرگاہ تھا اور دریائی راستے سے سمندر سے بھی ملا ہوا تھا تبلیغ دین اور ملکی دفاع کے لحاظ سے دنیائے اسلام میں اس سے زیادہ موزوں اور کوئی مقام نہیں تھا۔ (رفتہ رفتہ از ناقل) علیؑ کے بعد امام حسینؑ کو بھی جب آوازِ حق دنیائے اسلام کو سنانے کی ضرورت پڑی تو آپ نے بھی اسی کوفہ کا انتخاب کیا تھا

علی جانتے تھے کہ ان کے چاروں طرف چڑھتے سورج کے پجاریوں کی اکثریت ہے جو کسی وقت بھی ان کو چھوڑ کر دوسرے کے پیچھے جا سکتی ہے۔ لہٰذا اس قلیل عرصہ کے اندر تبلیغ دین کے سلسلہ میں آپ نے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

علی عربوں کی اس کمزوری سے واقف تھے کہ وہ ادب کے اس حد تک دلدادہ ہیں کہ قرآن نے نہایت ہی بلیغ انداز میں ان کو حرامی تک کہا مگر وہ اسے بھی نہ صرف برداشت کر گئے بلکہ اس پہ یقین تک کر لیا (تاریخ نے ولید مخزومی کا قصہ محفوظ رکھا ہے جس نے اس الزام کو سن کر اپنی ماں سے تصدیق کی تھی) چنانچہ علیؑ نے نہایت فصیح و بلیغ انداز میں دعاؤں کے ذریعہ مدینہ کے لوگوں تک حق کا پیغام پہنچایا تھا کیونکہ اس کے علاوہ اور ذرائع سے وہ محروم کر دیئے گئے تھے کوفہ میں آ کر آپ نے بڑے بڑے طولانی خطبے دے کر اس کام

کو انجام دیا آپ دیکھیں گے کہ جب انہوں نے اپنے سابقہ پیشروں پر نہایت
سخت تنقید کی ہے تو اس کو بھی ان عربوں نے لفظ بہ لفظ محفوظ کر لیا اور
یوں علی کا پیغام مخالفین اور سابق حکومتوں کے پرستاروں نے دنیائے اسلام کے
گوشہ گوشہ میں پھیلا دیا۔ صرف ایک شام کا صوبہ تھا جہاں معاویہ گزشتہ ۲۰ سال
سے باطل کا پروپگنڈہ کر رہا تھا اور جہاں ایک فرد بھی علی یا اہل بیت کے نام و مقام
سے آشنا نہ تھا۔ وہاں جہالت کا اس حد تک دور دورہ تھا کہ جب معاویہ لشکر
لے کر علیؑ سے مقابلہ کرنے کے لیے صفین کی طرف چلا تو اس نے یہ کہہ کر کہ شاید جمعہ
کو جنگ کی وجہ سے نماز جمعہ کا موقع نہ ملے لہٰذا دو دن پہلے بدھ ہی کو کیوں نہ اس
فریضہ سے سبکدوشی حاصل کر لی جائے سب کو بدھ کے دن جمعہ کی نماز پڑھا
دی اور کسی نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ غالباً وہاں اس قسم کی حدیث بہت پہلے
ہی سے تیار کر لی گئی ہوگی۔

بہر حال شام کے علاقہ میں پیغام حق کے لیے سب سے پہلے عقیل بن ابو طالب
نے بیڑہ اٹھایا اور اس خوبی سے دربار شام میں اپنے قدم جمالئے کہ معاویہ ایسا
چالاک شخص بھی دھوکہ کھا گیا۔ یہ عقیل ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ وہ شام جہاں یہ
مشہور تھا کہ دنیائے اسلام میں بنی امیہ ہی رسولؐ کے قریبی رشتہ دار باقی رہ
گئے ہیں۔ اور کوئی شخص علیؑ، فاطمہؑ یا حسنینؑ کو نہ جانتا تھا وہاں کے شہروں
سے جب بعد واقعہ کربلا، اسیران اہل بیتؑ کا قافلہ گزرا تو ایک سے زیادہ
مقامات پر شہریوں نے یزید کی فوجوں کو نہ صرف شہر میں داخل ہونے دیا
بلکہ بعض جگہ تو انہوں نے سرکاری فوجیوں سے باقاعدہ مقابلہ کیا۔

اس سلسلہ کے دوسرے شخص عبداللہ بن عباس تھے۔ وہ بھی علیؑ نے نظاہر

جدا ہو گئے یہ بھی پہلے شام پہنچے مگر جب انہوں نے دیکھا کہ عقیل نے وہاں رنگ
جما لیا ہے تو انہوں نے مکہ کا رخ کیا جہاں علاوہ موسم حج کے بھی سال کے تقریباً ہر
ماہ میں مسلمان آتے جاتے رہتے ہیں اور اس طرح ان دونوں نے علیؑ کے مشن کو
کامیاب کرنے میں مدد دی

یعنی علیؑ کے دور ہی میں ہزارہا اشخاص درس گاہ علیؑ سے مختلف علوم و
فنون حاصل کر کے دنیائے معمورہ کے چپہ چپہ میں پھیل چکے تھے اور اہل بیت
کے دشمنوں کے قابو سے باہر تھا کہ وہ اب پیغام اہل بیتؑ کو دبا سکیں اور یہ اس
دور ہی کی برکت ہے کہ صحیح اسلامی تعلیمات آج تک باقی ہیں۔ کاش یہ دور ذرا
اور طویل ہو جاتا[1]

شہادت علیؑ کے بعد مملکت اسلامیہ پر بنو امیہ پورے طور پر قابض ہو گئے
ان کے دور میں وضع احادیث کا فتنہ اپنے عروج کو پہنچا۔ علامہ محمد بن عقیل
بن عبداللہ کہتے ہیں،

جس سال ۴۱ھ میں معاویہ نے امام حسنؑ سے صلح کر لی اس کے

---

[1] شاید اس دور کو کم کرنے میں قدرت کا یہ منشا رہا ہو کہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ شیعیت کو اور مذاہب
کی طرح مذہب اہل بیت بھی تلوار دولت یا حکومت کا رہین منت ہے۔
اس جگہ ایک اور شخص کا تذکرہ نامناسب نہ ہو گا۔ اور وہ علی بن موسیٰ الرضا، وقت نے آپ کو
بھی مدینے سے نکال کر دربار عباسی میں پہنچا دیا تھا۔ دشمن (مامون) شیعہ عباسی [illegible] پر لا کر سیرت شیخین
پر عمل کرنے کا عزم کیا تھا۔ [illegible] امام رضا کی [illegible] مختلف [illegible] مقامات پر [illegible] کو [illegible] نظر [illegible] رکھنے بلکہ ان کو
اپنے محل کا [illegible] میں نظر بند رکھنے مگر نتیجہ الٹا نکلا۔ اور اس کی پوری قوم میں ایک [illegible] شروع
ہو گیا۔ آخر کار مامون نے آپ کو زہر دے کر راستہ سے ہٹا دیا۔

بعد ہی اس نے دنیائے اسلام کے ہر گورنر والی اور حاکم کو یہ پُر ہیبت
فرمان لکھ کر روانہ کیا کہ جو شخص بھی ابو تراب (حضرت علیؑ) اور ان
کے اہل بیتؑ کی فضیلت میں کوئی حدیث روایت یا

کوئی خوبی بیان کرے گا اس سے حکومت بری الذمہ رہیگی۔ اس اعلان
کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر شہر و دیہات میں بلکہ ہر منبر پر خطبہ اور وعظ کرنے والے
کھڑے ہو کر حضرت علیؑ پر لعنت اور حضرتؑ سے تبرا کرنے لگے۔ اور حضرت کو
اور حضرتؑ کے اہل بیتؑ کو برا کہنے لگے اور ان حضراتؑ کی مذمت کا سلسلہ
جاری ہو گیا۔

معاویہ نے دنیائے اسلام کے کل والیوں کے نام یہ فرمان بھی جاری
کیا کہ حضرت علیؑ کے کسی شیعہ کی گواہی قبول نہ کریں اور اپنی ماتحت لوگوں
کو یہ فرمان بھی لکھ بھیجا کہ حضرت عثمان کو خلیفہ ماننے والے جو لوگ ان کی (عثمان
کی) فضیلتیں بیان کرتے رہتے ہیں انکی بڑی عزت کرو۔ اس پر حضرت عثمان
کے فضائل و مناقب کا ایک انبار لگ گیا۔ کیونکہ جو لوگ ان کی فضیلت
میں کوئی بھی روایت یا حدیث لکھ کر بھیج دیتے تھے۔ انکو معاویہ کی طرف
سے بڑی بڑی جاگیروں کے پروانے انعام میں پہنچ جاتے تھے۔
پھر زمانے کے بعد معاویہ نے اپنے عاملوں کو لکھ بھیجا کہ حضرت عثمان
کے فضائل میں حدیثیں بہت زیادہ ہو گئیں اب سب لوگوں کو بلا کر کہو

کہ صحابہ اور خلیفہ اوّل و دوم کے فضائل میں حدیثیں بیان کریں۔ اور ابو تراب
(علیؑ) کی فضیلت میں کوئی شخص جو حدیث بیان کرتا ہو اس کے مقابل کی حدیث
صحابہ کے لیے بھی گھڑ کر وضع کریں غرض معاویہ کے یہ سب فرمان لوگوں کے

سامنے پڑھے گئے جس پر بکثرت ایسی جعلی حدیثیں صحابہ کے فضائل میں گڑھ دی گئیں
جن کی کوئی اصلیت نہیں تھی۔ اور لوگوں نے ان موضوع حدیثوں اور ان کے

(بقیہ صفحہ ۲۹ پر)

ـــه اس طرح جعلی احادیث کا جو انبار لگا دیا گیا اور جسے دنیائے اسلام میں حکومت کے دور
اور اقتدار کے بل بوتے پر پھیلا دیا گیا۔ ان سب کا نہ تو احاطہ کرنا ممکن
ہے اور نہ ہی ایسی جعلی حدیثوں کی نشاندہی کرنا ہی ممکن ہے۔ صرف چند
واضح احادیث نمونہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ رسول اکرمؐ پر سب سے پہلے علیؑ ایمان لائے (عبید اللہ امرتسری
صفحہ ۹۵ صفحہ ۱۲۰ صفحہ ۱۴۲ صفحہ ۳۴۷ و دیگر کتب جن میں ۴۴ کتب کے حوالے حرف
میرے ہی پاس موجود ہیں)
مگر سواد اعظم نے یہ اعزاز ابو بکر کے سر منڈھنے کی کوشش کی جب
ناکامی ہوئی تو یہ اعزاز یوں بانٹا گیا کہ مردوں میں ابو بکر، عورتوں میں
خدیجہ الکبریٰ، بچوں میں علی اور غلاموں میں زید بن حارثہ سب سے
پہلے ایمان لائے، حالانکہ ابو بکر سے قبل پچاس آدمی اسلام لا چکے تھے
(طبری تاریخ جزء ۲ صفحہ ۱۱۹ وغیرہ)
معلوم نہیں بیچارے اور خاص کر سانڈ و انچ عثمان کا نام کیسے چوک گیا۔
۲۔ رسول اکرمؐ نے علیؑ کو صدیق اکبر اور فاروق اعظم قرار دیا تھا۔ دیار بکری
(تاریخ خمیس جزء ۲ صفحہ ۳۰ و دیگر کتب)
مگر اب صدیق اکبر ابو بکر کے لیے اور فاروق اعظم عمر کے لیے مستعمل ہے
۳۔ رسول اللہؐ نے علیؑ کو امیر المومنین کہا (ارجح المطالب صفحہ ۱۴۲) مگر اب یہ
لقب خلفائے مسلمین و علمائے دین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

بقیہ حاشیہ

۴۔ رسول اللہؐ نے سیف اللہ علیؑ کو کہا تھا (ارجح المطالب ص۳۲ و تذکرہ سبط ابن جوزی)۔

مگر اب یہ لقب خالد بن ولید کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

۵۔ رسول اللہؐ نے علیؑ کا دروازہ مسجد نبوی میں کھلا رہنے دیا تھا کیونکہ قرآن نے علی اور ان کے متعلقین کو طاہر قرار دیا تھا۔ بقیہ تمام لوگوں کے دروازے جو مسجد نبوی کی طرف کھلتے تھے، بند کرا دیئے (احمد بن حنبل و مسند دیگر کتب)

مگر مسلمانوں نے علی کے دروازے کے ساتھ ساتھ ابوبکر کا دروازہ کھلا رکھنے کی روایت گڑھ دی۔ حالانکہ ابوبکر عہد رسولؐ میں (بلکہ بعد انتقال رسولؐ چھ ماہ تک) مدینہ ہی میں نہیں رہے بلکہ اپنی سسرال مقام سنخ میں مقیم رہے جو مدینے سے ۳ میل دور تھا۔ اور پھر اپنے عہد حکومت میں مدینہ آکر مقیم ہوئے (طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۲، ص۳۲، تاریخ اسلام از شوق امرتسری ص۲۹۹)

۶۔ قرآنی آیت ومن الناس من یشری نفسہ۔ علیؑ کی شان میں نازل ہوئی تھی (ینابیع المودۃ، ارجح المطالب وغیرہ) مگر معاویہ بن ابوسفیان اموی نے ۴ لاکھ درہم دے کر سمرہ بن جندب سے یہ حدیث بنوا کر بیان کرائی کہ یہ آیت ابن ملجم (قاتل علیؑ) کی شان میں نازل ہوئی تھی اور آیت ومن الناس من یعجبک (جو منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی) اسے علیؑ کی شان میں نازل ہونا بیان کرا دیا۔ (نقل اکبر ص۱۳، خلک النبی ص۴۹ حاشیہ)

بقیہ حاشیہ

۷۔ حدیث ثقلین میں رسولؐ نے قرآن و اہل بیت عترت سے متمسک رہنے کی ہدایت کی تھی۔ (طبقات ابن سعد ص۲۹۹، و دیگر کتب اسلامی)

مسلمانوں نے اس حدیث میں قرآن تو رہنے دیا۔ لیکن بغض اہل بیت کی وجہ سے اہل بیتؑ کا لفظ ہٹا کر وہاں سنی کا لفظ لکھ دیا۔

۸۔ رسولؐ نے تو علیؑ کے لئے کہا تھا کہ اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو علیؑ نبی ہوتے (ارجح المطالب ص۱۶۳)

مگر یاران طریقت نے علیؑ کا نام ہٹا کر عمر کا نام لکھ دیا۔

۹۔ رسولؐ نے کہا کہ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے (حاکم مستدرک ۵۷، دیگر کتب اسلامی) اور قرآنی حکم کہ دروازہ سے آیا کرو۔ لیکن مسلمانوں نے قرآن و حدیث کے خلاف کسی کو شہر علم کی دیوار بنایا کسی کو چھت کسی کو پرنالہ کسی کو کچھ کسی کو کچھ۔

۱۰۔ رسولؐ نے چار یار علیؑ، سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ کو بتایا تھا (مشکوٰۃ ۱۳۱۹ حدیث ص۵۹۶۳)

مگر اب چار یار کوئی اور ہی ہیں۔

۱۱۔ روایات میں علیؑ کو قاتل مرحب بتایا گیا تھا۔

مگر اب بجائے علیؑ کے محمد بن مسلمہ کو قاتل مرحب کہا جا رہا ہے۔

۱۲۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ علیؑ کعبہ میں پیدا ہوئے (ازالۃ الخفا از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و دیگر کتب الزار النافذ بجواہر القرآن ناطق ص۴۲)

مگر مسلمان حکیم بن حزام کا کعبہ میں پیدا ہونا ثابت کرنے کی فکر میں ہیں۔

۱۔ رسول اللہؐ نے کہا تھا اے علیؑ جو تمہاری پیروی کرے گا وہ دوزخ
سے نجات پائے گا اور جو تمہارے خلاف ہوگا۔ وہ ہلاک ہو جائے گا
(ینابیع المودۃ ص۱۰۹، ص۹۰، ص۹۷)

مسلمانوں نے حدیث بنا ڈالی کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان
میں سے جس کسی کی بھی تم پیروی کرو گے نجات پا جاؤ گے۔ اور مصیبت
یہ ہے کہ وہ اس پر بھی قائم نہیں رہتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اچھا
تو علیؑ کی پیروی کر لو اور سب ایک ہو جاؤ یہ روز روز کا جھگڑا تو
نمٹے کیونکہ علیؑ بالاتفاق صحابی رسول بھی ہیں۔ مگر وہ اس سے بھی کر جاتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ اس لفظ صحابہ سے مراد شیخین (یعنی ابوبکر و عمر ہیں) گویا
ان بزرگواروں کی خاطر لفظ صحابہ کے معنی بھی رہ گئے جائیں گے۔ جو وہ
فرما دیں۔ ان کو قول بلاک کے سامنے قرآن و سنت اور تمام اسلامی لٹریچر سب دریا برد
کر دینے کے قابل ہے

یہ فضائل و مناقب کے علاوہ اعمال و عبادات تک میں کی گئی

۔ دیکھو کتب احادیث

مسلمانوں میں کیسے کیسے جری واضعان حدیث گذرے ہیں ان میں سے چند
افراد کی نشاندہی اس کتاب کے آخر میں کر دی گئی ہے۔ علامہ محمد طاہر گجراتی نے اپنی
مشہور تصنیف قانون الاخبار الموضوعہ والرجال الضعفا میں تقریباً دو ہزار ایسے
اشخاص کے نام دیئے ہیں جو زندگی بھر جھوٹی حدیثیں گھڑتے رہے کسی نے ہزار تراشیں
کسی نے دس ہزار۔

ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امام احمد

بقیہ حاشیہ

بن حنبل اور یحییٰ بن معین بغداد کے محلہ رصافہ میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے تشریف
لے گئے خطیب نے دوران وعظ مندرجہ ذیل حدیث بیان کی۔

میں نے احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین سے سنا انہوں نے معمر سے
معمر نے قتادہ سے قتادہ نے انس سے انس نے رسول اکرمؐ سے کہا

جب کوئی کلمہ پڑھتا ہے تو ہر لفظ پہ ایک پرندہ پیدا ہوتا ہے
جس کے پر زمرد کے ہوتے ہیں اور چونچ اس کی سونے کی ہوتی ہے

تا آخر حدیث) (سیرۃ النبی شبلی ۱/ص۲۰)

وعظ کے بعد ان بزرگواروں نے خطیب سے پوچھا کہ یہ حدیث تم نے
کس سے سنی کہا احمد بن حنبل اور یحییٰ سے بولے وہ تو ہم ہیں ہم نے کوئی ایسی
حدیث نہیں بیان کی۔ خطیب کہنے لگا۔ اس وقت دنیائے اسلام میں (۱۷) احمد
بن حنبل اور (۱۷) یحییٰ بن معین موجود ہیں۔ تم کس باغ کی مولی ہو

یہ دو بزرگ اس ملا کی دیدہ دلیری اور بے حیائی پر لعنت بھیجتے چلے گئے
(اس پورے واقعہ کے لیے دیکھو کتاب دو اسلام از ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص۲۸۷)

عبداللہ بن محمد بن جعفر کے ذیل میزان میں ہے کہ یہ شخص حدیث کے متون
معروفہ پر سندیں گھڑ لیتا تھا۔ یعنی اصل حدیث کے الفاظ برقرار رکھتے ہوئے صرف
ناموں کو بدل دیتا تھا۔ ہم نے جو اوپر چند وضعی احادیث بطور نمونہ
درج کی ہیں۔ ان میں سے اکثر ایسے ہی بزرگواروں کے دماغ کی اختراع ہیں۔

روایتیں تیار کرنے کے بعد ان کا ثبوت کیونکر فراہم کیا جاتا تھا
اس کا طریقہ کار بھی سن لیجئے علامہ شبلی فرماتے ہیں۔

ایک نکتہ خاص طور سے لحاظ رکھنے کے قابل ہے۔ بنوامیہ اور
بنوعباس کے زمانہ میں یہ مذاق پیدا ہو گیا تھا کہ اپنے زمانہ کے

بقیہ حاشیہ

شعراء اور فصحا سے اشعار اور خطبے تصنیف کراتے اور جاہلیت یا ابتدائے اسلام کے شعراء اور خطباء کے نام سے مشہور کرتے تھے۔

• یہ وضاعی مختلف اغراض سے کی جاتی تھی زیادہ اس وجہ سے کہ ان خطبوں یا شعروں میں آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی پیش گوئی یا اور کوئی بات اسلام کی تصدیق کی شامل کر دیتے تھے۔

(سیرۃ النبی شبلی ۱) ص ۱۹۵ سے ۱۹۶ حاشیہ)

، علامہ موصوف (جناب شبلی نعمانی) یہ بھی فرماتے ہیں

اکثر لوگ یہ کرتے تھے کہ قرآن مجید میں توحید اور معاد کے متعلق جو باتیں ہیں ان کے مطابق اشعار تصنیف کراتے اور سمجھتے تھے کہ اس سے اسلام کی تائید ہوگی۔ امیہ بن صلت کے نام سے جو اشعار منقول ہیں ان کو دیکھ کر صاف یقین ہو جاتا ہے کہ کسی نے قرآن مجید کو سامنے رکھ کر یہ اشعار کہے ہیں

(سیرۃ النبی شبلی ۱) ص ۱۹۶ حاشیہ)

واضح رہے کہ یہ خالص یہودیانہ ذہنیت اور طریقہ فکر ہے چنانچہ ہم آج بھی بائبل کے اندر یہود کا نسلی سنٹ پال (موجودہ عیسائیت کا روح رواں اور بانی) کا یہ بیان لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگاروں کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے (رومیوں باب (۳) فقرہ ۷)

گویا خدا کی سچائی اور اس کا جلال تب ہی ثابت ہو سکتا ہے جب جھوٹی روایتیں گھڑی جائیں ورنہ نہیں۔

مثل دیگر دوسری چیزوں کے بیان کرنے اور ہر شخص سے روایت کرنے میں بڑی ہی جد و جہد کی یہاں تک کہ لوگوں نے ان بناؤٹی ہوئی جھوٹی بالکل بے اصل حدیثوں کو منبر پر بیٹھ کر پڑھنا اور سنانا شروع کیا اور مدرسہ کے معلموں کو بھی وہ بناوٹی حدیثیں دیدی گئیں انہوں نے ان حدیثوں کی تعلیم بچوں کو بھی دیدی اور ان کے دماغوں میں ان موضوعات کا زیادہ حصہ بھر دیا گیا۔ ان جعلی حدیثوں کی تعلیم لوگوں نے اپنی لڑکیوں، بیویوں خدمت گاروں اور مصاحبوں کو بھی دی۔

غرض ان تدبیروں سے بے حساب جھوٹی اور گڑھی ہوئی موضوع حدیثیں عالم وجود میں آ گئیں اور جعل سازی فریب بلکہ افتراء بہتان تک کی روایتیں ہر طرف پھیل گئیں۔ لوگ نئی نئی حدیثیں بنا کر اور اپنے دل سے روایتیں گڑھ کر اپنے حاکموں کے ہاں سرخروئی حاصل کرتے اور اس فن حدیث سازی روایت سازی کے ذریعہ بے حساب مال و متاع اور جاگیریں جائدادیں پیدا کرتے، یہاں تک کہ انہیں دنیا پرست عالموں زاہدوں اور بندوں ان باتوں کی تصدیق علامہ ابن ابی الحدید نے بھی بہ تتبع بخوف طوالت نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ (کتب متقدم الذکر جلد کبیر ص ۱۶۹)

بقیہ حاشیہ

یہ تو ایک یہودی کی بات تھی اب ایک مسلمان کا قول سنیئے اور سر دھنیئے فرماتے ہیں اور ایمان تو بڑی چیز ہے جھوٹ اور کذب اور غلط فعل سے نبی کی عزت ہو تو اس وقت غلط فعل کو ایمان صدق اور عمل صالح پر ترجیح دی جائیگی (مقالات اولیٰ ص ۳۶ از محمد ایوب طبع مکتبہ دارالمدیہ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی) رسول نے بالکل سچ کہا تھا کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلیں گے بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ۔ (بخاری)

زر و مال، مذہبی پیشواؤں کے ذریعہ ان من گھڑت حدیثیں اور بے بنیاد روایتیں ان دیانتدار اور پابند دین حضرات تک بھی پہنچ گئیں جو جھوٹ اور بہتان کو جائز نہیں سمجھتے تھے پھر کیا تھا ان لوگوں نے اپنی سادہ لوحی سے ان مکار اور دھوکہ باز حدیث سازوں کے فریب میں مبتلا ہو کر ان جعلی اور وضعی حدیثوں کو قبول کر لیا اور گمان کیا کہ یہ سب سچی حدیثیں ہیں۔

پھر جب ۶۱ھ میں امام حسینؑ شہید کر دیئے گئے تو اس کے بعد اور بھی مذہبی لوگوں کی حالت خطرناک ہو گئی۔ جب عبدالملک خلیفہ ہوا تو شیعوں کے مصائب پہلے سے بھی بہت زیادہ ترقی کر گئے۔

جس نے خوب ترقی کرنا چاہی یہی پیشہ اختیار کر لیا کہ حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ سے خوب دشمنی کرتا اور خلفا کی شان میں اچھی طرح جھوٹی حدیثیں بناتا اس طرح لوگوں نے صحابہ اور خلفائے ثلاثہ کی شان ان کے فضائل مناقب اور سوانح میں بہت کثرت سے جھوٹی حدیثوں کا انبار لگا دیا۔ اور حضرت علیؑ کا مرتبہ کم کرنے، حضرتؑ کی شان گھٹانے بلکہ حضرت کی مذمت عیب، اعتراض، طعن بدنامی، برائی اور اہانت و تحقیر کے متعلق بھی اسی کثرت سے جھوٹی حدیثیں بنائی گئیں۔ (نصائح کافیہ مطبوعہ بمبئی ص ۲ تا ۲)

غرض ان مسلمانوں نے اسلام کی ایسی کایا پلٹ کر اب کتابوں اور اسلامی لٹریچر میں اصل اسلام ہی نہیں ہے باقی سب کچھ ہے۔ اس پر بھی سواد اعظم مصر ہے کہ مسلمان تو بس ہم ہیں بقیہ لوگ مسلمان ہی نہیں ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

بابُ دُوم

احادیث نبوی کے چند نادر نمونے

پاکستان میں ایک بزرگوار ہیں

ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ یہ پتہ نہ چل سکا کہ ان کی ڈاکٹری کی ڈگری طبی شعبہ سے متعلق ہے یا کسی علمی ریسرچ کی وجہ سے، یا محض اعزازی ہے۔ جیسا کہ بعض مقدر والوں کو بغیر محنت شاقہ اٹھائے یا پڑھے لکھے بھی مفت ہی ہاتھ لگ جاتی ہے۔ مگر اتنا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے قرآن و کتب احادیث اصحاح وغیرہ کا مطالعہ فرمایا تو محسوس کیا کہ قرآنی اسلام اور حدیثی اسلام دو علیحدہ علیحدہ شے ہیں جن کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔ بالفاظ دیگر حدیثیں، متن و معانی قرآن کے بالکل خلاف پائی جاتی ہیں لہٰذا قطعاً قابل اعتبار نہیں پس آپ نے قلم برداشتہ ایک کتاب تصنیف کر ڈالی جس کا نام ہے "دو اسلام" اسے کتاب منزل لاہور نے شائع کیا اور بازار میں آسانی دستیاب ہو جاتی ہے بڑے مزے کی کتاب ہے بشرطیکہ ذرا سمجھ کر پڑھا جائے۔

چونکہ مقالہ زیر نظر بھی اسی موضوع پہ ہے لہٰذا میں اسی کتاب سے احادیث نبوی کے چند نمونے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ان پر جو تبصرہ ہے وہ بھی ڈاکٹر صاحب موصوف ہی کے الفاظ میں ہے لہٰذا اس سلسلے میں اگر ناظرین کو

کچھ کہنا سننا ہو تو وہ ڈاکٹر صاحب موصوف ہی سے رجوع فرمائیں۔ احقر کو اس سلسلے میں قطعاً معذور سمجھیں:

۱۔ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے کے بعد نہاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہشت میں اس کیلئے سفید موتیوں کے ایک سو محل تعمیر کر دیتا ہے اور پانی کے جتنے قطرے اس کے جسم سے ٹپکتے ہیں ہر قطرہ پر اسے ایک ہزار شہیدوں کا اجر ملتا ہے۔

(دو اسلام صـ۸۶)

دیکھا آپ نے۔ ایک شہوت زدہ ملّا کے ہاں مجامعت کتنا بہشت آفرین اور محل ساز عمل ہے اور یہ بھی ملاحظہ کیا کہ اس حدیث میں ڈرامائی رنگ بھرنے کے لئے مُلّا کہاں کہاں پہنچا۔ کہاں سے موتی لئے اور کس سرزمین میں محل جا بنایا۔ اور پھر جاں سپاری اور سرفروشی جیسے بلند عمل یعنی شہادت کا کیا مضحکہ اڑایا۔

۲۔ جب حضرت عبداللہ بن عمر کے سامنے حضرت ابو ہریرہ کے کتے والی حدیث بیان کی گئی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مویشیوں کی رکھوالی اور کھیتی کی حفاظت کے لئے کتے پالنا جائز ہے تو ابن عمرؓ نے فرمایا۔ کیوں نہ ہو ابو ہریرہ کھیتوں کا مالک جو ٹھہرا۔

(دو اسلام صـ۱۴۳ بحوالہ توجیہ صـ۱۸۰۱)

(غالباً ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث اس وقت بنائی ہو گی جب ان کے عسرت کے دن ختم ہو چکے تھے اور وہ معاویہ کے منظورِ نظر ہو گئے تھے حتیٰ کہ معاویہ کے دور میں وہ اسی شہر مدینہ کے گورنر رہے جس میں وہ ایک کمبل لپیٹے فاقہ کی زندگی گزار چکے تھے اور ایک ایک ٹکڑے کے لئے دوسروں کے محتاج تھے ناقل)

۳۔ مُلّا کہتا ہے:

بلی سے محبت ایمان ہے (حدیث المقاصد سخاوی دو اسلام صـ۱۳۱)

۴۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونے سے تو صرف جنت ملتی ہے لیکن مُلّا نے ایک ایسا نسخہ ڈھونڈ نکالا جس سے وہ ستر انبیاء کے اعمال کا اجر حاصل کر سکتا ہے۔

جو مولوی کسی طالب علم کو کسی کتاب کا ایک باب بھی فی سبیل اللہ پڑھا دے تو اللہ اسے ستر انبیاء کا اجر عطا فرماتا ہے"۔

(دو اسلام صـ۱۳۱!)

۵۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آسمانوں کے تمام فرشتے تسبیح و تہلیل کا ثواب آپ کے حوالے کر دیں تو لیجئے یہ گُر پلے باندھ لیجئے:

جب کوئی آدمی وضو کرتے وقت پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرتا ہے تو پانی کے ہر قطرہ پر اللہ ایک فرشتہ پیدا کر دیتا ہے جو ستر زبانوں میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے اور اس تسبیح کا ثواب قیامت تک اس آدمی کو پہنچتا رہتا ہے

خود مُلّا صاحبان عموماً ہر زبان سے کورے ہوا کرتے ہیں۔ مگر ان کا فرشتہ ستر زبانوں (انگریزی، فرانسیسی، جاپانی، چینی، روسی، پشتو وغیرہ) کا ماہر ہوتا ہے حالانکہ ہم نے یہ سنا تھا کہ جیسی روح ویسے فرشتے۔)

(دو اسلام صـ۱۳۴)

۶۔ بیشک اللہ تعالیٰ کہتا پھرے کہ ہم مال و جان لئے بغیر جنت نہیں دیں گے لیکن مُلّا ہمیں جنت کے کئی چور دروازے بتاتا ہے

جن سے ہم وہاں تک پہنچ سکتے ہیں ۔ مثلاً
اگر کوئی شخص مرنے کے بعد ایک علمی ورق بھی چھوڑ جائے تو یہ
ورق اس شخص اور جہنم کے درمیان ایک دیوار بن جائے گا ۔
(حدیث)

اس سے بھی آسان نسخہ لیجئے کہ
جو شخص اللہ کی خاطر بسم اللہ خوش خط لکھے اس کے تمام گناہ
معاف ہو جائیں گے ۔

نہ صرف خود جنت میں جانے بلکہ دوسروں کو بھی وہاں پہنچانے
کا گُر حاضر ہے ۔

جو شخص سال بھر کسی مسجد میں سچی نیت سے اذان دیتا رہے
وہ قیامت کے دن جنت کے دروازے پر کھڑا ہو جائے گا اور
اسے اختیارات دیئے جائیں گے کہ جس شخص کی چاہے وہ
شفاعت کرے ۔

مطلب یہ ہے کہ مسجد کے بانگے کو کبھی کبھار کچھ کھلا پلا دیا
کرو قیامت کے دن قطعاً کوئی نہیں پوچھے گا اور آپ اس کی شفاعت
پر جنت میں پہنچ جائیں گے ۔

۷ ۔ سرورِ کائنات ؐ کی رحلت سے چند سال بعد امیر معاویہؓ اور حضرت علیؑ
کا جھگڑا شروع ہو گیا تھا حضرت علیؑ اولی الامر اور خلیفۂ رسول ؐ
تھے قرآن کے سچے عامل اور رسول ؐ کے صحیح پیرو ۔ اولی الامر
کی اطاعت فرض ہے لیکن معاویہ نے بغاوت کی اور اسلام
میں لاتعداد مفاسد کا دروازہ کھول دیا ۔ معاویہ کا یہ جرم ایسا تھا
کہ جس کی پاداش میں وہ انتہائی سزا کے قابل تھا لیکن علمائے

اسلام نے ان کی تعریف میں بھی حدیثیں تراشیں مثلاً
"رسول اللہ ؐ فرماتے ہیں کہ اے معاویہ تو میرا میں تیرا ۔"
(دو اسلام ص ۱۳۷)

۸ ۔ چونکہ معاویہ کا پایہ تخت شام میں تھا آپ کے ایک درباری
ملا نے شام کی تعریف میں یہ حدیث تیار کر ڈالی کہ
"رسول اللہ ؐ فرماتے ہیں کہ اللہ کا منتخب ترین ملک شام ہے"

۹ ۔ دورِ بنو امیہ کے بعد عباسی سریر آرائے خلافت ہوئے تو ملاؤں نے
ان کی تعریف میں احادیث تراشنا شروع کر دیں :
رسول اکرم ؐ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ۱۳۵ھ میں خلافت
تمہاری اولاد میں منتقل ہو جائے گی اور تیرے بچوں میں سے
سفاح منصور اور مہدی خلیفہ ہوں گے ۔
"خلفائے عباسی ۱۳۲ھ میں برسرِ اقتدار آئے تھے نہ کہ ۱۳۵ھ میں
پھر ان کی تعداد ۳۷ تھی جن میں مشہور ترین ہارون و مامون تھے ۔
لیکن یہ حدیث تراش تین ابتدائی خلفاء کے بغیر کوئی اور نام نہ بتا سکا
اس لئے کہ وہ خود خلیفہ مہدی کے زمانے کا آدمی ہوگا اور اس کی غیب
دانی مہدی کے آگے نہیں چل سکتی ہوگی ۔

۱۰ ۔ کہتے ہیں کہ ہارون الرشید کو کبوتر پالنے کا شوق تھا ۔ بادشاہ کو
کسی چیز کا شوق ہو اور اس پر ملا کوئی حدیث نہ گھڑے یہ کیسے ممکن
ہے چنانچہ یہ حدیث تیار ہوئی کہ رسول اللہ کبوتر اڑایا کرتے تھے
"جب شاہی دربار سے نکالے ہوئے کسی ملا تک یہ حدیث پہنچی تو
اس نے جواب میں حدیث ذیل تراش لی ؛
"رسول اللہ فرماتے ہیں کہ کبوتروں سے کھیلنا قوم لوط کا کام ہے

۱۱ یہود گئو سالہ پرست تھے ۔ یہ کسی یہود یا ہندو کی کارستانی معلوم ہوتی ہے کہ کسی ملّا کو خرید کر گائے کی تقدیس پر حدیث تیار کرالی کہ

"گائے کی تعظیم کرو اس لئے کہ یہ مویشیوں کی سردار ہے اور جب سے کہ یہودیوں نے موسیٰؑ کے زمانے میں بچھڑے کی پوجا کی تھی یہ بچاری شرم سے آسمان کی طرف سر نہ اٹھا سکی"۔

ملّا صاحب کا مطلب یہ ہے کہ ہر گائے تاریخ کی ماہر ہوا کرتی ہے اسے معلوم ہے کہ موسیٰ کے زمانے میں سامری نے سونے کا گوسالہ تیار کیا تھا جس کی یہود نے پرستش شروع کر دی تھی ۔ گناہ یہود نے کیا تھا لیکن شرم گائے کو آرہی ہے اور شرم بھی اتنی کہ سَر تک نہیں اٹھا سکی ورنہ اس واقعہ سے پہلے گائے کا سَر ہمیشہ آسمان کی طرف رہا کرتا تھا۔

۱۲ یہ تو ہوں گے کوئی یہود کے دوست ۔ ایک اب ایسے ملّا کی حدیث سنئے جو یہود کو برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے۔

"جس شخص کے پاس صدقہ کے لئے کوئی چیز نہ ہو وہ یہود کو گالیاں دے لیا کرے یہی اس کا صدقہ ہے۔

"ملّا تو حدیث گھڑ کر جہنم چلا گیا لیکن اس کے نتائج آج فلسطین کے عرب بھگت رہے ہیں ۔ جن یہودیوں کو گالی دینا ہماری تعلیمات کا جزو ہے وہ آج ہم پر کیوں رحم کھائیں ۔ اگر وہ عربی سلطنتوں پر بم برسا رہے ہیں ۔ اور ان کی بستیوں کو راکھ کا ڈھیر بنا رہے ہیں تو وہ کسی حد تک حق بجانب ہیں ۔ جب ہم انہیں نجس ملعون، کشتنی و سوختنی قرار دیتے ہیں تو وہ جواباً "ہمیں کیوں نہ

ایسا سمجھیں ۔

۱۳۔ پیروان علیؑ کو عرف عام میں شیعہ یا رافضی کہا جاتا ہے ۔ یہ فرقہ عہد علی کی پیداوار ہے ۔ اس کے متعلق بھی چند احادیث وضع ہوئیں ۔ مثلاً

مجھے جبریل نے بتایا ہے کہ عنقریب ایک ایسا فرقہ پیدا ہوگا جو میرے صحابہ کو بُرا بھلا کہے گا اور اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا ۔ ہم نے پوچھا اے رسول اللہؐ اس کا نام کیا ہے ۔ فرمایا رافضہ جو میرے دین کو سر سے چھوڑ جائیں گے ۔

۱۴۔ امام ابو حنیفہ (۸۰ھ، ۱۵۰ھ) اور امام شافعی (۱۵۰ھ، ۲۰۴ھ) بعض اجتہادی مسائل میں اختلاف رکھتے تھے چنانچہ ان کے پیرو بھی دو گروہوں میں بٹ گئے اور ایک دوسرے کی تحقیق و تذلیل پر اتر آئے ۔ امام ابو حنیفہ کے کسی پیرو نے اس سلسلہ میں چند احادیث بھی وضع کیں ۔ مثلاً

رسول اللہ فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ میری امت کا چراغ ہے۔

احادیث تراشی کا یہ سلسلہ امام ابو حنیفہ کی تعریف ہی تک محدود نہ رہا بلکہ ان بدبختوں نے تہذیب و شرافت کا لبادہ اتار کر حضرت امام شافعی جیسے عظیم المرتبت مجتہد کو گالیاں دینا شروع کر دیں ۔ اور ان گالیوں کو حضور والا کی طرف منسوب کر دیا ۔

۔ حضرت انس رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ عنقریب میری امت میں ایک ایسا شخص آئے گا جس کا نام ہوگا محمد بن ادریس (شافعی) ۔ اور جو میری امت کے لئے شیطان سے

بڑھ کر نقصان رساں ثابت ہوگا۔

۱۵۔ اسلام کا سب سے بڑا مشن رنگ و نسل کے امتیازات کو مٹانا تھا لیکن بھلا نہ ہو ہمارے ملّا کا کہ اس نے سرورِ کائناتؐ کے مشن کو ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ایرانی و عربی کے جھگڑے اٹھائے۔ زنگی و تورانی کے فتنے کھڑے کئے۔ بھائی کو بھائی سے لڑایا اور مسلمان کو ایک تنگ نظر، متعصب، کج دماغ اور موذی قسم کا مذہبی دیوانہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔

"ملّا کسی دور میں بھی نہ حقائق کو دیکھ سکا اور نہ سمجھ سکا۔ اس نے رنگ و نسل کے دبے ہوئے فتنوں کو پھر جگانے کی کوشش کی۔

"رسول اللہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ اہل عجم سے بچ کر رہو"۔

"اگر رسول کریمؐ نے ایرانیوں سے دور رہنے کی ہدایت فرمائی تھی تو صحابہؓ نے ان پر چڑھائی کیوں کی ان کی سلطنت کو تہ و بالا کیوں کیا حضورؐ نے سلمان فارسیؓ کو کیوں قریب آنے دیا۔ تم ان کے بخاری رازی اصفہانی، سعدی، فردوسی اور جامی پر آج کیوں نازاں ہو! اگر یہ سب کچھ درست تھا تو پھر ان کے خلاف احادیث تراشی کا مطلب کیا؟

۱۶۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اللہ کو سب سے زیادہ نفرت فارسی سے ہے خوزیہ (خوزستان کی زبان) شیطان کی زبان ہے۔ بخارا کی بولی دوزخیوں کی

لہ مگر خبہ پرور یہ ابتدا تو حضرت عمرؓ نے کی تھی۔ موطائے امام مالک صلاہ پر ہے کہ سعید بن مسیب کہتے تھے کہ عمر بن خطاب نے انکار کیا غیر ملک کے لوگوں کی میراث دلانے کا اپنے ملک والوں کو مگر جو عرب میں پیدا ہوا ہو" یوں سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے ملکی اور غیر ملکی تفریق قائم کی۔

بولی ہے اور اہل جنت عربی میں گفتگو کیا کریں گے

اب ذرا حضرت مولانا کی نوازشات اہل افریقہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ حبشی (حبشہ کا رہنے والا) کا اگر پیٹ بھر جائے تو وہ زنا کرتا ہے اور اگر بھوکا ہو تو چور بن جاتا ہے۔

شہر یارِ مدینہ کے پیارے مؤذن سیدنا حضرت بلال (حبشی) اس حدیث کو سن پاتے تو کیا کہتے؟

۱۷ "رسول اللہ فرماتے ہیں کہ مسواک سے فصاحت بڑھتی ہے

چونکہ فصیح کلام منہ سے نکلتا ہے اور مسواک بھی منہ میں کیا جاتا ہے اس لئے مولانا اس سائنٹفک نتیجہ پر پہنچے کہ مسواک اور فصاحت و بلاغت کا ضرور کوئی نہ کوئی تعلق ہے۔

۱۸۔ ڈاڑھی جتنی لمبی ہو عقل اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔

گو ڈاڑھی منہ پر ہوتی ہے اور عقل کا مرکز دماغ ہے لیکن مولانا کا خیال یہ ہے کہ اس کھیتی کو عقل کے چشمے سے پانی ملتا ہے۔ اسی لئے عقل کے چشمے میں پانی جتنا زیادہ ہوگا۔ داڑھی اتنی ہی لمبی ہوتی جائے گی۔ اگر گستاخی نہ ہو تو اتنا پوچھوں کہ اس معیار کے مطابق آپ کا طبقہ عقل مند ہے کہ واہ گرو کے خالصے۔

۱۹۔ اسی قسم کا ایک اور حدیث ہے کہ

"جس کی پاس عقل نہیں وہ بے دین ہے"

عقل کا معیار ہے داڑھی۔ تو گویا ڈاڑھی منڈے سب احمق اور بے دین ہیں۔ ان کے لئے جنت میں کوئی جگہ نہیں ہونی چاہئے لیکن ایک حدیث ہے کہ جنت میں زیادہ تعداد احمقوں کی ہوگی۔ یعنی یہ احمق ڈاڑھی منڈے تو جنت میں جائیں گے۔

اور یہ لمبی داڑھی والے عقلمند جہنم میں الٹے لٹکائے جائیں گے

۲۰۔ حلوا:۔

"رسول اللہؐ کو حلوا اور شہد بہت پسند تھے۔

"مومن کے دل میں مٹھاس ہوتی ہے اسی لئے وہ حلوے کو پسند کرتا ہے"۔ جو شخص حلوہ نہیں کھائے گا وہ خدا اور رسولؐ کا نافرمان شمار ہوگا۔

"جو شخص اپنے بھائی کو حلوے کا ایک لقمہ کھلا دے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے عرصہ محشر میں گرمی سے بچالے گا۔"

۲۱۔ مرغا:۔

"سفید مرغا میرا بھی دوست ہے اور میرے حبیب جبریل کا بھی"

"جو سفید مرغا پالے گا۔ اللہ تعالےٰ اسے شیطان۔ کاہن اور جادوگر کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

"کہتے ہیں کہ کالے رنگ کا مرغا گرم ہوتا ہے اور اسے کھانے کے بعد پیچس کا ڈر رہتا ہے اس لئے مولانا نے سفید مرغا پالنے کی ہدایات نافذ فرمائیں۔

۲۲۔ حقائق حیات: عہد عباسیہ میں جب علم الحقائق مثلاً علم نباتات جمادات ریاضیات السنہ افلاک وغیرہ اسلامی ادب میں راہ پانے لگا تو ملا نے سوچا کہ کہیں یہ علمائے طبیعات بازی نہ لے جائیں اس لئے اس نے بھی حقائق حیات پر اپنے مخصوص رنگ میں روشنی ڈالنا شروع کر دی۔ گلاب کے پھول کی،

ماہیت سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں:۔

رسول اللہؐ کا پسینہ یا براق کا پسینہ زمین پر گرا اور گلاب کا پودا پیدا ہوگیا۔

"کیا غضب کی تحقیق ہے جی چاہتا ہے کہ علم نباتات کا سارا دفتر اس جھوٹے کے سر پر دے ماریں۔ کوئی پوچھے کہ کیا حضور کی ولادت سے پہلے گلاب کا پودا دنیا میں موجود نہ تھا۔ اگر نہیں تھا تو بقراط نے (جو ولادت مسیح سے بھی صدیوں پہلے تھے) اپنی کتابوں میں گلاب کے عرق اور پھول کا ذکر کیسے کر دیا اور بحرالکاہل کے بعید ترین جزائر میں یہ پودا کیسے پیدا ہوگیا۔

۲۳۔ گندم:۔ میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو گندم کھاتے ہیں۔
اس کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ خود مولانا چنوں پر گزارہ کرتے ہونگے اور یا یہ کہ گندم نے حضرت آدمؑ کو جنت سے نکلوا دیا تھا اس لئے اس ظالم غلہ پر مولانا کا غصہ برمحل ہے۔

۲۴۔ وضو کے متعلق متضاد احادیث:

۱۔ جو شخص اپنی بیوی کو چوم لے یا صرف چھو لے اس پر وضو لازم ہو جاتا ہے (دو اسلام صفحہ ۱۹۳)

۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے اپنی ازواج میں سے کسی کے بوسے لئے اور پھر وضو کئے بغیر نماز ادا فرمائی۔

۲۵۔ غسل جنابت کے متعلق متضاد احادیث:۔

۱۔ ابی بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے ایک شخص کے متعلق فتویٰ پوچھا کہ جو اپنی بیوی کے پاس بغرض مجامعت گیا۔

کام شروع کیا لیکن انزال سے پہلے ہی اس کی شہوت ختم ہو گئی فرمایا وہ تمام نجاستوں کو دھولے اور پھر وضو کر کے نماز پڑھ لے۔

(مسلم ۱، صہ ۲۸۵)

۲۔ ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی بیوی سے مجامعت کی لیکن انزال سے پہلے ہی علٰحدہ ہو گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا وہ شخص آلہ تناسل دھو کر وضو کر لے

(مسلم ۱، صہ ۲۸۵)

اب اسی مسئلہ پر موطا کا فیصلہ سنیے:

۳۔ عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں میں نے عائشہ سے پوچھا کہ کس صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔ کہا جب آلہ تناسل کا سر عورت کی شرمگاہ کے ابتدائی حصہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے

(موطا صہ ۱۹)

"برق صاحب کا فرمانا ہے کہ اس زمانے میں سینکڑوں صحابہ مدینہ میں موجود تھے اور عبدالرحمان بن عوف خود بھی فقیہہ صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ اس مضمون پر احادیث بھی لوگوں کو یاد ہوں گی۔ بایں ہمہ انہوں نے یہ کمال کیا کہ ایک نہایت نازک سا مسئلہ حضورؐ کی سب سے کم عمر زوجہ مطہرہ سے جا پوچھا[1] کیا مدینہ بھر میں

[1] خود علامہ شبلی کو بھی تسلیم ہے کہ چوری کی سزا اور نماز جنازہ کو صحابہ کے مجمع سے طے کیا گیا اور غسل جنابت کے لئے ازواج مطہرات کی طرف رجوع کیا گیا اور ان کی ... صفحہ

اس چھوٹی سی بات کو بتانے والا کوئی مرد موجود نہ تھا۔ کیا کوئی غیر مرد کسی معزز خاتون سے اس قسم کی بات دریافت کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ابن عوف یہ غلطی کر بیٹھے تھے تو حضرت عائشہ کو چاہیئے تھا کہ ابن عوف کو اس جسارت پر ڈانٹتی کہ ان کو حرم نبوی سے ایسا عریاں سوال پوچھنے کی جرأت کیسے ہوئی یا خاموشی اختیار کر لیتیں اور اگر خواہ مخواہ کوئی جواب دینا ہی تھا تو کنایہ و استعارہ سے کام لیتیں۔ یہ آلہ تناسل کا سر شرمگاہ میں داخل ہونا ایسے الفاظ ہیں جو ایک حیادار اور شریف خاتون اپنے شوہر کے سامنے بھی منہ سے نہیں نکال سکتی چہ جائیکہ غیر مردوں کے سامنے۔

نوٹ از عاقل:۔

اس کے برعکس ایک صحابی سلیم نے رسول اللہؐ سے سوال کیا تھا کہ کیا عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے تو چونکہ یہ سوال ام سلمہ کے گھر میں ہوا تھا لہٰذا انہوں نے سلیم کو ڈانٹا کہ تم مسئلہ پوچھتے ہو یا عورتوں کو فضیحت کرتے ہو۔

(اسوۃ الرسول صہ ۲۱۸ بحوالہ صحیح مسلم صہ ۱۴۳)

پس بحالت موجودہ دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ یا تو یہ واقعہ سچا ہے اور حضرت عائشہ سے واقعی یہ سوال جواب ہوا ہے جیسا کہ شبلی نعمانی

...رائے قطعی قرار پا کر شائع کی گئی (الفاروق صہ ۴۰) گویا اس سے پہلے عہد رسول میں نہ کسی چور کو سزا دی گئی نہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور نہ کسی مسلمان نے کبھی غسل جنابت کیا اب یہ مسائل پوچھ پوچھ کر طے کئے جا رہے ہیں

سنے بھی لکھا ہے کہ غسل جنابت کے لئے ازواج مطہرات کی طرف رجوع کیا گیا اور ان کی رائے قطعی قرار پاکر شائع کی گئی۔

(الفاروق صفحہ ۴۵)

تو یہ ماننا پڑے گا کہ شرافت و حیاداری کا جو مفہوم ڈاکٹر صاحب نے سمجھا وہ غلط ہے اور ایسا سوال جواب عورتوں سے کرنا معیوب نہیں ہے اور اگر یہ واقعہ سرے سے غلط ہے اور یقیناً غلط ہے کیونکہ حضرت ام سلمہؓ کا واقعہ لکھا جا چکا کہ کس طرح انہوں نے سلیم صحابی کو ڈانٹا حالانکہ سوال اُم سلمہؓ سے نہیں رسول اللہؐ سے کیا گیا تھا تو پھر وہ محدثین و راویان حدیث نہ شریف تھے اور نہ حیادار کہ ایسی باتیں انہوں نے حضرت عائشہ کے متعلق سنیں اور قبول کرکے اپنی کتابوں میں لکھ ماریں۔

۲۶۔ غسل کے متعلق انہی عائشہ کی ایک اور حدیث :-

"ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہ کا بھائی حضرت عائشہ کے پاس گئے۔ ان کے بھائی نے ان سے دریافت کیا کہ رسولؐ اللہ کس طرح غسل فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ نے پانی سے بھرا ہوا ایک برتن منگوایا جس سے آپ نے غسل کیا اور سر پہ پانی ڈالا۔ درمیان میں ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا۔

(بخاری ۱/ ص ۳۹)

سوال یہ ہے کہ آیا یہ دونوں اس پردہ میں سے حضرت عائشہ کو غسل کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو غسل رسولؐ کی نمائش کا مقصد کیا تھا اور اگر اثبات میں ہے تو پھر ؎

وائے گر در پس امروز بود فردا اے

چار نامحرم آنکھیں حضرت عائشہ کو غسل کرتا دیکھیں اور امام بخاری کو نہ غیرت آئے نہ غصہ۔ اس حدیث کو قول رسولؐ سمجھ کر اپنی کتاب میں شامل کرلیں۔ کیا کوئی مسلمان یہ برداشت کرسکتا ہے کہ اس کی بیوی ایک پتلا سا پردہ تان کر سارے محلہ کے سامنے نہائے اور شرعی غسل کا طریقہ بتائے کیا رسولؐ کی اپنی آنکھیں اس منظر کو برداشت کرسکتی تھی کہ ان کی نوجوان چہیتی بیگم غیر محرموں کے سامنے نہا کر نہانے کا طریقہ بتائیں کیا حضرت عائشہ کے پاس زبان موجود نہیں تھی اور یہ کیا اتنا مشکل مسئلہ تھا کہ عملی نمونہ پیش کئے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا تھا۔ (دو اسلام صفحہ ۲۱۳)

۲۷۔ مسئلہ تحریف قرآن :-

بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ چند آیات پہلے قرآن میں موجود تھیں لیکن بعد میں نکال دی گئیں مثلاً

۱۔ اگر لوگ مجھے یہ نہ کہتے کہ عمر خطاب نے قرآن میں اضافہ کردیا ہے تو میں یہ آیت اس میں شامل کردیتا (الشیخ والشیخۃ) کہ جب کوئی بوڑھا بوڑھیا زنا کے مرتکب ہوں تو انہیں سنگسار کردو۔ ہم یہ آیت قرآن میں پڑھتے رہے" (موطا صفحہ ۳۴۸)

اگر پڑھتے رہے تو نکالی کس نے اور اگر نکال دی گئی تو اللہ کا وعدہ حفاظت قرآن کیا ہوا

۲۔ عمر بن خطاب فرماتے ہیں کہ اللہ نے محمدؐ کو رسول بنا کر بھیجا اور اس پر ایک کتاب نازل کی جس میں آیۂ رجم بھی موجود تھی (بخاری)

یعنی امام بخاری نے بھی یہ تسلیم کرلیا کہ قرآن میں آیۂ رجم موجود تھی لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ گئی کہاں۔

۳۔ حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ میں شام میں حضرت ابو درداء سے ملا تو آپ نے پوچھا کہ حضرت عبداللہ سورۃ واللیل کی کیسے تلاوت کرتے ہیں تو

نے کہا اس طرح "واللیل اذا یغشیٰ والذکر والانثیٰ" آپ نے فرمایا۔
"خدا کی قسم میں نے رسول اللہ سے یہ آیات بالکل اسی طرح سُنی ہیں۔
اور میں اسی طرح پڑھوں گا۔ (صحیح مسلم ج۱ ص۲۶۶)

تو گویا تین جلیل القدر صحابہ نے شہادت دے دی کہ یہ آیات مذکورہ بالا صورت میں نازل ہوئیں ہیں لیکن اب قرآن شریف میں یوں درج ہیں۔ واللیل اذا یغشیٰ والنھار اذا تجلیٰ وما خلق الذکر والانثیٰ۔ اب اس کو صحیح تسلیم کریں۔ ان صحابہ کو یا صحیح مسلم کو یا قرآن شریف کو؟ اسی قسم کی ایک حدیث اور سنئے۔ واقعہ یوں ہے کہ حضور نے اصحاب صُفّہ میں سے چند حضرات کو اہل نجد کے پاس تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا جب وہ بیر معونہ (مکہ اور عسفان کے درمیان ایک مقام) میں پہونچے تو عامر بن طفیل رعل، ذکوان وغیرہ نے انہیں قتل کر ڈالا حضرت انس سے ایک روایت کی گئی ہے کہ ان لوگوں کے متعلق مندرجہ ذیل آیتہ اُتری تھی۔

۴۔ بلغوا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا ورضینا عنہ۔ ہماری قوم سے کہہ دو کہ ہم اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ ہم سے خوش تھا اور ہم اس سے۔ (بخاری ۲/۹۳ + صحیح مسلم ۲/۲۳۷)

اگر یہ آیت واقعی نازل ہوئی تھی تو مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اس کا باقی رہنا ضروری تھا۔ قرآن شریف میں غزوات اور اس قسم کے دیگر واقعات کے متعلق بیسیوں آیات نازل ہوئیں جو بعینہٖ محفوظ ہیں اور ان میں سے ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا۔ اس آیت میں کیا خاص بات تھی کہ پہلے اُتری اور پھر منسوخ ہو گئی۔ کیا ہم تنسیخ کی وجہ یہ سمجھیں کہ یہ شہدا اس تعریف کے قابل نہ تھے یا اس آیتہ قرآنی سے آئندہ

نسلوں پر کوئی بُرا اثر پڑتا تھا۔

چلتے چلتے اس نوعیت کی ایک اور حدیث بھی سُنتے جائیے۔

۵۔ براء بن عازب سے روایت ہے کہ پہلے یہ آیت اتری کہ "حافظوا علی الصلوات وصلوٰۃ العصر" پھر کچھ عرصہ تک ہم اسے پڑھتے رہے پھر منسوخ ہو گئی۔ اور اس کی جگہ یہ نازل ہوئی:

"حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ"

تقریباً تمام مفسرین اور بڑے بڑے صحابہ صلوٰۃ الوسطیٰ کے معنی صلوٰۃ العصر لکھتے آئے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اللہ کو صلوٰۃ العصر منسوخ کر کے صلوٰۃ الوسطیٰ نازل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی۔

۲۸۔ ڈاکٹر صاحب قرآنی آیتہ انک لعلیٰ خلق عظیم (اے رسول تمہارا کردار عظیم الشان ہے) اور حدیث رسولؐ کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق مجھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے (موطا ص۳۵۹) کو لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

"لیکن بعض ایسی احادیث ہیں جو کائنات کے اس محسنِ اعظم کا کردار نہایت بھیانک شکل میں پیش کرتی ہیں اتنا بھیانک کہ ہم شرم سے کسی کو بتا بھی نہ سکیں۔ درست کہا تھا مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم نے کہ میں کسی نومسلم یوروپین کو صحیح بخاری نہیں پڑھا سکتا اور اس کی وجہ میں مجلسِ عام میں نہیں بتا سکتا۔ (الفرقان)

(ولی اللہ ص۲۸۵)

وہ وجہ کیا تھی۔ آئیے آج ہم اس کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ روزہ رکھ کر اپنی ازواج کے بوسے لیتے اور ان سے مباشرت

فرمایا کرتے تھے ۔ بخاری صفحہ ۳۰۰

مباشرت کے معنی ہیں مجامعت بوس وکنار۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کی زبانی سنئے آپ صحیح مسلم کی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فتح الملہم میں فرماتے ہیں،

"آپ روزہ رکھ کر عورت کے ساتھ ناف سے اوپر اور گھٹنے کے نیچے مباشرت کر سکتے ہیں یعنی اسے چھو سکتے ہیں۔ چوم سکتے ہیں گلے لگا سکتے ہیں۔ اور آلۂ تناسل کا استعمال کر سکتے ہیں[1]"

(فتح الملہم جلد ۳)

• یہ حدیث قرآن سے ٹکراتی ہے قرآن کہتا ہے: احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم... باشروھن یعنی صرف رات کے وقت مباشرت کی اجازت ہے۔ لیکن یہ حدیث کھلی چھٹی دیتی ہے۔ کہ دن ہو یا رات کام چلاتے چلو۔

• گناہ اور محرک گناہ ہر دو سے بچنا ضروری ہے۔ ایک بدمعاش کی

---

[1] ڈاکٹر صاحب اسی کتاب فتح الملہم ص ۱۲ سے ایک اور حدیث جناب حذیفہ سے نقل کرتے ہیں کہ روزہ رکھ کر جو شخص بیوی کا تصور بھی باندھے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے پھر خود ہی کہتے ہیں کہ

دیکھا آپنے ہمارے صحیح الفکر علماء اس مباشرت کے کس قدر مخالف تھے۔ اب ڈاکٹر صاحب کو کوئی سمجھائے کہ جناب متذکرہ بالا حدیث اور یہ حذیفہ والی حدیث دونوں مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب ہی نے لکھ دی ہیں۔ وہاں تو آپ مذاق اڑا رہے تھے اور اس جگہ مولانا کو صحیح الفکر علماء کا خطاب بھی دے رہے ہیں۔ ہے نہ ایک بام دو ہوا والی بات !

مجلس اسی لیے بری ہے۔ کہ وہ محرک گناہ ہے۔ کسی رنڈی کے ان گانا سننا اسی لیے معیوب ہے کہ وہ محرک زنا ہے۔ کیا رمضان میں بوس وکنار، جماع کا شدید محرک نہیں۔ اپنے آپ کو دیکھو۔ اور انصاف کہو کہ کیا آج تک کوئی شوہر بیوی کو چومنے چاٹنے اور گلے لگانے کے بعد جماع سے بچ سکا ہے۔

• روزہ میں بوس وکنار کی ترغیب دینا اور پھر اس کے نتائج پر قابل عقوبت ٹھہرانا عجیب قسم کا مذاق ہے۔

• امام بخاری نے تو صرف بوس وکنار اور گھٹنوں سے نیچے استعمال کی اجازت دی تھی۔ ابوداؤد ایک قدم اور آگے نکل گئے۔ کہتے ہیں

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ روزہ رکھ کر مجھے چومتے، اور میری زبان چوستے تھے۔

پھر نہ صرف خود (حضرت عائشہ) اس فعل کا ارتکاب کیا کرتی ہیں، بلکہ دوسروں کو بھی ترغیب دیتی ہیں۔

"عائشہ بنت طلحہ حضرت عائشہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ اوپر سے ان کا شوہر عبداللہ، حضرت ابوبکر کا پوتا آیا، اس نے روزہ رکھا ہوا تھا حضرت عائشہ فرمانے لگیں کہتیں اپنی بیوی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور اسے چومنے سے کیا چیز روک رہی ہے۔ پوچھا کہ کیا روزہ کی حالت میں ایسا کر سکتا ہوں کہا ہاں۔ (موطا، امام مالک صفحہ ۹۹)

• ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں ہم کیسے تسلیم کریں کہ حضرت عائشہ

غیر مردوں کو اپنے گھر میں اور وہ بھی روزہ کی حالت میں بوس و کنار کی ترغیب دیتی تھیں۔ کیا اس کام کے لیے رات کافی نہ تھی۔ کیا روزہ میں بوس و کنار اتنا ضروری فعل تھا کہ اگر رہ جاتا تو ساری امت پر تباہی آ جاتی۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ احکام اسلام کی تبلیغ ازواج مطہرات کا بھی کام تھا۔ لیکن حضرت عائشہ کو کیا پڑی تھی کہ مباشرت کی تلقین کرتی پھریں۔

۲۹۔ "قرآن شریف میں حکم ہے کہ حالت حیض میں عورت کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔ مگر بخاری میں ہے کہ۔

"حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حیض کی حالت میں رسول اللہ مجھے تہ پوش پہننے کا حکم دیتے تھے اور اس کے بعد مباشرت کرتے بخاری کتاب الحیض ج ۱ ص ۴۴

اس سے اگلی حدیث کا ترجمہ یہ ہے

"حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضور حیض کی حالت میں مباشرت کا ارادہ فرماتے تو پہلے ایک تہ پوش پہنا دیتے اور پھر مباشرت کرتے۔

یہ ہے قرب اور دوری کی تشریح حدیث میں۔ (دو اسلام ص ۲۴۹)

"ہمارے علماء کہتے ہیں کہ یہ حدیث دراصل یہود کی تردید تھی جو دوران حیض میں عورت کو نجس سمجھ کر اس سے چھو جانا بھی گناہ سمجھتے تھے۔ مان لیا اس تردید کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ عورت حیض میں ناپاک نہیں ہوتی آپ اس کا پکایا ہوا کھانا کھا سکتے ہیں اس کے ہاتھ سے پانی لے کر پی سکتے ہیں وہ ہر چیز کو چھو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ کیا مباشرت کیے بغیر یہودی عقیدہ کی تردید نہیں ہو سکتی تھی۔

نوٹ از ناقل:

گویا ڈاکٹر صاحب کے خیال میں خدا نے آیت بابتہ حیض کچھ غلط الفاظ

میں نازل کر دی۔ اسے صرف یہ کہہ دینا چاہیے تھا کہ حیض کی حالت میں عورت ناپاک نہیں ہوتی اور آپ اس کا چھوا ہوا کھا پی سکتے ہیں۔ پہلے تو چند احادیث اور ملاؤں پہ اعتراض کرتے تھے اب قرآن میں بھی کچھ کچھ نقص نظر آنے لگا۔ لیکن بیچارے ڈاکٹر صاحب بھی کیا کریں۔ خوف زدہ انسان اپنے سائے سے بھی ڈرنے لگتا ہے۔ ان جعلی اور اخلاق سوز احادیث کو پڑھ کر ان کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ اور اب وہ بیچارے قرآن سے بھی بدظن ہو جائیں تو وہ معذور سمجھے جا سکتے ہیں۔ نہ یہ بدبخت لوگ احادیث رسولؐ کی یہ درگت بناتے اور نہ یہ نوبت آتی۔

۳۰۔ کردار رسولؐ پر ایک اور چوٹ۔ بخاری کی حدیث ہے۔
حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہؐ ایک ہی برتن میں نہاتے تھے۔" (بخاری ۱۔ ص ۳۹)

اس حدیث کی تشریح مسلم نے یوں کی ہے۔
جماعت کے بعد میں اور رسول اللہؐ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔ اور اس برتن میں (جس میں پانی بھرا ہوتا تھا۔) باری باری ہاتھ ڈالتے تھے۔ (مسلم ۱۔ ص ۱۴۳)

مطلب یہ ہوا کہ حضورؐ ازواج کے ہمراہ برہنہ غسل فرمایا کرتے تھے۔ دنیا میں کوئی عورت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ وقت مباشرت کے علاوہ اس کا شوہر اسے برہنہ دیکھے پھر ہم سرور کائناتؐ اور ان کی ازواج مطہرات (صرف عائشہ کہیے) کے متعلق یہ کیسے تسلیم کر لیں کہ وہ اکٹھے غسل فرمایا کرتے تھے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ شرعاً اس میں کوئی جرم نہیں لیکن ان احادیث کو پڑھ کر حضورؐ کی جو تصویر دماغ میں تیار ہوتی ہے

وہ برداشت نہیں کی جا سکتی۔ ہم دشمنوں کو یہ کہنے کا کیوں موقع دیں کہ مسلمانوں کے پیغمبر اپنی نوعمر بیگم کے ساتھ برہنہ نہایا کرتے تھے ڈاکٹر صاحب مزید فرماتے ہیں۔ بعض افعال درحقیقت معیوب نہیں ہوتے لیکن ان کا ارتکاب بعض افراد سے معیوب نظر آتا ہے۔ بازار میں کھڑے ہو کر باتیں کرنا اور قہقہے لگانا فی نفسہٖ برا نہیں لیکن قائداعظم اور ڈاکٹر اقبال کے لئے یہ چیز یقیناً بری ہوگی۔ اپنی بیوی کے ہمراہ نہانا برا نہیں لیکن ایک مقدس ہستی، ایک اولوالعزم رہبر اور تہذیب و اخلاق کے معلم اعظم کو یہ چیز نہیں سجتی۔

۲۱۔ مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ انزال سے پہلے غسل ضروری ہے یا نہیں ہے

"ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد عورت کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ کر زور لگانا شروع کر دے تو اس کے لیے نہانا ضروری ہو جاتا ہے۔ خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔"

"اس بحث کو جانے دیجئے کہ کئی احادیث کی رو سے غسل ضروری نہیں حدیث کی زبان دیکھئے ماشاءاللہ کتنی پاکیزہ و شستہ ہے۔ (بحث ۱۵ میں گزر چکی)

۲۲۔ حضرت صفیہ کا نکاح کیسے ہوا حضرت انس فرماتے ہیں۔

"پھر ہم خیبر میں آئے جب اللہ نے فضل و کرم سے حضورؐ نے خیبر فتح کر لیا تو کسی نے کہا صفیہ بنت حی بہت خوب صورت لڑکی ہے اسکا خاوند جنگ میں مر چکا ہے اور وہ ابھی دولہن ہے یہ سن کر رسول اللہؐ نے اسے اپنے لیے پسند کر لیا"

"یعنی رسول اللہؐ نے کسی اور خیال سے نہیں بلکہ صفیہ کے شہرت حسن سن کر لے اپنے حرم میں داخل کر لیا تھا۔ اتنا کہہ کر ڈاکٹر صاحب اس حدیث پہ اش

دانش تمام رسول اللہؐ پر برس پڑے۔ فرماتے ہیں۔

"حدیث تماشہ! اگر تم اللہ کے غضب سے بچ گئے تو حسینؑ کے قاتلوں سے کوئی بازپرس نہیں ہوگی۔ یزید نے حسینؑ پر حملہ کیا تھا اور تم نے جد حسینؑ کی عزت پر۔ یزید نے رسولؐ کی جسمانی یادگار مٹایا تھا اور تم نے اس کی روحانی میراث یعنی اسلام کا بیڑا غرق کیا یزید نے اولاد حسینؑ کو پانی سے محروم کیا تھا اور تم نے اولاد رسولؐ (امت) سے چشمہ حیواں (قرآن مجید) چھین لیا کبھی رسولؐ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

۲۳۔ رسولؐ کے متعلق ایک حدیث ہے کہ۔

"وہ کہتے ہیں کہ مجھے انس بن مالک نے بتایا کہ رسولؐ کریم دن ہو یا رات ایک ہی وقت میں اپنی گیارہ بیویوں سے مجامعت فرمایا کرتے تھے میں نے پوچھا کہ رسول اللہؐ میں اتنی طاقت تھی۔ کہا آپؐ میں تیس مردوں کی طاقت موجود تھی۔ (دو اسلام ص ۲۴۰ بحوالہ بخاری)

"اب حضرت عائشہ کا فرمان بھی سن لیجیے فرماتی ہیں کہ میرا نکاح رسول اللہ سے چھ برس کی عمر میں ہوا۔ اور آپ نے مجھ سے نو برس کی عمر میں مجامعت کی (دو اسلام ص ۲۴۳ بحوالہ مسلم ج ۲ ص ۴۶۲)

اس پر ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مت بھولئے کہ اس وقت حضورؐ کی عمر ۵۴ برس کی تھی۔ اور یہ بھی مت بھولئے کہ مسلم کی ایک حدیث (ج ۲، ص ۴۶۲) کے مطابق حضورؐ کے ہاں آنے سے قبل حضرت عائشہ تپ محرقہ میں مہینہ بھر مبتلا رہ چکی تھیں اور آپ کے تمام بال جھڑ چکے تھے۔ نو سال کی بچی دیکھیے۔ اتنی نابالغ بچی جو مہینہ بھر تپ محرقہ میں مبتلا رہ کر کانٹا ہو چکی

ہو۔ کیا ایسی بھی نجاست کی تاب لا سکتی ہے۔ اور نجاست بھی ایسے مرد کے
ساتھ جس میں بقول بخاری تیس مردوں کی طاقت تھی۔

۴۴۔ رسولؐ کی ایک اور حدیث۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے ہمراہ حج کے لیے روانہ ہوئے
جن کے پاس قربانی کے لیے کچھ بھی نہیں تھا انہیں ذی الحج کی پانچویں
تاریخ کو احرام توڑنے کی اجازت دے دی گئی چنانچہ ہم نے خوب
جماع کیا اور پانچویں دن جب ہم عرفہ کے لیے روانہ ہوئے تو (نعوذ
من الکبیرہ اللہ) ہمارے اعضائے تناسل سے نطفہ بدستور ٹپک رہا تھا۔
(صحیح مسلم (۲) ص۲۴۳)

یہ کس قسم کے اعضائے تناسل تھے کہ پانچ دن تک جماع کرتے
رہے۔ اور جب چھٹے دن عرفہ کے لیے نکلے تو اس وقت بھی نطفہ بدستور
ٹپک رہا تھا۔ عام حالات میں جماع کے بعد تسکین آجاتی ہے لیکن خدا
جانے ان صحابہ نے کون سا کشتہ کھایا ہوا تھا کہ حج کے مقدس موقع
پر بھی ان کا نطفہ اچھل اچھل کر زمین پر گر رہا تھا۔

۴۵۔ کیا نمازی کے سامنے گزرنا منع ہے۔ ابو سعید سے روایت ہے کہ۔

"اگر کوئی شخص کسی نمازی کے سامنے سے گزر رہا ہو تو اسے روکو اگر
نہ رکے فلیقاتلہ فانما ہو شیطان (تو اس سے باقاعدہ تلوار سے جنگ
کرو اس لیے کہ وہ شیطان ہے)۔

لیکن ابن عباس کہتے ہیں کہ۔

"میں گدھی پر سوار ہو کر منیٰ میں پہنچا۔ رسول اللہ نماز پڑھا رہے
تھے میں کچھ نمازیوں کے سامنے سے گزر کر گدھی سے اترا گدھی کو

چرنے کے لیے چھوڑ دیا خود نماز میں شامل ہو گیا اور کسی نے برا نہ مانا
(بخاری (۱) ص۱۰۱)

اسی طرح کی ایک روایت موطا میں بھی ہے کہ۔

"نماز کے دوران سعد بن وقاص نمازیوں کی صفوں کے سامنے سے
گزر جاتے تھے۔ (موطا ص۵۵)

عبداللہ بن عمر کا فیصلہ ہے کہ۔

"کسی چیز کے سامنے سے گزر جانے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (موطا ص

مگر مسلم کی ایک حدیث ہے کہ۔

"ابو ہریرہ حضورؐ سے روایت کرتے ہیں کہ عورت گدھا اور کتا سامنے
آجائیں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (مسلم (۲) ص۱۱۱)

لیکن عائشہ فرماتی ہیں کہ۔

"میں نماز میں حضورؐ کے سامنے پاؤں ان کی طرف پھیلا کر لیٹ
جاتی تھی۔ جب وہ سجدہ کرنے لگتے تو مجھے آنکھ سے اشارہ کر
دیتے چنانچہ میں پاؤں سمیٹ لیتی اور جب وہ اٹھتے تو پھر پھیلا
دیتی اور گھر میں چراغ موجود نہیں تھا (یعنی بالکل اندھیرا تھا) بخاری (۱) ص۵۵)

یہ اندھیرے میں رسولؐ کے اشارہ ابرو کو دیکھ لینا حضرت عائشہ کا
کمال ہو سکتا ہے (برق) بہر حال جب حضرت عائشہ کے سامنے مسلم والی
حدیث بیان کی گئی تو آپ نے بگڑ کر فرمایا۔

"تم لوگوں نے ہم عورتوں کو گدھوں اور کتوں جیسا سمجھ لیا ہے خدا کی
قسم میں رسول اللہ کے سامنے چٹائی پر لیٹی ہوتی تھی اور وہ
نماز ادا کیا کرتے تھے۔ (مسلم (۲) ص۱۱۱)

۳۶۔ حائضہ عورت اور نماز۔ فقہ کا مسئلہ تو یہی ہے کہ حائضہ روزے رکھے اور نماز نہ پڑھے (بخاری ۱/۱ صـ۲۲۹) لیکن حضرت عائشہ سے (اسی بخاری میں) روایت ہے کہ۔

حضورؐ کی ایک زوجہ حضورؐ کے ہمراہ معتکف ہوگئیں۔ اس دوران انہیں حیض شروع ہوگیا۔ اور حالت یہ ہوگئی کہ جب وہ نماز پڑھتی تھیں تو ہم اُن کے نیچے برتن رکھ دیتے تھے، تاکہ خون مسجد میں نہ گرنے پائے۔ (بخاری ۱/۱ صـ۲۳۷)

۳۷۔ مندرجہ ذیل بالا احادیث کے علاوہ ڈاکٹر برق صاحب نے بہت سی حدیثیں مثلاً وضو، نماز وغیرہ نقل کرکے لکھا کہ حدیث کی رو سے نماز کی شکل یہ قائم ہوئی۔

۱۔ خون بہہ رہا ہو یا آپ نیند میں خراٹے لے رہے ہوں نئے وضو کی ضرورت نہیں
۲۔ آگ میں پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن بکری کے کبابوں سے نہیں ٹوٹتا
۳۔ جماعت میں اگر انزال نہ ہو تو صرف وضو کرکے نماز پڑھ لیجئے۔
۴۔ وضو میں اعضا کو ایک مرتبہ دھوئے یا تین مرتبہ دھوئے ہر طرح درست ہے۔
۵۔ رسول خداؐ کا عمل یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرو اور یہ بھی کہ سو کر جاگو تو بلا وضو نماز پڑھ لو۔
۶۔ تمام نمازیں دو دو رکعت پڑھنے سے بھی ادا ہو جاتی ہیں۔
۷۔ آپ بلا وجہ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر سکتے ہیں۔
۸۔ دعائے قنوت نماز مغرب و فجر کے ساتھ پڑھا کرو۔

۹۔ دعا کے لیے ہاتھ مت اٹھاؤ۔
۱۰۔ رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کیا کرو یعنی ہاتھ کندھوں تک اٹھایا کرو
۱۱۔ عصر کے بعد دو رکعت ضرور پڑھو۔
۱۲۔ اگر جی چاہے تو اپنا بچہ گود میں لے کر نماز پڑھ سکتے ہو۔ سیڑھیوں پر نماز شروع کرکے سجدہ کے لیے زمین پر اتر سکتے ہو۔ اور پھر اوپر جا سکتے ہو نماز میں آنکھوں سے اشارہ کر سکتے ہو
۱۳۔ نماز میں صرف فاتحہ پڑھنا کافی ہے۔
۱۴۔ کلمات ثنا بلند آواز سے پڑھا کرو اور چاہو تو ثنا کے بغیر بھی نماز پڑھ سکتے ہو۔
۱۵۔ نماز میں شیطان پر لعنت بھیج سکتے ہو۔ اور مظلوموں کے لیے دعا بھی کر سکتے ہو
۱۶۔ سردیوں میں نماز عصر پونے بارہ بجے اور گرمیوں میں ۲ بجے پڑھا کرو
۱۷۔ سجدے میں قرآن پڑھ سکتے ہو اور ممنوع بھی ہے۔
۱۸۔ اگر کوئی شخص نماز کے سامنے گذر رہا ہو تو اسے مار ڈالو۔ ہاں ابن عباس یا سعد بن ابی وقاص ہوں تو چھوڑ دو۔
۱۹۔ عورت کتا یا گدھا سامنے آ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ لیکن اگر آپ کی بیگم صاحبہ جائے نماز پر لیٹی ہوئی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔
۲۰۔ حائضہ کے لیے نماز ممنوع ہے لیکن اگر پڑھنا چاہے تو نیچے ایک تشتری رکھ لے۔
۲۱۔ نماز میں آپ کسی آدمی کو پکڑ کر اپنے دائیں یا بائیں کھڑا کر سکتے ہو

غرض پوری کتاب ایسی ہی تنقید و طنز تبصرہ سے بھری پڑی ہے جو صاحب تفصیل سے پڑھنا چاہیں وہ اصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔

نوٹ از ناقل۔

ان من گھڑت اور اخلاق سوز روایتوں کو دیکھ کر ہر مسلمان کا خون کھول اٹھتا ہے لہٰذا اگر ڈاکٹر غلام جیلانی برق ان روایتوں کو دیکھ کر ملا پر برس پڑے تو وہ معذور سمجھے جا سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ غصہ جاے موجودہ ملا پر ہی کیوں یہ جعلی حدیثیں اس غریب ملا نے تو نہیں لکھ ماریں۔ وہ صرف اتنا قصوروار ہے۔ کہ ان جامعین احادیث کو بزرگ قوم و ملت سمجھ کر ان کی بات کو صحیح سمجھ بیٹھا اور ان احادیث کو آج بھی گلے سے لگائے پھر رہا ہے۔ اگر ان جامعین حدیث نے اس کو صحیح حدیثیں فراہم کر دی ہوتیں تو وہ ان پر بھی اسی طرح اسناد صدقنا کہتا اور اس کے ہر ہر لفظ پر عمل کرتا۔ لہٰذا غصہ تو دراصل ان افراد پر ہونا چاہیئے جنہوں نے ان جعلی اور واہی تباہی احادیث کو اپنی کتابوں میں جگہ دی۔ مثلاً

۱۔ امام مالک صاحب کتاب موطا
۲۔ امام بخاری صاحب صحیح بخاری
۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم
۴۔ ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی صاحب مسند ابو داؤد
۵۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی صاحب ترمذی شریف۔
۶۔ ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی صاحب سنن ابن ماجہ

کیا ان ابتدائی محدثین میں سے کسی ایک کو بھی اتنی تمیز غیرت یا سمجھ نہ تھی جتنی کہ آج سیکڑوں سال گزرنے کے بعد ڈاکٹر غلام جیلانی برق صاحب یا ان جیسے دوسرے حضرات میں ہے کہ وہ صحیح یا غلط حدیثوں میں تمیز کر سکتے ہیں یا کم از کم ایسی حدیثوں ہی کو نہ لکھتے جن سے رسول اللہ کی توہین ہوتی

ہے۔ اور اگر وہ ایسے ہی جاہل اور کندہ ناتراش تھے تو کتابیں لکھنے کیوں بیٹھ گئے کیا دنیا میں ان کو اور کوئی کام کرنے کو باقی نہیں رہ گیا تھا۔

اور پھر خود فرمائیں کہ قرون اولیٰ سے لیکر ان کتب کی تصنیف تک برابر سواد اعظم کی حکومت رہی آخر یہ کیوں کر ممکن ہو سکا کہ یہ محدثین مسلمانوں کی صفوں میں بیٹھ کر اعلانیہ یہ جعلی احادیث لکھ لکھ کر شائع کرتے رہے اور حکومت نے اس کا ذرہ برابر نوٹس نہیں لیا اور نہ ہی عوام میں کوئی اضطراب برپا ہوا ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ۔

۱۔ یا تو ان مسلم فرمانرواؤں اور محدثین نے گٹھ جوڑ کر رکھا تھا کہ جعلی احادیث وضع کر کے اسلام کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔

۲۔ یا پھر یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ جن جن افراد (صحابہ رسول یا امہات المسلمین) کے خلاف یہ حدیثیں نقل کی گئی ہیں ان کی عوام، محدثین اور حکومت اسلامیہ کی نظروں میں وہ عزت و منزلت نہیں تھی جو ان کو آج کل کے مسلمانوں نے عطا کر رکھی ہے۔

نیز ان وضعی احادیث کے وجود میں آنیکا واحد سبب شیخین کا صحیح احادیث رسول کو جلوا دینا ہے۔ نہ وہ صحیح احادیث رسول کے ذخیروں کو جلوا دیتے اور نہ کسی کو یہ احادیث وضع کرنے کی جرأت ہوتی۔

؎ اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست

ضمیمہ الف

ناقابلِ اعتبار راویوں اور واضعانِ حدیث کی اجمالی

فہرست

"اسنادِ حدیث دین کا ایک جزو ہے۔ لہٰذا قابلِ اعتماد راویوں کی روایت کردہ احادیث ہی قابلِ قبول ہیں اور تنقیدِ راوی ناجائز نہیں نہ غیبت میں داخل ہے۔ بلکہ دین کا ایک اہم ستون ہے"

صحیح مسلم اردو ترجمہ جلد اول باب ۳۵ شائع کردہ کارخانہ نور محمد کراچی

چند اصطلاحات کی تشریح

ناصبی — یعنی اہل بیت اطہار کا دشمن
ایسا راوی نہ ثقہ ہے اور نہ اس کے لئے کوئی بزرگی ہے۔
تہذیب (۱) صـ ۲۳۶
علامہ میرک کے نزدیک ناصبی ناقابلِ اعتبار، جھوٹا اور ملعون ہے (جمع الوسائل شرح الشمائل صـ ۵۵)
قاتلِ حسین ثقہ نہیں ہو سکتا (قول یحییٰ بن معین در میزان الاعتدال ذہبی ۳ صـ ۱۵۸)

مرجیہ — مرجیہ عقیدہ رکھنے والا بنص رسول کافر ہے (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (۱) صـ ۹۴ از مولوی عبد الحق محدث دہلوی۔ طبقات (۶) صـ ۲۰۳)

قدریہ — یہ لوگ بھی بنصِ رسول کافر ہیں (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (۱) صـ ۹۶ از مولوی عبد الحق محدث دہلوی۔ طبقات (۵) صـ ۱۹۶ تا ۲۰۶)

جہمیہ — ابو القاسم (ابو مسلم کے داماد) اور حسین بن فہم کے داماد، عسکر مہدی میں مقیم تھے۔ ثقہ پارسا اور عالم تھے۔ سنت کے شیدائی تھے اور جہم کے ماننے والوں کے حق میں سخت نکتہ چین تھے۔ کیونکہ یہ لوگ سنت کے خلاف ہیں (طبقات ابن سعد (۱) صـ ۳۰۱)

مدلس — تدلیس یعنی چھپانا۔ مدلس وہ راوی ہے جو اپنے ایسے ہمعصر شخص سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات نہ ہوئی ہو یا ملاقات تو ہوئی ہو مگر اس سے کچھ سننے کا موقع نہ ملا ہو یہ اسناد میں تدلیس

ہوتی۔ اس طریقہ کو تدلیس فی الحدیث کہتے ہیں نیز کبھی راوی اپنے شیخ (استاد) کے نام یا کنیت یا مشہور نسبت اور یا ولدیت کو بدل دیتا ہے تاکہ لوگوں کو شیخ سے جو بدظنی یا بیزاری ہے وہ دور ہو جائے۔ اس طریقہ کو تدلیس فی الشیوخ کہتے ہیں

ا۔ تدلیس پر محدثین و علماء کی رد آئیں۔

شعبہ بن حجاج: تدلیس کذب اور جھوٹ کا بھائی ہے (تاریخ حدیث و محدثین ۱۲۰ ص ۳۰۔ اس کا پورا پتہ اور پرش میں مندرج ہے۔

حدیث میں تدلیس زنا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ میں آسمان سے گرنا پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ میں تدلیس کروں (تاریخ حدیث و محدثین مذکورہ)

جریر بن حازم: تدلیس میں ادنیٰ بات تو یہی ہے کہ راوی لوگوں کو یہ دکھانا چاہتا ہے کہ اس نے حدیث کی سماعت کی ہے حالانکہ اس نے حدیث کی سماعت نہیں کی ہے

ابو اسامہ: اللہ تدلیس کے گھروں کو ویران کر دے وہ میرے نزدیک کذاب ہیں

حماد بن زید: تدلیس کذب اور جھوٹ ہے۔ (ﺍ)

ابن مبارک: ہم آسمان سے گر جانا پسند کرتے ہیں بہ نسبت اسکے کہ حدیث میں تدلیس کریں۔ (ﺍ)

شبلی نعمانی: تدلیس ایسی غلط بالی ہے جو اسناد حدیث کو مشتبہ کر دیتی ہے۔ (سیرۃ النعمان از شبلی نعمانی)

ابن معین: مدلس واجب القتل ہے (تہذیب ۲/۳ ص ۲۴۳)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی: جس کی تدلیس ثابت ہو جائے اس کی روایت مقبول نہیں کی جائیگی (رسالہ اصول حدیث مع صحیح ترمذی طبع دہلی از شاہ عبدالحق محدث دہلوی)

(تاریخ حدیث و محدثین از حکیم سید احمد اللہ جلد ۲ شائع کردہ انجمن اشاعت قرآن عظیم پاکستان نیو ٹاؤن جامع مسجد کراچی ص ۵ ۱۳۹۱ھ ایڈیشن)

حدیث معنعن اسے کہتے ہیں کہ جس میں فلانٌ عن فلانٍ ہو اور سماع و ملاقات کی تصریح نہ ہو تو اس میں شبہ رہ جاتا ہے کہ ایک راوی نے دوسرے سے سنا یا نہیں۔ اسی چیز کے پیش نظر علمائے کرام کا اس کے حجت ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اگر ایک راوی نے دوسرے کا زمانہ پایا ہو اور آپس میں سماع کا امکان ہو تو روایت حجت اور اتصال پر محمول ہوگی امام مسلم کا یہی مذہب ہے مگر دوسری جماعت کہتی ہے کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہیں بلکہ کم از کم ایک مرتبہ ایک راوی کی دوسرے راوی سے ملاقات ثابت ہو جاتے۔ علمائے محققین نے اسی قول کو پسند کیا ہے۔ اور امام مسلم کے مذہب کی تردید کی ہے، اور یہی امام بخاری اور علی بن مدینی کا مسلک ہے (نوٹ از مترجم صحیح مسلم اردو ترجمہ ۱/ ص ۶۳)

اِن عیوب کے علاوہ مندرجہ ذیل باتوں سے بھی ایک راوی کی بیان کردہ حدیث معیارِ صداقت سے گر جاتی ہے اور قابلِ اعتبار نہیں رہتی

۱۔ اگر راوی کا کسی حصہ عمر میں حافظہ خراب ہو جائے (جیسے خالد بن مہران)

۲۔ اگر راوی سلاطین کی دربارداری کرنے لگے (جیسے خالد بن مہران مذکورہ از مرسمانا)

۳۔ کسی راوی کا شیعہ ہونا (حکیم بن جبیر وغیرہ) [1]

۴۔ علی کو برا کہتا ہو (جیسے خالد بن عبد اللہ قسری، حصین بن نمیر)

۵۔ پیغمبر کی ہجو کرتا ہو (جیسے خالد بن سلمہ کوفی)

۶۔ منکر اور عجیب غریب روایتیں بیان کرے (خارجہ بن مصعب، حماد بن سلمہ)

۷۔ وہمی ہو (حماد بن ابی سلیمان نخعی کوفی)

۸۔ ظالم ہو (حجاج بن یوسف ثقفی، بسر بن ارطاہ)

۹۔ بے حیائی کا مرتکب ہو (جویریہ بنت ابو سفیان)

۱۰۔ حدیث کا سارق (چور) ہو جیسے اسماعیل بن زیاد کوفی، اسرائیل بن یونس)

۱۱۔ بغض از اہل بیت و امیر المومنین قادح صحت روایت ہے (زید بن ارقم)

۱۲۔ حدیث کے متن کی بجائے صرف اس کے معانی بیان کر دینا (ابراہیم بن یزید نخعی)

۱۳۔ ضعیف راوی سے روایت نقل کرنا (ابن ہشام - ابو نعیم)

۱۴۔ حدیث بیان کرنے میں غلط بیانی کر جانا (ابو بکر بن عیاش)

۱۵۔ حد قذف جاری ہونے کے بعد بھی راوی توبہ نہ کرے (ابو بکرہ)

۱۶۔ غیر شرعی حرکات کا مرتکب ہو (ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود ہذلی)

۱۷۔ راوی مجہول ہو جس کے حالات کا صحیح پتہ نہ چل سکے (ابو المعتمر دارمی تمیمی)

۱۔ **ابان بن ابی عیاش** م - ۱۳۸ھ

راوی ابو داؤد۔

تقریب ص۱۵ پر ہے کہ اس راوی سے روایت لینا ترک کر دی گئی ہے پانچویں طبقہ کے لوگوں میں سے ہے "تاریخ صغیر بخاری ص۱۴۱ میں بھی اسے غیر معتبر بتایا گیا ہے۔ نیز دیکھو طبقات ابن سعد (۷) ص۲۰۳۔

---

[1] غالباً شیعہ علمائے رجال بھی اہل سنت راویوں کے بارے میں کچھ ایسے ہی خیالات رکھتے ہوں گے

۲ **ابان بن جعفر ابو سعید شیخ بصری۔**

راوی حدیث۔

کہا ابن حبان نے کہ اس نے وضع کیا ابو حنیفہ پر تین سو حدیث سے زیادہ کہ ہرگز ابو حنیفہ نے بیان نہیں کیں (میزان الاعتدال ص۲۰، رد اسلام ص۸۱ از برقی) معرفۃ الحدیث ص۵۶ پر ہے کہ ابان نے جعلی احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا۔ اور یہ روایت میں انس بن مالک خادم رسول اللہ کا نام جڑ دیا تھا (رد اسلام ص۸۱)

۳۔ **ابان بن سفیان،**

بقول علامہ گجراتی یہ جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ (رد اسلام ص۸۰ - ۸۱)

۴۔ **ابان بن نہشل**

بقول علامہ گجراتی یہ جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا (رد اسلام ص۸۰ - ۸۱)

۵۔ **ابراہیم بن ابی اللیث (ابو اسحاق)**

راوی حدیث، شاگرد اشجعی

بغداد و عسکر مہدی میں مقیم تھے۔ صاحب سنت ہیں لیکن حدیث میں ضعیف ہیں۔

طبقات (۷) ص۳۴۳)

۶۔ **ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع انصاری۔** (راوی بخاری - ابن ماجہ)

تہذیب التہذیب (۱) ص۱۰۵ میں ہے کہ ابن معین کے نزدیک یہ ضعیف ہے ابو نعیم اس کی حدیثیں دو پیسہ کے قابل بھی نہیں سمجھتے تھے۔ یہ کثیر الوہم ہے (بخاری) ضعیف ہے (نسائی) ضعیف و متروک ہے (ابو داؤد)۔ بقول علامہ طاہر گجراتی یہ جھوٹی حدیثیں گھڑتا تھا (رد اسلام ص۸۰ - ۸۱)

۷۔ **ابراہیم بن بیطار خوارزمی۔**

بقول علامہ محمد طاہر گجراتی یہ جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا (رد اسلام ص۸۰ - ۸۱)

۸۔ ابراہیم بن رستم۔
بقول علامہ طاہر گجراتی یہ جھوٹی حدیثیں گڑھا کرتا تھا۔ (دو اسلام ص۔ ۸۱)

۹۔ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف (ابو اسحاق)
کثیر الحدیث ہیں اور اکثر حدیثوں میں غلطیاں کرتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد ۷/۲)

۱۰۔ ابراہیم بن سلیمان زیات۔ (ابو اسحاق) بلخی
آپ مرجیہ خیالات رکھتے تھے (طبقات ۷، ۳۳۳)

۱۱۔ ابراہیم بن عباس (ساری۔ ابو اسحاق)
ابو اویس اور شریک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ آخر عمر میں ہوش حواس بجال نہیں رہے تھے۔ (طبقات ۷، ۳۴۳)

۱۲۔ ابراہیم بن عثمان عبسی (ابو شیبہ) م۔ دور عہد ہارون
قاضی واسط
معاذ عنبری نقل کرتے ہیں میں نے شعبہ سے ابو شیبہ کے متعلق رائے دریافت کی شعبہ نے جواب دیا ابو شیبہ سے کوئی روایت نہ لکھنا اور میرے اس خط کو پھاڑ ڈالنا (صحیح مسلم ۱، ۲۷) ابو سعدہ کے بیٹے تھے اور ابو سعدہ ہی سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث میں ضعیف تھے۔ یزید بن ہارون انسے روایت کرتے ہیں (طبقات $\frac{۷}{۲۴۷}$)

۱۳۔ ابراہیم بن محمد بن ابی یحیٰی (ابو اسحاق) م۔ ۱۸۴ھ
غلام اسلم
کثیر الحدیث تھے۔ ان کی حدیث ترک کر دی گئی تھی۔ لکھی نہیں جاتی تھیں۔ (طبقات ۵، ۳۹۸)

۱۴۔ ابراہیم بن محمد حارث بن اسماء (ابو اسحاق فزاری) م ۱۸۴ھ
حدیث میں کثرت سے غلطی کرنے والے ہیں (طبقات ۷، ۴۸۲)

۱۵۔ ابراہیم بن مسلم (ابو اسحاق خزاری) (م۔ ۱۸۸)
حدیث و روایت میں ضعیف تھے (طبقات ۶، ۳۶۴)

۱۶۔ ابراہیم بن یزید۔ الخوزی
ان کی احادیث ہیں۔ ضعیف تھے (طبقات ۵، ۴۴۹)

۱۷۔ ابراہیم بن یزید۔ نخعی عمر ۴۶ھ تا ۹۶ھ
راوی صحاح ستہ
یہ مسروق سے روایت کرتے ہیں گو انہوں نے مسروق سے کچھ بھی نہیں سنا (شعبی) اور بقول اعمش بغیر سنے حدیث روایت کرنے والا ابراہیم سے زیادہ نہیں ہوا (میزان ذہبی)
حدیث کی روایت میں الفاظ کی پابندی کو چنداں ضروری نہیں سمجھتے تھے اور بالمعنی روایت کو کافی سمجھتے تھے۔ (طبقات ۶، ۳۰۱) نعیم بن ابی ہند نے ایک مٹکا (شراب) آپ کو بطور ہدیہ پیش کیا آپ نے اسے قبول کیا اس کو بڑا میٹھا پایا اور اس کو پکوا کر نبیذ بنوالیا (طبقات ۶، ۳۰۹)

۱۸۔ ابن ابی حبیب
کاتب مالک، راوی ابن ماجہ۔
کذب اور سرقہ حدیث میں متہم ہیں۔ (تاریخ حدیث و محدثین ۲، ۴۴)

۱۹۔ ابن ابی الدنیا۔
بقول علامہ طاہر گجراتی یہ جھوٹی حدیثیں گڑھا کرتا تھا (دو اسلام ص ۸۱)
ابن ابی العوجاء دیکھو عبد الکریم ابن ابی العوجاء

۲۰۔ ابن ابی یحیٰی۔
ابن ابی یحیٰی مدینہ میں، واقدی بغداد میں مقاتل بن سلیمان خراسان میں بیٹھ

کر احادیث گڑھا کرتے تھے۔ (دو اسلام ص۸۰ بحوالہ نسائی)

ابن اسحاق ، دیکھو محمد بن اسحاق

ابن جریج ، دیکھو عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج اموی

ابن حبان ، دیکھو محمد بن یحییٰ بن حبان

ابن دوعان ، دیکھو ابونصر بن دوعان ابن سعد دیکھو محمد بن سعد (واقدی کا سیکرٹری)

ابن سیرین ، دیکھو محمد بن سیرین ابوبکر

ابن عساکر ، دیکھو زیر ابونعیم

۲۱۔ ابن عکاشہ

ملا علی قاری لکھتے ہیں ابن عکاشہ اور محمد بن تمیم نے دس ہزار احادیث وضع کیں (دو اسلام از برق ص۷۹)

ابن عیینہ۔ دیکھو سفیان بن عیینہ

۲۲۔ ابن قتیبہ۔ صاحب کتاب معارف

ابن حجر لسان المیزان (۳) ص۳۵۹ میں لکھتے ہیں کہ امام حاکم کا قول تھا کہ اس بات پر اجماع ہے کہ ابن قتیبہ نہایت جھوٹا تھا۔ اور میں نے کتاب مراۃ الزمان میں دیکھا ہے کہ امام دارقطنی کہتے تھے کہ ابن قتیبہ تشبیہ کی طرف مائل تھا۔ اور رسول کی عترت سے دشمنی رکھتا تھا۔ سلفی نے جو ابن قتیبہ کے مذہب پر اعتراض کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ابن قتیبہ ناصبی تھا۔ کیونکہ اس کے دل میں اہل بیت کی عداوت تھی اور میں نے اپنے عراقی استاد سے سنا کہتے تھے۔ ابن قتیبہ بہت کثرت سے غلط بیانی کرتا تھا۔ (ابن حجر عسقلانی لسان المیزان (۳) ص۳۵۹)

۲۳۔ ابن ہشام

صاحب سیرۃ النبی (المعروف بہ سیرت ابن ہشام)

ابن ہشام نے ابن اسحاق کی کتاب کو زیاد بکائی کے واسطہ سے روایت کیا ہے (سیرۃ النبی شبلی (۱) ص۲۹) نیز دیکھو۔ زیاد بکائی۔

ابو اسحاق سبیعی ، دیکھو عمرو بن عبداللہ

ابو اسحاق فزاری دیکھو ابراہیم بن محمد بن اسماء

ابو الشعث بصری دیکھو احمد بن مقدام عجلی

ابو البختری ، دیکھو

(۱) وہب بن وہب بن کثیر، قاضی

(۲) سعید بن ابی عمران

(۳) سعید بن فیروز

ابو بردہ اشعری دیکھو عامر بن ابوموسیٰ اشعری

ابو بشیر مروزی دیکھو احمد بن محمد بن عمرو

۲۴۔ ابو بکر بن ابوموسیٰ اشعری

ابو بردہ کے تیسرے بھائی۔ اپنے والد (ابوموسیٰ اشعری) سے روایت کرتے ہیں۔ قلیل الروایت ہیں ضعیف مانے جاتے ہیں (طبقات (۷) ص۲۹۰)

۲۵۔ ابو بکر بن عبداللہ بن ابو مریم غسانی۔

کثیر الحدیث ہیں اور ضعیف ہیں۔ آپ سے بہت سی روایتیں منقول ہیں (طبقات (۷) ص۳۱۵)

۲۶۔ **ابوبکر بن عیاش**

ثقہ اور صدوق تھے۔ علم حدیث کے جاننے والے تھے مگر غلطی بہت کر جایا کرتے تھے (طبقات ۶، ص ۲۶۹)

۲۷۔ **ابو حجیہ نہشل تیمی بن عبداللہ بن خطاف**

حقیقۃً مرجی تھے۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے بعض کو ضعیف بتایا جاتا ہے (طبقات ۶، ص ۲۰۱)

۲۸۔ **ابو حجیہ نفیع ثقفی** ۵۲ھ

راوی بخاری و مسلم

ان پر حدِ قذف جاری ہوئی۔ پھر بھی اپنی غلطی نہیں مانی پس قرآن کی رو سے ان کی شہادت ناقابلِ قبول ہے (صحابیت ص ۱۱۴) یہ جنگ جمل میں لوگوں کو علی کی مدد کرنے سے یہ کہہ کر روکتا تھا کہ بموجب حدیثِ رسول جب دو مسلمان لڑیں تو قاتل و مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ (صحیح مسلم ۲، ۱۷۷ طبع کلکتہ، بخاری ۲، بخیر ۲۰۷) (گویا جنگ جمل و جنگ صفین میں جو مارے گئے وہ سب دوزخی ہیں۔ ناقل)

ابوحفص — دیکھو وکیع بن قیس، عمر بن علی مقدمی

ابوحنیفہ — دیکھو نعمان بن ثابت

ابوالحویرث — دیکھو محمد بن عبدالرحمن

ابوخالد والانی — ویزید بن عبدالرحمن

۲۹۔ **ابوداؤد اعمی**

قتادہ نے فرمایا ابوداؤد جھوٹا ہے۔ اس نے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے کوئی حدیث نہیں سنی یہ تو طاعون جارف کی زمانہ میں لوگوں کے سامنے بھیک مانگتا پھرتا تھا (صحیح مسلم ۱، ص ۲۵)

ابوداؤد طیالسی — دیکھو سلیمان بن داؤد

ابوداؤد نخعی — دیکھو سلیمان بن عمر

ابوسعید — دیکھو عبدالملک جنشاپوری، مظفر بن اسد

ابوسعید عدوی — دیکھو حسن بن علی بن زکریا

ابوسفیان اموی — دیکھو صخر بن حرب۔

۳۰۔ **ابوسفیان حمیری حذاء**

یہ صحیح (الحدیث) ہیں مگر ضعیف ہیں (طبقات ۷، ص ۳۳۳)

ابوسلیمان مروزی — دیکھو احمد بن ابوالطیب سلیمان

ابوسہل — دیکھو احمد بن محمد عمر

ابوشیبہ قاضی — دیکھو ابراہیم بن عثمان عبسی

۳۱۔ **ابوصادق ازدی**

قلیل الحدیث ہیں۔ ان کی بارے میں علمائے کلام کیا ہے (طبقات ۶، ۳۲۱)

ابوعبداللہ محمد حنظلی — دیکھو محمد حنظل

ابوعبدالرحمن سلمی — دیکھو عبدالرحمن السلمی

۳۲۔ **ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود ہذلی**

یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے ان سے کچھ نہیں سنا (پھر بھی) ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ یہ خاص قسم کا ریشمی لباس پہنتے تھے۔ (طبقات ۶، ۲۲۸)

۳۳۔ **ابوالعشراء دارمی تمیمی**

ان کا اصل نام اسامہ بن مالک تھا بلقب عطارد بن برز ہے یہ دیہاتی تھے اور مقام حفر ابوموسیٰ (جو بصرہ کے راستہ میں پڑتا ہے) مقیم تھے۔ ان سے ایک حدیث حماد بن سلمہ نے سنی ہے (طبقات ۷، ص ۲۴۳)

ابو عصمہ مروزی دیکھو نوح بن مریم

ابو عطوف دیکھو جراح بن منہال

ابو الفرج اصفہانی دیکھو علی بن حسین

۳۴۔ ابو فزارہ رقی

راوی حدیث، آپ حدیث میں ٹھیک نہیں ہیں (طبقات ۷، ص۲۵۵)

۳۵۔ ابو مصعب مکی

راوی صاحب لعینہ (بابت روایت اگنے درخت ببول، کبوتر کا انڈا دینا برغار ثور بوقت ہجرت رسول)

اس روایت کا ایک راوی ابو مصعب ہے وہ مجہول الحال ہے چنانچہ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں عون بن عمرو کے حال میں یہ تمام اقوال جمع کیے ہیں اور خود اس روایت کا بھی ذکر کیا۔ (شبلی۔ سیرۃ النبی ۱، ص۲۷۲)

ابو معاویہ ضریر دیکھو محمد بن خازم

ابو مودود دیکھو عبدالعزیز بن ابی سلیمان

ابو موسیٰ اشعری دیکھو عبداللہ بن قیس

ابو المہزم دیکھو یزید بن سفیان

۳۶۔ ابو نصر بن ودعان

جمال الدین مزنی فرماتے ہیں کہ قاضی ابو نصر بن ودعان کی تمام احادیث جھوٹی ہیں (دو اسلام ص۸۰) ابو نصر نے ایک روایت ابن عباس سے منسوب کر دی حالانکہ یہ شخص ابن عباس سے ملا تک نہ تھا (بخاری ۳، ص۱۰۲) اس (ابو نصر) ابن ودعان نے چالیس وضعی احادیث زید بن رفاع ہاشمی کی سرقہ کیں (میزان ۱، ص۳۲۴)

۳۷۔ ابو نعیم

محدث شبلی نعمانی کہتے ہیں، "غور کرو ابو نعیم، خطیب بغدادی، ابن عساکر، حافظ عبدالغنی وغیرہ محدث اور روایت کے امام تھے باوجود اس کے یہ لوگ خلفاء اور صحابہ کے فضائل میں ضعیف حدیثیں بے تکلف بیان کرتے تھے۔ (سیرۃ النبی ص۵۹)

ابو نعیم ایک ضعیف راوی (فطر بن خلیفہ) سے روایت لیتے ہیں (طبقات ۶، ص۳۵۶)

۳۸۔ ابو نعیم نخعی

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ کوفہ میں دو بڑے جھوٹے ہیں ایک ابو نعیم نخعی اور دوسرے فرار بن مرد تیمی (تہذیب ۲، ص۴۵۶)

ابو ہارون عبدی دیکھو عمارہ بن جوین

ابو ہذیل دیکھو زفر بن ہذیل

۳۹۔ ابو ہریرہ ۵۹۰م (تاریخ حدیث و محدثین)

راوی صحاح ستہ

بقول عبداللہ بن عمر یہ روایت کرنے میں بڑی دلیری کرتے ہیں (سنن ابو داؤد طبع دہلی ص۱۱)۔ ابو ہریرہ کی بیان کردہ حدیثوں سے متعلق عائشہ نے کہا کہ اگر وہ ملجاتے تو میں انکار کرتی (صحیح مسلم ۲، ص۵۰۳ طبع کلکتہ)

الفاروق شبلی حصہ ۲، ص۔ میں ہے کہ ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ سے پوچھا کہ آپ عمر کے زمانہ میں اسی طرح حدیثیں روایت کرتے تھے انہوں نے کہا اگر میں ایسا کرتا تو عمر مجھ کو دُرّے سے مارتے۔ ابو ہریرہ نے ایک دفعہ بلی کی وجہ سے ایک عورت پر عذاب نازل ہونے والی روایت بیان کی تو عائشہ نے اس کی رد کی۔ (مسند ابو داؤد)

ابو حنیفہ، ابو ہریرہ، انس بن مالک اور سمرہ بن جندب کو علی الاعلان جھوٹا کہتے تھے۔ (حاشیہ میزان کبریٰ امام شعرانی ۱، ص۱۱ طبع دہلی، اسوۃ الرسول ۱، ص۱۳۱)

ابوہریرہ قمار باز تھے (مجمع البحار ص۱۳۵ طبع نولکشور لکھنؤ نہایہ ابن اثیر دیکھو الحیواۃ الحیوان دمیری (۲) ص۱۶۲ طبع مصر)

ابوہریرہ پر عمر نے خیانت کا مقدمہ چلایا اور ان کو مارا پیٹا اور مال چھینا (سیر الصحابہ یعنی مہاجرین (۲) ص۸) جب لوگوں نے جنگ صفین کے موقع پر ان کی دورنگی پالیسی کا سبب پوچھا تو بولے معاویہ کا مضیرہ کافی مزیدار ہوتا ہے اور علی کے پیچھے نماز افضل ہے۔ (اسی وجہ سے یہ شیخ مضیرہ مشہور ہوئے) دیکھو زمخشری، ربیع الابرار اور نہج البلاغہ شرح از ابن ابی الحدید اسوۃ الرسول (۱) ص۱۳۵)

ابوہریرہ نے ایک دفعہ ایک حدیث رسول بیان کی۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ آخری فقرے تم نے رسول سے سنے تھے۔ بولے یہ ابوہریرہ کی تھیلی میں سے تھے۔ (بخاری (۳) ص۲۴۹) علامہ عثمان مقسم کہتے ہیں۔ ابوہریرہ کاذب ہے (میزان الاعتدال ذہبی (۳) ص۱۴۳ اسوۃ الرسول (۱) ص۱۳۲)

یہ روایت بھی ابوہریرہ کی ہے کہ علی نے دختر ابوجہل سے شادی کرنا چاہی تھی اور یہ بھی کہ رسول نے علی کو نماز تہجد پڑھنے کا حکم دیا تو انہوں نے انکار کر دیا (اسوۃ الرسول (۱) ص۱۳۹)، ابوہریرہ، سمرہ بن جندب، عمر بن عاص، مغیرہ بن شعبہ اور عروہ بن زبیر حدیث سازی پر مامور تھے (تنزیہ الانساب ص۱۰۵، اسوۃ الرسول (۱) ص۳۰) قبیلہ دوس (قبیلہ ابوہریرہ) کی مذمت بزبان رسول (مشکوۃ (۲) ص۵۱۲)

۴۰۔ ابو یحیی القتات

یحیی بن جعدہ بن ہبیرہ کے غلام، یہ (حدیث میں) ضعیف تھے (طبقات (۶) ص۳۴۱)

ابو یوسف دیکھو اسرائیل بن یونس

۴۱۔ ابو یوسف، قاضی

فقیہ یعقوب نام ابو یوسف کنیت، شاگرد امام ابوحنیفہ

بقول ابن خلکان، ابوحنیفہ کے شاگردوں میں کوئی ابو یوسف کا ثانی نہ تھا۔ اگر ابو یوسف نہ ہوتے تو کوئی ابوحنیفہ کا نام بھی نہ لیتا۔ تاریخ الخلفاء سیوطی میں ہے۔ کہ ابو یوسف نے فتوی دیا کہ امین عباسی اپنے باپ کی منکوحہ کنیز کو اپنے تصرف میں رکھ سکتا ہے۔ اسی تاریخ الخلفاء میں ان کا دوسرا فتوی اور ہے کہ کنیز سے بغیر استبراء کے مقاربت کرنے کی سبیل یہ ہے کہ آپ اسے اپنے کسی بیٹے کو ہبہ کر دیں اور پھر اس سے عقد کر لیں (نیز دیکھو فلک النجاۃ (۲) ص۸۱ اسوۃ الرسول (۱) ص۱۳۶)

ابو یوسف نے اپنے استاد کو بھی خاموش کر دیا تھا اور ان کی جہالت ثابت کر دی حیوۃ الحیوان دمیری (۱) ص۱۲۹ میں ہے کہ ایک دن ابو یوسف کچھ عرصہ بعد ابوحنیفہ کی مجلس میں آئے۔ اس درمیانی عرصہ میں نہ آنے کا ابوحنیفہ کو رنج تھا لہذا ابو یوسف سے پوچھنے لگے تم جانتے ہو جالوت کا جھنڈا اٹھانے والا کون تھا۔ ابو یوسف نے کہا تو لوگوں میں امام مشہور ہے اور اگر تم ایسی باتوں سے باز نہ آئے تو میں عام اجلاس میں تم سے پوچھوں گا کہ مثلاً اول جنگ بدر ہوئی یا احد۔ تو اگرچہ سب سے ادنی مسئلہ تاریخ کا ہے تم کو یہ بھی نہیں معلوم تو پھر تو کیا کریگا۔ اس کے بعد ابوحنیفہ نے ابو یوسف کو کبھی نہ چھیڑا (فلک النجاۃ (۲) ص۸۳ حاشیہ)

احیاء العلوم غزالی میں ہے کہ ابو یوسف اپنے مال کو سال کے خاتمہ پر اپنی بیوی کو ہبہ کر دیتے تھے۔ اور بیوی کا مال اپنے لیے سال کے بعد بخشوا لیتے تھے تاکہ زکوۃ سے بچ جائیں (فلک النجاۃ (۲) ص۸۳ حاشیہ)

۴۲۔ ابو نسطور رواقی

بقول علامہ گجراتی محمد طاہر یہ جعلی حدیثیں گھڑا کرتا تھا (ردالاسلام ص۸۰، ۸۱)

۴۳۔ اجلح بن عبداللہ کندی

م - ۱۴۵ بعہد ابوجعفر

حدیث و روایت میں بہت ہی ضعیف تھے۔ طبقات (۶) ص۳۴۷)

۴۴۔ احمد بن ابوالطیب (ابوسلیمان) بغدادی ملقب، بہ مرغزی

راوی بخاری، ترمذی

حافظ تھے۔ ابوحاتم نے ان کو ضعیف الحدیث کہا (تہذیب التہذیب ۱، ص ۴۵)

ابوحاتم ابن حجر کے استاد ہیں۔

۴۵۔ احمد بن بشیر۔

راوی بخاری، ترمذی

عمرو بن حریث ابوبکر کوفی کا غلام ہے۔ تعقیبات علی الموضوعات سیوطی ص ۱۴ میں اسے راوی بخاری بتایا گیا ہے۔ تہذیب التہذیب میں ہے کہ اس سے روایت لینا ترک کر دی گئی ہے۔

۴۶۔ احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن بلیط بن شرط

علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ اس کا مجموعہ احادیث مجموعہ خرافات ہے (دلائل ص ۳۰)

۴۷۔ احمد بن سعید

راوی خطبہ قس بن ساعدہ

یہ بھی حدیث بنانے میں بدنام ہے (سیرۃ النبی شبلی ۱۷ ص ۱۹۵)

۴۸۔ احمد بن عبداللہ بن خالد بن جوئباری (المعروف بہ جوئباری)

کہا بیہقی نے میں خوب پہچانتا ہوں جوئباری کو اس نے ہزار حدیثوں سے زیادہ وضعی حدیثیں بنائیں۔ ابوحنیفہ عبداللہ سنتی علی یدیہ" اسی کی بنائی ہوئی ہے۔ (میزان الاعتدال ص ۴۲) علامہ ابن جوزی نے اسے وضاع بتایا ہے۔ (دعا سلام از برق ص ۸۰)

۴۹۔ احمد بن عبدہ موسیٰ جنی۔

راوی مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ

تقریب ص ۱ پر اس کو ناصبی بتایا گیا ہے۔ رجال الصحیحین (ص ۱۳) پر ایک حدیث

باندھے احرام از جعرانہ کو غلط بتایا ہے جسے اس راوی نے بیان کیا تھا۔

۵۰۔ احمد بن محمد بن عمر بن یونس بن قاسم۔ ابوسہل

کہا مطرز نے کہ پانچ حدیثیں اس نے ایسی بیان کیں کہ صرف ایک بھی اس کا دوسرے کے پاس نہیں "ان اللہ تجلی تخلا فی یوم القیامۃ عامۃ و تجلی لک (ابوبکر) خاصۃ" اسی کے موضوعات سے ہے۔ ابوحاتم و ابن ساعدہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (میزان الاعتدال ص ۶۰)

۵۱۔ احمد بن محمد بن عمرو بن مصعب بن بشر بن فضالہ ۔ م ۔ ۳۱۳ھ

عرف ابوبشیر مرغزی

کہا ابن حبان نے یہ وضع کرتا تھا۔ متون کا اور اسناد کو منقلب کرتا شاید دس ہزار سے ؟ . حدیثوں میں اس نے تقلیب کی اور تین ہزار سے زیادہ میں اس نے اسناد میں تقلیب کی اور تین ہزار سے زیادہ میں نے اس سے لکھیں جو بیشک مقلوب تھیں۔ کہا دارقطنی نے کہ یہ حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (میزان الاعتدال ص ۹۰)

۵۲۔ احمد بن محمد بن فضل، قیسی، اعلی

کہا ابن حبان نے کہ اس شیخ نے ۱۳ ہزار سے زیادہ وضعی حدیثیں روایت کیں اور پانچ حدیثوں سے زیادہ میں نے لکھیں جو سب موضوع ہیں (میزان الاعتدال ص ۹۰)

۵۳۔ احمد بن مقدام عجلی (عرف ابوالاشعث بصری)

راوی بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ

ابوداؤد نے اس کی ثقاہتوں پر طعن کیا ہے (تقریب ص ۱۲)

۵۴۔ ازہر بن سمان۔

محدث، راوی تمام صحاح بجز ابن ماجہ

یہ سلاطین کی دربار داری کا شوقین اور خوشامد کر کے روپیہ حاصل کرتا تھا۔ ثرات

الاعراق (۱) ص۱۳۱ عقد فرید (۱) ص۱۲۹) سعید بن مسیب ایسے لوگوں کو چور جانتے تھے۔ (احیاء العلوم (۱) ص۳۶) اسی احیاء العلوم میں ہے کہ ایسے دنیادار علما کے بنص رسول جہنمی ہیں۔

۵۵۔ اسحاق بن ابراہیم بن کامجار

آپ ابو اسرائیل کے بیٹے ہیں جو خراسان (مرو) کے رہنے والے تھے۔ آپ علماء کے نقل کرنے والے ہیں آپ نے قرآن میں وقف لگائے۔ اعمال پر کئی بار نظر ثانی کی (طبقات (۷) ص۳۶۹)

۵۶۔ اسحاق بن ابی یحییٰ کعبی

کہا ابن عدی نے قریب دس حدیث منکر کے اس کی روایت ہے۔ کہا ابن حبان نے اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے (میزان الاعتدال ص۸۲)

۵۷۔ اسحاق بن راشد جزری۔

راوی بخاری

یہ تدلیس کیا کرتا تھا۔ طبقات المدلسین ص۶ میں اس کا بھی نام ہے، تہذیب (۱) ص۲۳۱) میں ہے کہ یہ زہری سے روایت کرتا ہے جب ٹوکا گیا کہ زہری سے تم کہاں ملے کہا بیت المقدس میں مجھے زہری کی ایک کتاب مل گئی تھی۔

۵۸۔ اسحاق بن سوید بن ہبیرہ عدوی تمیمی۔ بصری

ناصبی ہے (تقریب ص۲۹) علی پر سب کیا کرتا تھا۔ لہٰذا یہ ثقہ نہیں ہے اور نہ اس کے لیے کوئی بزرگی ہے (تہذیب (۱) ص۲۳۶)

۵۹۔ اسرائیل بن یونس بن ابو اسحاق سبیعی (کنیت ابو یوسف) م-۱۶۲ھ در کوفہ

راوی بخاری

ابن مدینی کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ یحییٰ بن قطان اس کی مذمت کرتے تھے۔

اور اس سے ناواقف تھے وہ نہ تو اس سے نہ اس کے کسی شریک سے روایت قبول کرتے تھے (میزان الاعتدال)

ابن حزم نے اس کو مطلقاً ضعیف کہا ہے۔ اور ان حدیثوں کو رد کیا ہے جن کا وہ راوی تھا۔ عثمان بن ابی شیبہ، عبدالرحمٰن بن مہدی کا یہ قول لکھتے ہیں کہ اسرائیل چور تھا۔ تہذیب التہذیب (۱) ص۲۶۳)۔ لوگ ان سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض ضعیف بھی ہیں۔ (طبقات (۶) ص۳۷۴)

۶۰۔ اسماعیل بن زیاد کوفی

راوی ابن ماجہ یہ کذب اور سرقہ حدیث میں متہم ہے (تاریخ حدیث و محدثین (۱) ص۹۵)

۶۱۔ اسماعیل بن سمیع حنفی

راوی مسلم، ابوداؤد، نسائی۔

تقریب ص۳۵ پر ہے کہ یہ خارجی ہے چوتھے طبقہ میں ہے محمد بن حمید جریر نے اس سے روایت لینا ترک کر دی تھی۔ (تہذیب (۱) ص۳۰۶)

۶۲۔ اسماعیل بن عبداللہ بن اویس بن مالک۔ م ۲۲۶ھ

راوی بخاری (بابۃ بحیرہ راہب، یہ کہ رسول اللہ نے اپنے ایک لڑکے کا نام عبدالعزیٰ رکھا تھا)

ایک کثیر گروہ کی رائے میں جھوٹا ہے۔ (سیرۃ النبی شبلی (۱) ص۹۱، ۹۲)، تہذیب (۱) ص۳۱۱ جہاں کچھ اور لوگوں کی رائے ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ اسماعیل اور اس کا باپ دونوں ضعیف ہیں (معاویہ بن صالح) وہ جھوٹ بولتا ہے۔ (یحییٰ بن مخلط) ضعیف اور غیر ثقہ ہے (امام نسائی) کذاب ہے۔ نضر بن مسلمہ مروزی کا اقرار کیا کہ جب کبھی کسی بات میں اختلاف ہوتا تھا تو میں ایک حدیث بنا لیتا تھا (سلمہ بن شبیب) دیکھو سیرۃ النبی شبلی (۱) ص۱۹۲ نیز حاشیہ ص۱۹۵ جہاں یہ لکھا ہے کہ لوگ کس طرح روایتیں گڑھتے

اور یہ سمجھتے تھے کہ وہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں، یہ جھوٹا تھا اور اہل مدینہ کے لیے روایتیں وضع کرتا تھا۔ (یحییٰ بن معین بحوالہ الامام الصادق ص ۹۲)

۶۳۔ اسماعیل بن عیاش۔

ابو اسحاق فزاری نے کہا۔۔۔ اسماعیل بن عیاش سے کوئی روایت نہ لینا خواہ وہ مشہور حضرات سے منقول ہو یا غیر مشہور حضرات سے (صحیح مسلم ۱، ص ۵)

۶۴۔ اسود بن یزید

راوی بخاری، مسلم، شرح ابن ابی الحدید (۱) جزء ۴ ص ۳۰ پر ہے کہ یہ اسود اور مسروق بن اجدع علی کو برا کہتے تھے اسی حالت میں اسود مرگیا۔

۶۵۔ اسید بن زید

راوی بخاری، ضعیف ہے (قرۃ العینین از علامہ عبد الغنی بحرینی) بڑا جھوٹا ہے (ابن معین) متروک ہے (نسائی) ثقات سے جھوٹی روایتیں بیان کرتا ہے حدیث میں سرقہ کرتا ہے (ابن حبان) ضعیف ہے (ابن عدی)۔ (تہذیب (۱) ص ۳۴۴)

۶۶۔ اشعث بن قیس کندی۔

راوی بخاری، گانا سننے کا شوقین تھا (مستطرف (۲) ص ۱۳۵ طبع مصر) یہ قتل علی کی سازش میں شریک تھا۔ (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی، مقاتل الطالبین از ابو الفرج اصفہانی)

۶۷۔ اصبغ بن نباتہ۔

شیعہ تھے، اس کی روایت ضعیف ہے (طبقات (۶) ص ۲۴۴)

اعمش۔ دیکھو سلیمان بن مہران

۶۸۔ انس بن مالک۔

راوی بخاری

حدیث طیر کے سلسلہ میں انہوں نے تین مرتبہ رسول کی مشغولیت کا بہانہ کر کے علی کو ٹال دیا اس امید پر کہ شاید کوئی انصاری آجائے اور اس شرف کو حاصل کر لے (ابن صباغ مالکی، فصول المہمہ ص ۲۱) ارجح المطالب ص ۵۰۲

ایک اور موقع پر انہوں نے اپنی قوم انصار کو علی پر مقدم کرنا چاہا تھا (مسند ابو نعیم بحوالہ مطالب السئول ص ۲۱)، قال ابو حنیفہ تبرّا ابو ہریرہ"

علی کی بددعا سے یہ مبروص ہوگئے تھے۔ (ارجح المطالب ص ۳۹۶)

۶۹۔ ایوب بن عائذ بن مدلج طائی بحتری۔

راوی بخاری و مسلم ترمذی، نسائی۔

مرجیہ عقیدہ کے تھے (تقریب ص ۴۳)

باغندی۔ دیکھو محمد بن محمد بن سلیمان باغندی

۷۰۔ بحر بن کنیز سقا۔ باہلی (ابو الفضل) — م ۱۶۰ ھ

ضعیف (فی الحدیث) (ابن۔ طبقات (۱) ص ۳۰۳)

بخاری۔ دیکھو محمد بن اسماعیل بخاری

۷۱۔ بسر بن ارطاۃ — م ۸۶ ھ

راوی ترمذی، ابو داؤد، نسائی۔

دارقطنی نے کہا یہ صحابی ہے مگر صحابی (اسلام) پر قائم نہیں رہا، یہ قاتل عبد الرحمن و قثم فرزندان عبد اللہ بن عباس ہے۔ پاگل ہو کر مرا (تہذیب (۱) ص ۴۳۵) تذکرہ قرطبہ (ص ۱۲۵) پر ہے۔ کہ اس ظالم نے مدینہ برباد کیا، مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے۔ بکر عورتوں کی عصمت دری کی، یہ برا آدمی تھا (احمد بن حنبل) اس کا انجام برا ہوا (ابن دحیہ)

۷۲۔ بشر بن حصین، اصبہانی

کہا ابن حبان نے کہ بشر بن حصین روایت کرتا ہے زبیر بن عدی سے ایک

کتاب جس میں ۱/۲ ۱ سو حدیثیں ہونگی وہ سب موضوع ہیں (میزان الاعتدال ص۳۲)

۷۳۔ بشر بن رافع حارثی۔

راوی بخاری، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ

ضعیف الحدیث ہے (تقریب ص۴۱) امام نسائی و ابو حاتم نے اسے ضعیف و مجہول کہا ہے۔ نیز ابن عبدالبر نے کتاب الکنی میں بھی اسے ایسا ہی لکھا کتاب الانصاف میں ہے کہ اس کی حدیث مجہول ہوتی ہے۔

۷۴۔ بشر بن عون، قرشی، شامی

سلیمان بن عبدالرحمان دمشقی اس سے روایت کرتے ہیں ایک نسخہ قریب سو حدیث کے کہ سب موضوع ہیں۔ (میزان الاعتدال ص۳۲۹)

۷۵۔ بشیر بن مہاجر غنوی۔

راوی مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی۔

تدلیس کیا کرتا تھا (طبقات المدلسین ص۸) سمجھتا ہے انس سے روایت کرتا ہے مگر ان کو دیکھا نہیں۔ مرجیہ ہے (تہذیب ۱ ص۴۶۸) ضعیف و مرجیہ ہے (تقریب ص۵۰)

۷۶۔ بقیہ بن ولید حمصی (ابو یحمد) م ۱۹۷ھ

آپ ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں تو ثقہ ہیں اور غیر ثقہ سے روایت کرتے ہیں تو ضعیف ہیں (مطلب یہ کہ نہایت غیر محتاط ہیں) (طبقات ۷ ص۴۶۹)

۷۷۔ بکار بن عبدالعزیز۔

راوی بخاری، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ

یہ کچھ نہیں (رجا بل ہے) (کشف الاحوال فی نقد الرجال ص۳۲)، ابن معین نے کہا یہ کچھ نہیں (رجابل ہے تہذیب ۱ ص۴۸۴)

بکائی۔ دیکھو زیاد بن عبداللہ بکائی۔

بندار۔ دیکھو محمد بن بشار، المعروف بہ بندار

ثعلبی دیکھو زیر، عبدالرحمن بن کیسان الاصم" و زیر" عبدالاعلی بن عامر"

۷۸۔ ثور بن یزید کلاعی حمصی (ابو خالد) عمر ۹۰ سال، م ۱۵۳ھ عہد ابو جعفر

ثقہ ہے۔ تقدیر کا منکر ہے۔ اس کا دادا جنگ صفین میں معاویہ کی طرف سے لڑے اور مارے گئے۔ اس لیے جب ثور کے سامنے علی کا ذکر آتا تو کہتا مجھے اس سے محبت نہیں جس نے میرے دادا کو قتل کیا۔ (طبقات ۷ ص۴۶۲)

ثوری، دیکھو سفیان بن سعید ثوری

۷۹۔ جابر بن یزید جعفی م ۱۲۸ھ

امام حنیفہ کہتے ہیں میں نے جابر جعفی سے زیادہ کاذب کسی کو نہیں دیکھا (تاریخ حدیث و محدثین ۲ ص۳۲)، تدلیس کیا کرتا تھا حدیث بیان کرنے اور اپنی رائے میں بہت ضعیف تھا (طبقات ۶ ص۳۴۶)

جابی (الجابی) ساقی، دیکھو زیر عبدالرحمن بن کیسان الاصم

۸۰۔ جبیر بن مطعم

راوی بخاری

خود اس کا بیان ہے کہ میں نے اور عثمان بن عفان نے رسول کے تقسیم خمس پر اعتراض کیا کہ آپ نے اولاد عبدالمطلب کو حصہ دیا اور ہمیں نہیں دیا۔ مگر رسول نے پھر بھی انکار کیا (اس سے نہ صرف رسول پر اعتراض ثابت ہے بلکہ یہ دونوں حریص مال بھی ثابت ہوتے ہیں) یہ حدیث بخاری ۲ ص۲۳۵ پر ہے۔

۸۱۔ جراح بن منہال (ابو العطوف)

آپ حدیث میں ضعیف ہیں (طبقات ۷ ص۴۷۹)

٨٢۔ جریر بن عبداللہ بجلی

یہ عہد عثمان میں ہمدان کا گورنر تھا۔ علی نے اسے معزول کر دیا۔ جب یہ علی کا ایک خط لیکر معاویہ کے پاس جانے لگا تو مالک اشتر نے کہا تھا۔ واللہ میرا گمان ہے کہ یہ معاویہ کی طرف میلان رکھتا ہے اس بات کو لکھ کر سبط ابن جوزی تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ کہ بات بھی وہی ہے جو مالک نے کہی (تذکرہ ص۴۱) علی کی بددعا سے پاگل ہو کر مرا (ارجح المطالب باب ۴ ص۲۱۷) شرح ابن ابی الحدید ۱، ص۲۳۳ جرم یہ ہے کہ رسول نے اس کو جوتیاں دے کر کہا تھا کہ ان کی حفاظت کرنا اس کے کھو جانے سے تیرے دین کی بربادی ہے۔ مگر ایک جوتی اس سے جنگ جمل میں کھو گئی۔ اور دوسری اس وقت جب یہ علی کا خط لیکر معاویہ کے پاس گیا اس کے بعد ہی جریر نے علی کا ساتھ چھوڑ دیا۔

٨٣۔ جعفر بن زبیر۔

راوی ابن ماجہ۔

کہا شعبہ نے کہ جعفر بن زبیر نے چار سو حدیثیں وضعی بنائیں (میزان الاعتدال ص۱۹۴)

٨٤۔ جعفر بن سعد بن سمرہ

راوی ابوداؤد۔ (عن ابیہ)

کہا ابن قطان نے کہ ان لوگوں کا حال مجہول ہے تو حدیثیں اسی سند سے بنائی گئی ہیں اور جو حدیثیں اس کی سنن ابوداؤد میں ہیں (میزان الاعتدال ص۱۹۵)

٨٥۔ جعفر بن عبدالواحد ہاشمی، قاضی

اسے مستعین باللہ نے منصب قضا سے معزول کر کے بصرہ کی طرف خارج کر دیا تھا۔ اصحابی کالنجوم اسی کی بلاؤں سے ہے کہا دار قطنی نے وضعی حدیثیں بناتا

تھا۔ ابن عدی نے اس کی بہت سی حدیثیں نقل کیں جو سب بواطیل سے ہیں۔ اور بعض مسروق ہیں۔ (میزان الاعتدال ص۱۹۷)

٨٦۔ جعفر بن محمد بن علی حسینی

علامہ دیلمی کہتے ہیں اس کی کتاب العروس خرافات کا پلندہ ہے (اردو اسلام ص۸۱) جویباری، دیکھو احمد بن عبداللہ بن خالد

٨٧۔ جویریہ بنت ابوسفیان اموی۔

اس نے زیاد کو ابوسفیان اموی کا بیٹا ہونے کی شہادت دی تھی (خلافت و ملوکیت تاریخی و شرعی حیثیت از صلاح الدین بن یوسف ص۵۴۱) تعجب یہ ہے کہ بیٹی اپنے باپ کی زناکاری کی چشم دید شاہد ہے (ناقل)

٨٨۔ حابس بن سعد طائی

راوی ابن ماجہ

جنگ صفین میں معاویہ کی طرف لڑتا ہوا مارا گیا۔ (تہذیب التہذیب (۲) ص۱۲۷) معاویہ نے جن لوگوں کو شرجیل بن سمط کو اپنی طرف ملانے کے لئے مقرر کیا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھا چنانچہ ان لوگوں نے جھوٹ بول کر شرجیل کو علی کا مخالف بنا دیا (اخبار الطوال ص۱۶۰)

٨٩۔ حارث اعور ہمدانی

شعبی بیان کرتے ہیں مجھ سے حارث اعور ہمدانی نے حدیث بیان کی مگر وہ کذاب تھا (صحیح مسلم ۱، ص۱۲، طبقات (۶) ص۱۹۸) یہی رائے ابراہیم کی بھی ہے (صحیح مسلم ۱، ص۱۲)، ان کا ایک قول بہت بڑا اور سنگین کرنے والا ہے اور یہ ضعیف الروایہ ہیں (طبقات ۶، ص۱۹۹)

۹۰ حارث بن عمیر بصری

راوی بخاری

ازدی نے کہا ضعیف ہے۔ حاکم نے کہا یہ حمید بن طویل اور امام جعفر صادق سے موضوع چیزیں نقل کرتا ہے۔ ابن خزیمہ اسے کذاب کہتا ہے۔ ابن حبان لکھتا ہے کہ ثقہ لوگوں سے ضعیف باتیں نقل کرتا تھا (تہذیب ۲/ ص ۱۵۳، تقریب ص ۵۵)

۹۱۔ حارث بن یزید کوفی

راوی بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ

یہ بھی قاتلان حسین کے ساتھ کربلا پہنچا تھا۔ (اخبار الطوال ص ۲۵۳)

۹۲۔ حاکم (صاحب مستدرک)

حاکم بہت سی جعلی اور موضوع حدیثوں کو صحیح لکھتے ہیں۔ (علامہ ابن تیمیہ) نیز دیکھو سیرۃ النبی شبلی (۱) ص ۳۹ بحوالہ نقل اکبر طبع کھجوہ ص ۷

۹۳۔ حبیب بن ابی حبیب، خرطلی، مروزی

واضعین حدیث سے تھا۔ اس نے یہ روایت بنائی کہ جو شخص عاشورہ کو روزہ رکھے تو ستر سال کے صیام و قیام کا ثواب اسے ملیگا اور دس ہزار فرشتوں کا ثواب اور سبع سموات کا ثواب اور جو افطار کرائے روز عاشورہ اس نے گویا افطار کرایا تمام امت محمدیہ کو۔ اور جس نے ایک بھوکے کو سیر کیا اس نے تمام امت محمدیہ کو سیر کیا۔ اگر یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرے روز عاشورہ تو مونے سر کے عوض درجہ اس کا بلند ہوگا۔ یہ کہ عرش و کرسی قلم جنت بروز عاشورہ پیدا ہوئے حضرت آدم بروز عاشورہ ہی جنت ہوئے ولادت رسول اللہ اور استوائے خدا علی العرش اور قیامت بھی بروز عاشور ہوگی (میزان الاعتدال ص ۱۸۳)

۹۴۔ حبیب بن مسلمہ — م ۴۲ھ

راوی ابوداؤد، ابن ماجہ۔

تاریخ کامل (۳) ص ۱۴۳ تاریخ ابن خلدون (۴) ص ۳۶ پر ہے کہ علی نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔ جنگ صفین میں یہ معاویہ کے ساتھ تھا بعدہ معاویہ کی طرف آرمینیہ کا گورنر رہا ہے۔

۹۵۔ حجاج بن یوسف، ثقفی

راوی بخاری، مسلم، ابوداؤد

تقریب ص ۸۱ میں ہے کہ یہ اس قابل نہیں کہ اس سے روایت لی جائے۔ عقد فرید (۳) ص ۲۵۴ میں ہے کہ امام اوزاعی اسے کافر کہتے تھے اور یہ بھی کہ اس نے اسلام کی رسی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ امام شعبی کہتے ہیں کہ یہ جبت اور طاغوت پر ایمان رکھتا تھا اور خدا کے ساتھ کفر کرتا تھا قول عمر بن عبد العزیز ہے کہ اگر دنیا کی تمام قومیں خباثت میں مقابلہ کریں اور اپنے سارے خبیث لے آئیں تو ہم تنہا حجاج کو پیش کر کے ان پر بازی لے جا سکتے ہیں (خلافت و ملوکیت مودودی ص ۱۸۶) ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے اپنے عراقی بھائیوں سے تعجب ہے جو حجاج کو مومن کہتے ہیں (طبقات ۵) ص ۴۸۲)

۹۶۔ حسین بن اسد، محاسبی

عارف، امام صوفیہ

بہت سی کتابوں کا مصنف ہے کہا امام ابو زرعہ نے کہ یہ سب کتابیں بدعت اور ضلالت ہیں ہرگز نہ دیکھنا چاہیے۔ امام ذہبی کہتے ہیں کاش امام ابو زرعہ متاخرین صوفیہ کی کتابیں دیکھتے مثلاً قوت القلوب ابو طالب، بہجۃ الاسرار ابن جہضم حقائق تفسیر سلمی اور تصانیف ابو حامد طوسی، اور جو موضوعات احیاء العلوم میں ہے تو کیا

حال ہوتا ابو ندعہ کا اگر دیکھئے غنیۃ الطالبین شیخ عبد القادر اور فصوص الحکم و فتوحات مکیہ وغیرہ وغیرہ (میزان الاعتدال ص۱۹۳)

۹۷۔ حریز بن عثمان رحبی۔

راوی صحاح ستہ

ناصبی ہے (تقریب ص۴۳) تہذیب (۲) ص۲۳۹ میں ہے کہ حدیث منزلت میں یہ علی کی نسبت ہارون کی بجائے قارون کہا کرتا تھا۔ اور اسی تہذیب کے ص۲۴۰ پر ہے کہ یہ صبح شام نماز کے وقت ستر ستر مرتبہ علی پر لعنت کیا کرتا تھا نیز تہذیب ص۲۳۹ پر بھی یہی ہے (تفصیل استقالہ رسول ص۳۳ پر ہے) ضحاک بن عبد الوہاب کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے اور متہم ہے، علامہ ازدی نے اس کو ضعفا میں لکھا ہے۔ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ بخاری نے اس سے دو حدیثیں لی ہیں (تہذیب (۲) ص۲۴۰)

۹۸۔ حسان بن ثابت

راوی بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ — عمر ۶۰ ق ھ تا ۵۴ھ

قصہ افک کی تشہیر میں ان پر حد قذف جاری ہوئی (حاشیہ مشکوٰۃ ص۴۲) انہوں نے علی کی بیعت سے انکار کر دیا تھا (تذکرہ خواص الامت ص۳۴ بحوالہ طبری، ابن خلدون (۲) ص۱۸۴ کامل ابن اثیر (۳) ص۱۸۰)

۹۹۔ حسن بصری (حسن بن یسار نام ہے) راوی صحاح ستہ — عمر ۲۱ تا ۱۱۰ھ

تقریب ص۷۸ میں ہے کہ یہ ارسال بہت کرتے ہیں اور تدلیس بھی۔ طبقات المدلسین ص۸ پر بھی ان پر تدلیس کا الزام لگایا گیا ہے جیسے تذکرۃ الحفاظ، تعجیل المنفعۃ ص۱۰۰ طبع حیدرآباد ترجمہ عبد اللہ بن زیاد ص۲۰۱ میں ہے کہ حسن بصری ابن زیاد (قاتل امام حسین) سے روایت کرتا ہے آپ نے عقیدہ حقیقہ اختیار کر لیا تھا۔ ناقدین نے حسن پر کڑی نکتہ چینی کی ہے ان کا خیال ہے کہ یہ روایتوں میں غیر محتاط ہیں۔ ذہبی نے میزان میں انہیں بہت غیر محتاط کہا ہے (شیعہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام طبع پنجاب یونیورسٹی) یہ جو قول

میں نماز پڑھتے تھے۔ ان کا خود بیان ہے کہ انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت سنی مگر شعبہ یونس سے روایت کرتے ہیں کہ حسن نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا۔ آپ کی حدیث میں کم و بیش الفاظ ہوتے تھے (طبقات ج۲، ۱۹۳)

۱۰۰۔ حسن بن ذکوان البصری

یہ جعلی ساز، غلط کار اور ضعیف فی الحدیث ہیں (قول احمد، ابن معین، نسائی ترمذی، ابن مدینی للامام الصادق ص۹۲)

۱۰۱۔ حسن بن صباح ۔ راوی حدیث، ائمہ و اولیاء من بعد ابو بکر و عمر یہ وہم کرتا ہے۔ نسائی نے کہا قوی نہیں ہے (نعک العجلہ ص۱۰۴ حاشیہ)

۱۰۲۔ حسن بن علی بن ابراہیم بن برداد شامی (استاد ابو علی اہوازی)

تصنیف کی اس نے ایک کتاب صفات میں اگر تصنیف نہ کرتا تو بہتر تھا کیونکہ اس میں بہت سے موضوعات و فضائح کو جمع کیا ہے (میزان الاعتدال ص۲۴۹)

۱۰۳۔ حسن بن علی بن زکریا بن صالح بصری کا عرف ابو سعید عدوی م ۳۱۷ھ

کہا ابن عدی نے وضع کرتا تھا حدیثوں کو۔ کہا ابن حبان نے ایک ہزار حدیث سے زیادہ موضوع اس نے روایت کیں (میزان الاعتدال ص۲۳۸)

۱۰۴۔ حسن بن عمارہ (بجلی اسامہ کے غلام) م ۱۵۳ھ عبد ابو جعفر

شعبہ نے کہا حسن بن عمارہ کی نقل کردہ کوئی روایت تمہارے لئے بیان کرنا جائز نہیں اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے (صحیح مسلم ج۱) حدیث میں ضعیف ہے (طبقات ج۶، ۲۸۹)

۱۰۵۔ حسن بن مدرک طحان

راوی بخاری

ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ بڑا جھوٹا ہے۔ فہد بن عوف کی حدیثیں یحییٰ بن حماد کی طرف منسوب کرتا ہے (تہذیب ج۲، ۲۲۱)

۱۰۶۔ حسن بن یحییٰ خشنی

کہا ابن جوزی نے اس نے یہ حدیث وضع کی کہ حضرت نے فرمایا معاویہ سے کہ تو

آیۃ الکرسی کہ اگر کوئی اسے پڑھے گا تو اس کا ثواب ہمیشہ جیسی ملتا رہے گا

میزان الاعتدال ص ۲۲۷

۱۰۷۔ حصین بن نمیر کرنی

راوی بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ

یہ کربلا میں موجود تھا اور خونِ حسینؑ میں اس کے ہاتھ رنگین ہیں۔ بقول تاریخ صغیر بخاری ص ۸۶ ابراہیم بن مالک اشتر نے اس کو اور ابن زیاد کو آگ میں جلا دیا۔

تہذیب التہذیب ۲/۳۸۱ پر ہے کہ یہ علیؑ کو برا کہا کرتا تھا۔ حاکم کہتے ہیں اس کی حدیثیں محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہوتیں۔

۱۰۸۔ حفص بن غیاث ۱۱۵ھ ۱۹۴ھ

بڑے قابل اعتماد شخص تھے مگر تدلیس کر دیتے تھے (طبقات ۶/۲۱۳)

۱۰۹۔ حکم بن عبد اللہ بلخی (ابو مطیع)

قاضی بلخ۔ مرجیہ خیالات رکھتے تھے۔ حدیث میں ضعیف تھے (طبقات ۷/۲۸۵)

۱۱۰۔ حکم بن عبد اللہ بن خطاف (ابو سلمہ)

کہا ابو حاتم نے کذاب ہے، کہا دارقطنی نے وضع احادیث کرتا تھا۔ زہری عن ابن مسیب سے تقریباً پچاس حدیثیں روایت کیں جن کی اصل مطلق نہیں۔ (میزان الاعتدال ص ۲۳)

۱۱۱۔ حکیم بن جبیر۔ راوی صحاح ستہ

تقریب ص ۸۱ پر ہے ضعیف ہے اور شیعہ ہونے کے۔ تہذیب ۲/۴۴۵ پر ہے کہ احمد اسے ضعیف الحدیث مضطرب جانتے تھے۔ ابن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں یہ ضعیف الحدیث ہے۔ شعبہ کہتے ہیں اس کی حدیث بیان کرنے میں جہنم کا خوف ہے۔ نیز دیکھو نمبر ۶۶ محمد بن عبد اللہ لیثی۔

۱۱۲۔ حماد بن ابی سلیمان۔ [illegible]۔ کوفی

راوی بخاری

تقریب ص ۱۰۱ پر ہے حماد کوفی فقیہ ہے مگر وہمی ہے ارجاء کی طرف نسبت دی گئی ہے (یعنی مرجیہ تھا)۔ ذہبی میزان الاعتدال و رجال الصحیحین المحدث ص ۱۰ پر ہے کہ امام

اعمش اس کو ثقہ نہیں جانتے تھے۔ محدثین نے کہا ہے کہ حماد حدیث میں ضعیف تھے حدیث صحیح و غیر صحیح کو ملا دیتے تھے (طبقات ۶/۳۳۲)

۱۱۳۔ حماد بن سلمہ (ابو سلمہ)

سلمہ کی کنیت ابو صخرہ ہے۔ وہ بنو تمیم کے آزاد کردہ تھے حمید طویل کے بھانجے ہیں۔ حماد ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں بعض اوقات منکر حدیثیں بیان کر جاتے ہیں (طبقات ۷/۲۰۲)

۱۱۴۔ حمید بن ابی حمید طویل (ابو عبیدہ)

آزاد کردہ غلام۔ ابو حمید کا نام طرخان ہے۔ حمید کثیر الحدیث ہیں مگر بسا اوقات انس بن مالک سے تدلیس کرتے ہیں (طبقات ۷/۲۷۱)

۱۱۵۔ حمید بن عبد الرحمن بن عوف (کنیت ابو عبد الرحمن)

باوجودیکہ انہوں نے عمر کو نہیں دیکھا مگر کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ حضرت عمر جب تاریکی کو دیکھتے تو مغرب کی نماز پڑھتے اور اس کے بعد روزہ افطار کرتے۔ (طبقات ۵/۱۴۹)

۱۱۶۔ خارجہ بن مصعب

راوی ترمذی، ابن ماجہ

ابن عدی نے تقریب میں بھی حدیث کے مناکر و غرائب اس کے ترجمہ میں لکھے ہیں۔ (میزان الاعتدال ص ۲۹۶)۔

۱۱۷۔ خالد بن خلیفہ

راوی بخاری و مسلم

تقریب ص ۱۱۳ پر ہے کہ اس کا دعویٰ کہ اس نے عمرو بن حریث صحابی کو دیکھا تھا جھوٹا ہے یہی بات تہذیب ۳/۱۵۱ پر بھی ہے۔

۱۱۸۔ خالد بن سلمہ کوفی

راوی صحاح ستہ

تقریب ص ۱۰۹ پر ہے کہ یہ مرجیہ اور ناصبی ہے۔ تہذیب ۳/۹۹ پر ہے کہ مرجیہ ہے اور

عائشہ نے کہا کہ اس نے اولادِ مروان کو وہ اشعار پڑھ کر سنائے جن میں ہجوِ پیغمبر تھی۔

۱۱۹۔ خالد بن عبداللہ قسری

راوی بخاری۔ ابوداؤد

تہذیب ۳/۱۰۲ پر ہے کہ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ بنی امیہ کی طرف سے گورنر رہا ہے علی کو برا کہتا تھا اور عقیلی کہتے ہیں کہ اس کی حدیثوں کی متابعت نہ کی جائے۔ دول الاسلام ۱/ پر ہے کہ یہ سخی، خطیب مگر ناصبی تھا۔

۱۲۰۔ خالد بن مہران

راوی بخاری

تہذیب ۳ تہذیب میں ہے کہ ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس کی حدیث تو لکھو مگر اس سے احتجاج نہ کرو۔ کیونکہ جیسا کہ حماد بن زید نے اشارہ کیا ہے کہ آخر عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور اس وجہ سے بھی کہ وہ سلطنت کے امور میں داخل ہو گیا تھا۔

۱۲۱۔ خالد بن ولید

راوی بخاری و مسلم

مالک بن نویرہ کا قاتل اور اس کی زوجہ سے زنا کرنے والا (تقریب ص۱۱۱ رجال صحیحین ۱/۱۱۸) اسی الزام پر حضرت عمر اسے سنگساری کے قابل جانتے تھے (اسد الغابہ ۲/۹۵، ابو الفداء ۱/۱۵۸) روز فتح کہ اس نے کچھ ایسے لوگوں کو قتل کر دیا جن کا قتل جائز نہ تھا اس پر رسول نے خالد سے تبرا کیا (نیز دیکھو انوار اللغۃ ۳۔ ص۱۳۴۳، ص۱۹۴۳ الاصابہ پ ۲۶ ص۹۵) پھر جنگ حنین میں اس نے پھر یہی حرکت کی اور رسول نے پھر تنبیہ کی۔ تاریخ اسلام از شوق امرتسری ص۲۵۱)۔

۱۲۲۔ خراتی

بقول علامہ محمد طاہر گجراتی یہ جھوٹی حدیثیں گھڑتا تھا (دول اسلام ص۲۸)

خطیب بغدادی دیکھو زیر ابو نعیم"

۱۲۳۔ خلاد بن یحییٰ۔

راوی بخاری

تقریب ص۱۱۵ پر اسے مرجیہ اور تہذیب ۳/۱۷۴ پر اسے قدریہ بتایا گیا ہے۔

۱۲۴۔ داؤد بن حصین

راوی صحاح ستہ۔ موطائے امام مالک

تقریب ص۱۱۲ پر ہے کہ یہ ثقہ ہے مگر جو حدیثیں یہ عکرمہ سے روایت کرتا ہے ان کا اعتبار نہیں خارجی مذہب رکھتا تھا۔ تہذیب ۳/۱۸۲ پر ابن حبان نے بھی اسے خارجی کہا ہے۔ ساجی نے کہا اس کی حدیثیں غلط ہوتی ہیں۔ مدینی نے کہا سفیان ان کی حدیثوں سے پرہیز کرتے تھے۔ ابو زرعہ نے کہا یہ لین الحدیث ہے۔ ابو حاتم نے کہا اس کی حدیثیں قوی نہیں۔ اگر امام مالک اس سے حدیث نہ لیتے تو اس سے روایت لینی ترک کر دی جاتی۔ (تہذیب ۳/۱۸۱) بیہقی نے بھی اسے ضعیف بتایا ہے (کشف الاحوال فی نقد الرجال ۱/۱۲۹)

۱۲۵۔ داؤد بن عفان

پورے نسخہ موضوعہ کی روایت کرتا ہے۔ انس بن مالک سے جس کی ایک روایت ہے کہ ان سات پر نور کا قلم، اسرافیل، میکائیل، جبرائیل، محمد، معاویہ (میزان الاعتدال ص۳۴۴)

۱۲۶۔ داؤد بن محبر۔

راوی ابن ماجہ

یہ کذب اور سرقہ حدیث میں متہم ہے (تاریخ حدیث و محدثین ۲/۷۴)

۱۲۷۔ داؤد بن محمد بن مہذم

راوی سنن ابن ماجہ

کہا دار قطنی نے کتاب العقل کو وضع کیا میسرہ بن عبد ربہ نے اسے چرا لیا داؤد بن محبر نے اور دوسرے اسناد سے اس کی ترتیب دی۔ پھر سرقہ کیا اس کا عبدالعزیز بن رجاء نے۔ پھر سرقہ کیا اس کا سلیمان بن عیسیٰ سجزی نے (میزان الاعتدال ۱/۲۸۸)

۱۲۸ - دینار

بقول علامہ محمد طاہر گجراتی یہ جعلی حدیثیں گھڑتا تھا (دو اسلام از برق ص ۱۰۸)

۱۲۹ - ذر بن عبد اللہ

فصیح و بلیغ قصہ گو، عقیدۃً مرجیہ تھا۔ (طبقات ۶/۲۱۹)

۱۳۰ - ذوالنون مصری۔

عارف زاہد (م - ۲۴۵ھ)

اولیاء اللہ میں داخل ہیں۔ لیکن دارقطنی نے کہا اس کی حدیثیں قابل نظر ہیں۔ مصر میں ان پر کفر و زندقہ کا حکم بھی لگایا گیا (میزان ۱/۲۹۲)

۱۳۱ - راشد بن سعد مقرائی

راوی بخاری

دارقطنی، ابن حزم نے کہا یہ ضعیف ہے (تہذیب ۳/۲۲۶) جنگ صفین میں یہ معاویہ کے ساتھ تھا۔

۱۳۲ - رافع بن خدیج

راوی بخاری و مسلم

کامل ابن اثیر ۳/۹۸ پر ہے کہ یہ عثمانی تھا۔ اس نے علی کی بیعت سے انکار کیا۔ (تذکرہ خواص الامۃ ص ۳۴)

۱۳۳ - ربیع بن صبیح (ابو حفص)

حدیث میں ضعیف ہیں لوگ آپ سے راوی ہیں مگر عفان نے آپ کو چھوڑ دیا ہے (طبقات ابن سعد ۷/۳۰)

۱۳۴ - ربیع بن محمود ماردینی

۵۹۹ھ میں مدعی ہوا کہ میں صحابی رسول ہوں۔ علامہ ذہبی اسے دجال مفتری لکھتے ہیں (میزان ۱/۲۹۸)

۱۳۵ - رتن ہندی (م - ۶۳۲ھ)

شیخ دجال۔ ۶۰۰ھ میں مدعی صحبت رسول ہوا۔ جب علامہ ذہبی نے اس کی روایت کو جھوٹا قرار دیا تو قاموس کے مصنف علامہ مجد الدین فیروزآبادی (م - ۸۱۲ھ) کو اسی قدر صدمہ پہنچا کہ انہوں نے علامہ ذہبی سے تمام تعلقات توڑ لئے۔ بابا رتن ۳ سو حدیثوں کے راوی ہیں (دو اسلام از برق ص ۱۹۱ نیز دیکھو زیر موسیٰ بن علی بن بندار)

۱۳۶ - روح بن عبادہ قیسی

حافظ مشہور۔ ابن عدی سے روایت ہے کہ روح کی ایک لاکھ حدیثوں میں سے دس ہزار میں نے لکھیں۔ بارہ آدمیوں نے ان پر اعتراض کیا۔ ابوداؤد کا بیان ہے کہ قواریری نے اس کی نو سو حدیثوں سے انکار کیا جسے وہ امام مالک سے روایت کرتا ہے (میزان ۱/۳۴۵)

۱۳۷ - روح بن خطیف

راوی مندرجہ ذیل دو احادیث:۔

۱۔ عید الفطر کے دن راستوں پر فرشتے کھڑے ہوتے ہیں اور ندا کرتے ہیں اے گروہ اسلام پروردگار رحیم کی طرف آؤ۔۔۔ الخ

۲۔ حدیث الدم قدر الدرہم یعنی بقدر درہم خون نکلنے سے دوبارہ نماز پڑھنی ضروری ہے پہلی نماز فاسد ہو جاتی ہے (عن ابو ہریرہ) بخاری نے اس حدیث کو اپنی تاریخ میں بیان کیا مگر علماء کے نزدیک یہ حدیث غلط اور موضوع ہے۔ (نووی)

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے حدیث الدم کے راوی روح بن خطیف کو دیکھا اور ان کے پاس حلقہ میں بیٹھا بھی لیکن چونکہ ان کی حدیث ناقابل قبول سمجھی جاتی تھی اس لئے اس کے ساتھ بیٹھنے سے مجھے اپنے ساتھیوں سے شرم معلوم ہوتی تھی (شرح صحیح مسلم ۱/۱۴ ۔ ۱۱)

۱۳۸ - زبیر بن بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام

راوی بابت عقد ثانی ام کلثوم بنت علی و سکینہ بنت حسین

یہ دراصل احادیث اور دشمن اہل بیت ہے (میزان الاعتدال ذہبی ۱/۳۴۸) تاریخ کامل

ابن اثیر ۶/۱۴۶ میں ہے کہ یہ علویوں کی ہجو کیا کرتا تھا چنانچہ لکھا ہے کہ "احمد بن سلیمان بن ابی شیخ نے کہا کہ عبید بن بکار علویوں سے بھاگ کر وارد عراق ہوا کیونکہ زبیر علویوں کو برا بھلا کہتا تھا اور گالی دیتا تھا جس پر انہوں نے اسے دھمکایا کہ تجھے قتل کر دیں گے اس نے آکر اپنے چچا مصعب بن عبد اللہ سے کہا کہ میرا حال معتصم باللہ خلیفہ تک پہنچا دو۔ جب دیکھا کہ اس کا چچا ادھر توجہ نہیں دیتا بلکہ ناراض ہے اور ملامت کرتا ہے تو احمد بن سلیمان سے شکایت کی کہ چچا کو راضی کر دو میرے بارے میں۔ احمد نے اس کے چچا سے شکایت کی کہ زبیر بن بکار کے حال پر کیوں توجہ نہیں کرتے۔ اس نے جواب دیا کہ زبیر میں جہالت ہے اور شرارت کرتا ہے تم اس کو سمجھاؤ کہ وہ علویوں کو راضی و خوشنود کرے میں کس طرح علویوں کی برائی اس کے (خلیفہ معتصم باللہ کے) سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ تم بھی زبیر کو سمجھاؤ کہ وہ علویوں کی ہجو اور مذمت کرنے سے باز آئے (تاریخ کامل ابن اثیر ۶/۱۴۶)

۱۳۹۔ زبیر بن عوام

راوی بخاری

جنگ جمل میں عائشہ کے ساتھ تھے بعد کو کنارہ کش ہو گئے مگر عمرو بن جرموز کے ہاتھوں مارے گئے حقد فریدہ ۳ پر ان کو قاتل عثمان میں بتایا گیا ہے۔ تذکرہ خواص الامۃ میں ہے کہ حوأب پر جب کتے بھونکے تذکرہ خواص الامۃ اور عائشہ حدیث رسول کو یاد کر کے واپس ہونے لگیں تو طلحہ و زبیر نے کہا یہ حوأب نہیں ہے اور پچاس آدمیوں سے گواہی دلوائی۔ اس کا تذکرہ ص ۳۹ پر ہے کہ امام شعبی کہتے ہیں کہ یہ پہلی جھوٹی گواہی ہے جو اسلام میں دی گئی۔

۱۴۰۔ زرعہ بن عبد الرحمن کوفی

راوی ابو داؤد

روضۃ الندیہ ص ۱۱۵ پر ہے کہ زرعہ نے یوم کربلا ایک تیر مار کر امام حسین کے تالو کو زخمی کیا تھا۔

۱۴۱۔ زفر بن ہذیل (ابو الہذیل)

انہوں نے حدیث سنی مگر ان پر رائے کا غلبہ ہو گیا۔ زفر علم حدیث میں کوئی شے نہیں (طبقات ۶/۱۴۳)

زمخشری (صاحب تفسیر کشاف) دیکھو زیر عبد الرحمن بن کیسان الاصم

زنجی۔ دیکھو مسلم بن خالد

زہری۔ دیکھو محمد بن مسلم

۱۴۲۔ زیاد بن عبد اللہ۔ بکائی

محدث۔ راوی بخاری و مسلم (انسائیکلو پیڈیا پیسہ اخبار لاہور)

ابن ہشام نے ابن اسحاق کی کتاب کو زیاد بکائی کے واسطے سے نقل کیا۔ بکائی اگرچہ مرتبہ کے شخص ہیں تاہم محدثین کے اعلیٰ معیار سے فروتر ہیں۔ ابن مدینی (بخاری کے استاد) کہتے ہیں بکائی ضعیف ہے اور میں نے اسے ترک کر دیا۔ ابو حاتم کہتے ہیں وہ استناد کے قابل نہیں۔ نسائی کہتے ہیں وہ ضعیف ہے سیرۃ النبی شبلی ۱/۴۴

۱۴۳۔ زیاد بن عبد اللہ عامری م ۱۸۳ ھ در کوفہ

ترمذی نے وکیع سے نقل کیا ہے کہ یہ جھوٹا ہے (امام الصادق ص ۹۲) محدثین کے نزدیک یہ ضعیف ہیں حالانکہ ان سے حدیثیں لی گئی ہیں (طبقات ۶/۱۴۱۹)

۱۴۴۔ زیاد بن علاقہ

راوی صحاح ستہ

تقریب ص ۱۳۳ پر ہے کہ یہ ناجی ہے۔ تہذیب ۳/۳۸۱ پر بھی اسے اہلبیت سے منحرف بتایا ہے۔

۱۴۵۔ زیاد بن سیمول

کہا ابو داؤد نے خود اس نے مجھ سے اقرار کیا کہ میں نے یہ حدیثیں وضع کی ہیں میزان ۱/۳۴۰

۱۴۶۔ زید بن ارقم

راوی صحاح ستہ

یہ غدیر کی روایت کو چھپا گئے اور علی کی بددعا سے نابینا ہو گئے (سیرۃ حلبیہ ۳/۲۹۴ شواہد النبوۃ از جامی صفحہ ۱۶۸ - مناقب المرتضیٰ از محمد علی کاکوروی صفحہ ۲۰۹)
تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۹۱ پر ہے کہ بغض از اہل بیت و امیر المومنین تا صحت روایت ہے۔

(م ۔ ۶۶۴)

۱۴۷۔ زید بن ثابت

راوی بخاری و مسلم۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ عمر زید بن ثابت کے متعلق کہتے تھے کہ زید تم آج کے دن تک ہمیشہ ظالم و جابر رہے (منقول از استقصا ۲/۶۲ طبع اول از محمدی پریس۔
شرح مسلم از نووی ۱/۱۳۳ پر ہے کہ عمر بن خطاب، ابن عمر اور زید بن ثابت کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے۔

۱۴۸۔ زید بن حارث بدری

راوی صحاح ستہ

قاتلان امام حسین سے ہے۔ کربلا میں امام حسین نے جو خطبہ دیا تھا اس میں ہے کہ یہ بھی امام کو خط لکھ کر بلانے والوں میں سے تھا (ابن خلدون ۵/۱۱۲ کامل ابن اثیر ۴/۲۴)

۱۴۹۔ زید بن حسن بن امیرک حسینی

وضع کیں اس نے چالیس حدیثیں (میزان ۱/۳۶۴)

۱۵۰۔ زید بن رفاعہ ہاشمی (ابوالخیر)

کہا ابن جوزی نے کذاب وضاع دجال تھا۔ وضع حدیث میں مشہور و معروف تھا چالیس وضعی حدیثیں اس کی سرقہ کیں ابن ودعان نے میزان ۱/۳۶۴ - دیکھو ابو نصر بن ودعان

۱۵۱۔ زید بن عبداللہ بن مسعود ہاشمی (ابوالقاسم)

متہم ہے بوضع چالیس حدیث کے آداب میں (میزان ۱/۳۶۵)

۱۵۲۔ زید بن عیاش

راوی ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ

امام ابوحنیفہ نے کہا زید کی حدیثیں قبول نہیں کی جا سکتیں۔ اور امام اہل حدیث نے ان کے اس طعن کو پسند کیا۔ (ہدایہ صفحہ ۳۷ نولکشور)

۱۵۳۔ سالم بن ابی جعد۔ کوفی

راوی بخاری و مسلم

طبقات المدلسین صفحہ ۳۲ میں ذہبی سے روایت ہے کہ یہ تدلیس کیا کرتا تھا تہذیب ۳/۴۳۲ میں ہے کہ سالم ثوبان سے روایت کرتا ہے مگر وہ ان تک نہیں پہنچا۔

۱۵۴۔ سالم بن علاء

راوی حدیث اقتدوا باللذین من بعدی ابوبکر و عمر
ابن معین اور نسائی نے ضعیف کہا (فلک النجاۃ ۲/۸ بحوالہ میزان) دیکھو حسن بن صباح و عبدالمنعم بن بشیر سامری دیکھو ابراہیم بن عباس (ابو اسحاق)

۱۵۵۔ سعد بن ابی وقاص

راوی بخاری

قتل عثمان میں شریک تھے (ملل و النحل شہرستانی برحاشیہ ملل و النحل ابن حزم)
اس نے عثمان کے بعد علی کی بیعت نہیں کی (طبری ۵/۱۵۵ - عقد فرید ۳/۲۹۴ - تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۳۲) حالانکہ انہوں نے یزید کی بیعت کر لی تھی (تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۳۲)

۱۵۶۔ سعد بن طریف۔ اسکاف حنظلی

کہا ابن حبان نے یہ وضع کرتا تھا حدیث فی الفور (میزان ۱/۳۶۳)۔

۱۵۷۔ سعید بن ابی عروبہ

راوی بخاری و مسلم

میزان الاعتدال ۱/۳۸۷ میں ہے کہ یہ آخر عمر میں بہکنے لگا تھا۔ قدریہ مذہب رکھتا تھا تہذیب ۴/۶۵ پر بھی یہی لکھا ہے اور صفحہ ۶۶ پر ہے کہ یہ ان سے روایت کرتا ہے جن سے اس نے روایت

کرتے نہیں سنا۔ (یعنی مدلس ہے۔ ناقل) نیز دیکھو طبقات ۶/۲۹۲۔

۱۵۸۔ سعید بن ابی عمران (ابوالبختری طائی)

کثیر الحدیث۔ درمیان میں کوئی نہ کوئی راوی چھوڑ دیتا ہے وہ صحابہ سے روایت کرتا ہے مگر اس نے کسی صحابی سے نہیں سنا۔ طبقات ۶/۲۷۹

۱۵۹۔ سعید بن داؤد بن ابی زبیر

راوی بخاری

تہذیب ۴/۴۴ پر ہے کہ خطیب اس کی روایتوں کو جھوٹا کہتا ہے ابن مدینی نے بھی اس کی تضعیف کی ہے عبداللہ بن نافع الصائغ نے اسے جھوٹا کہا۔

۱۶۰۔ سعید بن عاص۔ اموی

راوی بخاری و مسلم

قتل عثمان میں یہ بھی شریک تھے (طبری ۵/۱۴۲)۔

قبر رسولؐ کے پاس امام حسنؑ کے دفن کئے جانے میں یہ بھی مانع ہوا تھا۔ (اتحاف بحب الاشراف ص ۳۹)

۱۶۱۔ سعید بن عبدالرحمٰن۔ قاضی

راوی بخاری و مسلم

تقریب ص ۱۲۶ پر ہے کہ ابن حبان نے اسے ضعیف کہا ہے یہ ثقات کی زبانی جھوٹی باتیں نقل کرتا ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں اس کی روایتوں سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا۔

۱۶۲۔ سعید بن عروبہ۔ (غالباً سعید بن ابی عروبہ ہے)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یہ حکم بن عتبہ سے روایت کرتا ہے حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں سنا۔ (یعنی سعید مدلس ہے) یہی راوی حماد، عمرو بن دینار، ہشام بن عروہ، اسماعیل بن خالد، عبداللہ بن عمر، ابوبشر، زید بن اسلم، اور ابوالزناد سے روایت کرتا ہے حالانکہ اس نے کوئی حدیث ان حضرات سے نہیں سنی۔ یزید بن ہارون کہتے ہیں کوفہ آیا میں نے ثوری، مسعر بن کدام اور شریک کے سب کو تدلیس کرتے ہوئے دیکھا۔ (تاریخ حدیث و محدثین ۲۳۲)

۱۶۳۔ سعید بن فیروز (ابوالبختری)

راوی بخاری و مسلم

موضوعات کبیر سید علی قاری ص ۱۰۳ حیات الحیوان دمیری جلد اول میں ہے کہ اس نے ہارون رشید کی خوشامد میں حدیث بیان کر دی کہ رسول اللہ کبوتر اڑایا کرتے تھے اس کے بعد علامہ دمیری کہتے ہیں کہ ہمارے علماء نے اس حدیث متذکرہ و دیگر موضوعات کی وجہ سے اس سے حدیث لینا ترک کر دیا ہے

۱۶۴۔ سعید بن مرزبان۔ اعور۔ کوفی

راوی بخاری

تہذیب ۴/۷۹ پر ہے کہ ابن معین نے کہا یہ غیر معتبر ہے۔ عمرو بن علی کہتے ہیں یہ ضعیف متروک الحدیث ہے ابو زرعہ کہتے ہیں اس کی حدیث منکر ہوتی ہے یہ غلط بیانی بھی کرتا تھا۔ یحییٰ اسے ضعیف بتاتے ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں اس کو وہم بہت ہوتا ہے اور فاحش غلطی کرتا ہے۔

۱۶۵۔ سعید بن مسیب — عمر ۱۵۔۹۲ھ (تاریخ حدیث و محدثین)

ابوہریرہ

سعید سے جب امام زین العابدین کی نماز جنازہ پڑھنے کو کہا گیا تو اس نے جواب دیا کہ مجھے مسجد میں دو رکعت پڑھنا اس مرد صالح کے پاس مکان صالح میں حاضر ہونے سے زیادہ پسند ہے۔ بخلاف اس کے سلیمان بن یسار نے امام کی نماز جنازہ پڑھی اور کہا کہ مجھے جنازہ میں حاضر ہونا نفل نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے (طبقات ۵/۱۴۵) سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ میں نے منبر پر عمر سے سنا کہ مجھے جو شخص معلوم ہوگا کہ اس نے جماع کر کے غسل نہیں کیا خواہ اسے انزال ہوا یا نہ ہو تو میں اسے سزا دوں گا۔ اس پر ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے عمر کو پایا ہے انہوں نے کہا نہیں (یعنی تدلیس ہے) طبقات ۵/۱۲۸ ان کی اکثر روایات کی سند ابوہریرہ سے ہے جن کے وہ داماد تھے۔ طبقات ۵/۱۲۹۔

۱۶۶ - سعید بن جبیرہ

راوی خطبہ قس بن ساعدہ

ابن حبان نے کہا ثقہ لوگوں سے جھوٹی حدیثیں روایت کرتا تھا۔ یا تو وہ خود حدیثیں تصنیف کرتا تھا یا لوگ اس کیلئے بنا دیتے تھے۔ سیرۃ الحلبی ۱/۱۹۵۔

۱۶۷ - سفیان بن سعید ثوری (المعروف بہ سفیان ثوری) م شعبان ۱۶۱ھ در بصرہ۔

راوی بخاری

تقریب صفحہ ۱۵۱ پر ہے کہ کبھی کبھی سفیان ثوری تدلیس (غلط بیانی) کرتے تھے۔ تہذیب ۴/۱۱۵ پر بھی ان کی تدلیس کا ایک واقعہ عبداللہ بن مبارک سے منقول ہے۔

عقد فرید ۳/۲۴۴ پر ہے کہ یہ نبیذ پیتے تھے۔ ابن حجر مکی قرات الاحداق ۲/۲ میں کہتے ہیں کہ نبیذ کے جائز ہونے کا کوئی قائل نہیں۔ مجمع البحار شیخ محمد طاہر حنفی اور فوائد المجموعہ محمد بن علی شوکانی میں ہے کہ حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبدالرحمان عرف ابوشحمہ کو بہ سبب نبیذ پینے کے حد ماری تھی۔

فصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ ۲۲۵ پر ہے کہ امام جعفر صادق نے ان کو دربار داری سلاطین کی وجہ سے اپنے پاس سے نکال دیا تھا۔ طبقات شعرانی صفحہ ۲۵ ج ۵۹ پر ہے کہ اس نے امام جعفر صادق کے جبہ خز پہننے پر اعتراض کیا تھا حالانکہ خود جبہ کے اندر ملائم ریشم کا لباس پہنے ہوا تھا۔

یہ ضعیف راویوں سے حدیث لیتے ہیں (طبقات ۶/۲۶۹ - ۶/۲۷۱ - ۶/۲۵۹)۔

حدیث کے امیر المومنین ہیں مگر تدلیس کرتے ہیں (تاریخ حدیث و محدثین ۲/۴)

۱۶۸ - سفیان بن عیینہ (المعروف بہ ابن عیینہ)

تدلیس فی الحدیث کرتے تھے اور تدلیس کرتے وقت ثقہ راوی کا حوالہ دے دیتے تھے (تاریخ حدیث و محدثین ۲/۴)

۱۶۹ - سلیمان بن داؤد (المعروف بہ ابو داؤد طیالسی) م ۲۰۳ھ در بصرہ عمر ۹۲ سال

کثیر الحدیث اور ثقہ ہیں۔ بسا اوقات غلطی کر جاتے ہیں (طبقات ۷/۲۱۸)

۱۷۰ - سلیمان بن زید محاربی

راوی بخاری

تقریب صفحہ ۱۵۰ پر ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ تہذیب ۴/۱۹۳ پر ہے کہ ابن معین اسے غیر معتبر کہتے ہیں۔ اس کی حدیث ایک پیسہ کی بھی نہیں۔ امام نسائی بھی غیر معتبر کہتے ہیں۔

۱۷۱ - سلیمان بن طرخان۔ تیمی

راوی بخاری

تقریب صفحہ ۱۵۰، تہذیب ۴/۲۰۲ میں ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ مدلس (غلط گو) ہے بقول یحییٰ بن معین تدلیس کرنے والے کا خون حلال ہے (تہذیب ۴/۱۶۴)

۱۷۲ - سلیمان بن عثمان فوزی

خود میزان میں اس کی چار یا پانچ حدیثیں اس کے موضوعات سے لکھی ہوئی ہیں۔ ابو زرعہ نے کہا منکرۃ الاحادیث منزلۃ موضوعۃ" (میزان ۱/۴۲۴)

۱۷۳ - سلیمان بن عمر (ابو داؤد نخعی)

کذاب مشہور ہے۔ بڑا عابد و زاہد تھا اور نہایت مرد صالح تھا ظاہر میں مگر بڑا وضاع تھا (میزان ۱/۴۱۴ - علامہ ابن جوزی نے سخت وضاع کہا ہے خود اسلام صفحہ ۳)

۱۷۴ - سلیمان بن عیسیٰ بن نجیح سجزی

کہا جوزجانی نے کذاب معروف ہے کہا ابن عدی نے یہ وضع کرتا تھا حدیث کو۔ اس کی تصنیف ایک کتاب تفضیل العقل ہے دو جز میں۔ یہ راوی ہے اس حدیث کا ان اللہ یحب اربع ابوبکر، عمر، عثمان و علی (نیز دیکھو داؤد بن محبر ابن حجر)

۱۷۵ - سلیمان بن مہران (المعروف بہ اعمش)

راوی صحاح ستہ

تقریب صفحہ ۱۶۰ پر ہے کہ یہ تدلیس کرتے تھے۔ تہذیب ۴/۲۲۴ پر بھی ان کو مدلس کہا گیا ہے۔

عقد فرید ۳/۲۴۴ میں ان کو نبیذ خوار کہا گیا ہے۔ یہ تدلیس کرتے تھے (تاریخ حدیث و محدثین ۲/۴)

۱۷۶۔ سمرہ بن جندب

راوی صحاح ستہ

ابو حنیفہ اپنی رائے اس پر مقدم رکھتے تھے (دیکھو زیر انس بن مالک) نصائح کافیہ علامہ ابو بکر شہاب صفحہ ۵۱، نقل اکبر صفحہ ۱۲، فلک النجاۃ ۱/۲۹۰ حاشیہ پر ہے کہ معاویہ نے سمرہ بن جندب سے کہا میں تجھ کو ایک لاکھ درہم انعام دیتا ہوں تم صرف اتنا کرو کہ لوگوں سے بیان کرتے رہو کہ قرآن کی آیت (ومن الناس من یعجبک) علی کی شان میں نازل ہوئی اور آیت (ومن الناس من یشری نفسہ) علی کے قاتل عبدالرحمان بن ملجم کی شان میں نازل ہوئی مگر سمرہ نے اس کو منظور نہیں کیا۔ تب معاویہ نے کہا دو لاکھ دیتا ہوں اس پر بھی سمرہ نے انکار کیا تب معاویہ نے کہا چار لاکھ درہم لے لو مگر اس مضمون کی روایت ضرور کر دو آخر سمرہ بن جندب نے منظور کیا اور اس بات کی حدیث گھڑ دی۔

طبری ۶/۱۲۲ پر ہے کہ ایک دفعہ زیاد نے بصرہ میں اپنا قائم مقام بنایا تو اس نے ۸ ہزار بے گناہوں کو قتل کرا دیا۔ کسی نے کہا تو ڈرتا نہیں ہے بولا اتنے اور دوگنے قتل کرتا تب بھی نہ ڈرتا اسی صفحہ پر ہے کہ بقول ابو سوار عدوی ایک دن صبح سمرہ نے ۴۷ آدمیوں کو قتل کیا جنہوں نے قرآن جمع کیا تھا۔ یہ کربلا میں امام حسین سے لڑنے ابن زیاد کی فوج میں ایک افسر بن کر آیا تھا۔
(شرح ابن ابی الحدید ۱/۳۶۳)

۱۷۷۔ سوید بن ابراہیم۔ بصری۔ عطار (ابو حاتم)

ابن عدی نے اس کے ترجمہ میں چودہ حدیثیں لکھی ہیں۔ پھر کہا بعضہا لا یتابع علیہا احد اور ابن حبان نے کہا فاسق یروی الموضوعات (میزان ۱/۴۲۰)

۱۷۸۔ سوید بن سعید حدثانی

راوی بخاری

تقریب صفحہ ۱۵۱ پر ہے کہ یہ کبھی کبھی تدلیس کرتا ہے۔ تہذیب ۴/۲۷۲ پر ہے کہ ابو بکر اسماعیلی کہتے ہیں کہ بسبب تدلیس میرے دل میں سوید کی طرف سے بدگمانی ہے۔ نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۷۵ پر ہے کہ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ اگر میرے پاس نیزہ اور گھوڑا ہوتا تو میں

سوید سے لڑتا۔

۱۷۹۔ سیف بن عمر۔ تمیمی۔ برجمی۔ کوفی — م - ۱۰۲ھ

راوی ترمذی۔ ابن سبا۔ مصنف الفتوح والردہ والجمل والمسیر عائشہ

بے شمار گمنام اور مجہول الحال لوگوں سے روایت کرتا ہے اس کی حدیثیں بہت ضعیف ہیں اور وہ کچھ نہیں۔ متروک ہے۔ حدیثیں گھڑتا تھا۔ ساقط الروایہ ہے۔ معتبر اور ثقہ لوگوں سے منسوب کرکے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے۔ اس کی زیادہ حدیثیں منکر ہیں اور وضع اور زندقہ کے ساتھ متہم ہے (فہرست ابن ندیم صفحہ ۱۳۷۔ میزان الاعتدال ۱/۴۳۸۔ تہذیب التہذیب ۴/۲۹۵ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۲۵ھ) سیف بن عمر ضعیف متروک غیر ثقہ اور بد دین تھا۔ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ (حقیقت خلافت و ملوکیت از محمود احمد عباسی صفحہ ۱۷۷)۔

علامہ سیوطی نے لآلی فی الاحادیث موضوعہ میں ایک حدیث بطور تذکرہ اس سیف بن عمر کی لکھ کر بیان کیا کہ "یہ حدیث موضوع ہے اس کے سلسلہ اسناد میں سب ہی ضعیف ہیں اور سب سے زیادہ ضعیف خود سیف ہے"۔

۱۸۰۔ سیف بن محمد۔ کوفی

خواہر زادہ سفیان ثوری کا ہے۔ کذاب، خبیث۔ کاہن تھا۔ (میزان ۱/۴۳۲)

۱۸۱۔ شداد بن اوس بن ثابت — م ۵۸ھ بعہد معاویہ

حسان بن ثابت (شاعر رسول) کے بھتیجے ہیں۔ کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں (طبقات
نیز دیکھو کعب الاحبار

۱۸۲۔ شرجیل بن سعد

یہ شخص متہم فی الحدیث تھا۔ صحیح مسلم ۱/۱۵ ان سے حدیثیں مروی ہیں مگر ان سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ (طبقات ۵/۲۹)

۱۸۳۔ شریح۔ قاضی

راوی بخاری، ابوداؤد، نسائی

شرح ابن ابی الحدید ۱/۳۸ میں ابو نعیم اصفہانی سے مروی ہے کہ تین آدمی کبھی علی پر ایمان نہ لائیں گے مسروق، مرہ، قاضی شریح۔ اخبار الطوال صفحہ ۲۳۱ پر ہے کہ جب ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کو قتل کرنے کا حکم دیا تو بنی مذحج جمع ہو گئے ابن زیاد ڈرا اور قاضی شریح کے ذریعہ بنی مذحج کو غلط بیانی کرکے مطمئن کر دیا۔

۱۸۴۔ شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ — م ۱۷۷ھ بعہد ہارون

ثقہ کثیر الحدیث۔ صحیح احادیث کے ساتھ غلط احادیث بھی روایت کر دیتے تھے۔ طبقات ۶/۲۰۲

۱۸۵۔ شعبہ (عبداللہ بن عباس کے غلام) م۔ بعہد ہشام اموی

ان کی بہت سی احادیث ہیں مگر ان سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ طبقات ۵/۲۸۱ یہ ضعفاء سے روایت کرتے ہیں (طبقات ۶/۲۴۳)۔ مالک بن انس نے ان سے روایت نہیں کی (طبقات ۵/۲۸۱) نیز دیکھو زیر محمد بن عبدالرحمن۔

شعبی ۔ دیکھو عامر بن شراحیل

۱۸۶۔ شقیق بن سلمہ اسدی - جنبہ

راوی بخاری و مسلم

شرح ابن ابی الحدید (۱) صفحہ ۱۸ جز ۴ میں ہے کہ یہ عثمانی تھا۔ علی کا مخالف اور معاند ہے عبدالرحمن سلمی بیان کرتے ہیں شقیق سے کلی طور پر احتیاط رکھو اس لئے کہ یہ شقیق خوارج کے عقائد کو درست جانتا تھا (صحیح مسلم ۱/۱۴)

۱۸۷۔ شمر بن ذی الجوشن

راوی بخاری و مسلم

مشہور قاتل امام حسین ہے علامہ ذہبی اس کو نا قابل روایت سمجھتے ہیں (میزان الاعتدال ۱/۴۴۹)

۱۸۸۔ شیبان بن فروخ حبطی

راوی مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی

تقریب صفحہ ۱۶۱ پر ہے کہ یہ وہمی اور قدریہ تھا۔ میزان ۲/۱۳۰ پر ہے کہ شیبان کے پاس ۲۵ ہزار حدیثیں ایسی ہیں جو نہیں مل گئیں۔

۱۸۹۔ شبث بن ربعی

راوی ابوداؤد۔ نسائی

تقریب صفحہ ۱۴۳ پر ہے کہ یہ قتل عثمان میں شریک تھا پھر علی کے ساتھ رہا پھر خارجی ہو گیا پھر توبہ کی۔ پھر قتل حسین کیلئے کربلا میں ابن زیاد کی فوج میں موجود رہا۔ نیز یہی تہذیب ۴/۳۰۳ پر بھی ہے۔

۱۹۰۔ صالح مری

حماد نے کہا صالح مری جھوٹا ہے۔ ہمام نے بھی کہا صالح جھوٹا ہے (صحیح مسلم ۱/۱۴) سفیان ثوری کہتے ہیں کہ یہ رو رو کر قصہ گوئی کرتے گویا آپ ان کو پسند نہیں فرماتے تھے طبقات ۷/۳۰۶

۱۹۱۔ صخر بن حرب اموی (المعروف بہ ابوسفیان اموی)

راوی بخاری

باتفاق مفسرین یہ شجرہ ملعونہ میں سے ہے جس پر قرآن میں لعنت وارد ہوئی ہے اور (تفسیر الفاظ القرآن ابن خضیر برحاشیہ تاریخ کامل ۸/۹۹ طبع مصر)۔

خود پیغمبر نے اس پر اس کے بیٹوں پر لعنت کی ہے (نصائح کافیہ صفحہ ۲۱۹۔ تطہیر الجنان برحاشیہ صواعق محرقہ۔ تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی۔ ثمرات الاوراق ۱/۳۴)

تاریخ خضری ۲/۹۹ طبع مصر میں ہے کہ معاویہ اور اس کا باپ ابوسفیان ہمیشہ خدا اور رسول کے دشمن رہے اور بکراہت مسلمان ہوئے۔

۱۹۲۔ ضحاک بن مزاحم

مفسر قرآن

یہ دو سال اپنی ماں کے پیٹ میں رہا پھر پیدا ہوا۔ (طبقات ۶

۱۹۳۔ ضرار بن صرد۔ تیمی

راوی بخاری

یحییٰ بن معین کہتے ہیں کوفہ میں دو بڑے جھوٹے ہیں ایک ابو نعیم نخعی اور دوسرے ضرار بن صرد تیمی۔ خود امام بخاری نے اور نسائی نے اسے متروک الحدیث قرار دیا۔ دارقطنی نے اس کو ضعیف کہا (تہذیب ۴/۴۵۹)

طبری (مورخ) دیکھو محمد بن جریر بن یزید طبری

۱۹۴۔ طلحہ بن زید رقی

کہا جاتا ہے کہ قریشی تھا اس کی موضوعات میں یہ روایت زیادہ مشہور ہے۔ ان رسول اللہ قال لعن المتصدق فی الدنیا ولی فی الاخرۃ۔
کہا علی بن مدینی نے طلحہ وضعی حدیثیں بناتا اور کہا صالح جزرہ نے نہ لکھی جائے اس کی حدیث (میزان ۱/۴۲۸)

۱۹۵۔ طلحہ بن عبداللہ۔ تیمی۔ قریشی

راوی بخاری

قتل عثمان میں شریک تھے (کامل ابن اثیر ۳/۱۴۴) جنگ جمل کے دوران مروان نے پہچان کر تیر سے ہلاک کر دیا کہ میں نے قتل عثمان کا بدلہ لے لیا حالانکہ دونوں ایک ہی لشکر میں عائشہ کے ساتھ تھے۔ (ابو الفداء ۱/۱۷۵ ۔ عقد فرید ۳/۸۶ ۔ تہذیب ۵/۲۲)

۱۹۶۔ طلق بن حبیب

راوی بخاری و مسلم

فرقہ مرجیہ میں سے ہے (تقریب ص۱۸۲ ۔ طبقات ۷/۲۲۵) سعید بن جبیر نے حماد بن زید سے کہا کہ تم طلق بن حبیب کے پاس نہ بیٹھا کرو۔ حماد کہتے ہیں کہ طلق فرقہ مرجیہ تھا (تہذیب ۵/۳۱ ۔ طبقات ۷/۲۲۹)

۱۹۷۔ عائشہ بنت ابی بکر

راوی بخاری و مسلم

معاویہ نے تو صرف ایک ہی خلیفہ راشد (علی) کے خلاف بغاوت کی تھی وہ بھی مسلمانوں اور حکومت اسلامیہ پر اقتدار حاصل کرنے کی لالچ میں۔ مگر عائشہ نے دو خلفائے راشدین (عثمان و علی) کے خلاف بغاوت کی۔ عثمان پر تو قتل کا فتویٰ صادر کیا۔ ان کو کافر، منحوس و طاغی اور نعثل یہودی کہا (دیکھو اعثم کوفی) امام حسن کو قبر رسول کے پاس دفن ہونے کی اجازت دے کر مکر گئیں اور ان کے دفن میں مانع ہوئیں (اعثم کوفی وغیرہ)

۱۹۸۔ عاصم بن علی بن عاصم　　م۔ رجب ۲۲۱ھ

راوی بخاری

کشف الاحوال فی نقد الرجال ص۵۵ پر ہے یہ کچھ نہیں (یعنی ناقابل اعتبار ہے) تہذیب جلد ۵ ص۵۰ پر ہے کہا ابن معین نے یہ ضعیف ہے۔ ناقابل اعتبار ہے ثقہ نہیں ہے۔ کذاب ابن کذاب ہے۔ نسائی اسے ضعیف کہتے ہیں۔ حدیث میں معروف نہیں ہیں روایات میں بہت غلطیاں کرتے ہیں (طبقات ۷/۳۳۵)

۱۹۹۔ عامر بن ابو موسیٰ اشعری (المعروف بہ ابو بردہ اشعری)

راوی بخاری، مسلم، نسائی

یہ علی کو کافر کہا کرتا تھا (شرح ابن ابی الحدید ۱ جزء ۴ ص۳) اس نے عمار یاسر کے قاتل کا ہاتھ چوما اور کہا کہ جہنم کی آگ تیرے ہاتھوں کو نہیں جلا سکتی (ر۔ ۰) ابو بردہ کے روایاتی حالات زندگی میں تعلق معلومات کا فقدان نظر آتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ خواہش کارفرما نظر آتی ہے کہ ان کے نام کو پہلی صدی ہجری کے فقہ اسلامی عدلیہ کے رائج الوقت نظام کی تصویر میں کسی نہ کسی طرح بٹھا دیا جائے۔ ایک اور روایت سے غرض یہ ہے کہ ابو بردہ کے والد ابو موسیٰ اشعری کو معاذ بن جبل کے مقابلہ میں بڑھایا جائے　ابو بردہ کی شہرت ابو حاتم رازی کے وقت تک مجہول تام ہو چکی تھی اور اس کے بعد یہ شہرت برابر ترقی کرتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ ان شیوخ کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا جن سے وہ روایت کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ابن حجر نے ابن سعد کی طرف یہ قول منسوب کر دیا کہ ابو بردہ ثقہ اور بہت سی روایات کا راوی ہے حالانکہ ابن سعد نے اس قسم کا کوئی بیان نہیں دیا تھا (اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام طبع

پنجاب یونیورسٹی ۲/۹۵)

۲۰۰ - عامر بن شراحیل (المعروف بہ شعبی)　عمر ۱۹ - ۱۰۳ھ

راوی بخاری و مسلم

فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۳۲۵ پر ان کی شراب خواری کا تذکرہ ہے۔

حیاۃ الحیوان دمیری ج ۲ صفحہ ۱۴۹ پر ان کی شطرنج بازی کا تذکرہ ہے۔ امام بیہقی نے ان کو جوا کھیلنے والوں کی فہرست میں لکھا ہے۔ ضعفاء سے روایت کرتے رہے (طبقات ۶/۲۸۲) آپ روایت میں الفاظ کی پابندی ضروری نہیں سمجھتے تھے (طبقات ۶/۲۷۱)

۲۰۱ - عباد بن کثیر

عبداللہ بن مبارک نے سفیان ثوری سے کہا کہ عباد بن کثیر کی حالت سے آپ واقف ہیں یہ اگر کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو عجیب بیان کرتے ہیں۔ کیا آپ کی رائے میں یہ مناسب ہے کہ میں لوگوں سے یہ کہہ دوں کہ عباد کی حدیث نہ سنیں۔ سفیان ثوری نے کہا بے شک ایسا ہی کیجیے عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ اس کے بعد اگر میں کسی جلسہ میں ہوتا اور وہاں عباد کا ذکر آجاتا تو عباد کی دینداری کی تو تعریف کر دیتا مگر یہ بھی کہہ دیتا کہ ان کی روایت نہ لیا کرو (صحیح مسلم ۱/۱۳) عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ میں شعبہ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اس عباد بن کثیر کی حدیث سے بچو (صحیح مسلم ۱/۱۳)

۲۰۲ - عباس بن حسین قنطری

راوی بخاری

تہذیب ۵/۱۱۶ پر ہے کہ ابن ابی حاتم اپنے باپ سے کہتے تھے کہ وہ (عباس) مجہول الحدیث ہے۔

۲۰۳ - عبدالاعلیٰ بن عامر　ثعلبی

یہ حدیث میں ضعیف ہیں۔ سفیان ثوری اور اسرائیل ان سے روایت کرتے تھے

(طبقات ابن سعد ۶/۲۵۶)

۲۰۴ - عبداللہ بن ابی جعفر

کہا محمد بن حمید رازی نے کہ میں نے سنا اس سے دس ہزار حدیثیں اور پھینک دیا کہ مرد فاسق تھا (میزان ۲/۲۴)

۲۰۵ - عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان (معروف ابوبکر)

علی و عباس نے ان کو اور عمر کو جھوٹا، دغا باز، خائن سمجھا (قول عمر در صحیح مسلم مع نووی طبع دہلی صفحہ ۹۱) فاطمہ نے ابوبکر و عمر سے بات کرنا چھوڑ دی تھی اور وصیت کی تھی کہ یہ لوگ میرے جنازے پر نہ آنے پائیں (امہات الامۃ از مولوی نذیر احمد صفحہ ۱۰۷، بخاری ج ۲ صفحہ ۱۴۳ (۳) صفحہ ۲۸۳، (۲) صفحہ ۱۲۸۳ طبع حمیدیہ پریس دہلی۔

قول فاطمہ کہ بخدا میں ہر نماز میں تیرے لئے بددعا کروں گی (امامت و سیاست از ابن قتیبہ ج ۱ صفحہ ۱۴) امام بیہقی کہتے ہیں کہ ان کا اسلام قبول کرنا اس واسطے تھا کہ ان کو بذریعہ کاہنوں کے حالات پیغمبر اور اسلام کی ترقیوں کے معلوم ہو چکے تھے (ازالۃ الخفاء از قرہ باغ صفحہ ۱۰۲۔ تاریخ الخلفاء سیوطی بروایت ابن عساکر)

انہوں نے حدیثیں جلوا دیں (الفاروق شبلی) نیز دیکھو زیر عبدالرحمان بن عوف

۲۰۶ - عبداللہ بن حبیب (المعروف بہ ابوعبدالرحمٰن اسلمی)

راوی صحاح ستہ

ایک مرتبہ علی نے کوفہ میں مال تقسیم کیا اور اسے اس میں سے کچھ نہ ملا تو علی سے عداوت رکھنے لگا (شرح ابن ابی الحدید ۱/۲۸) حضرت عثمان سے روایت کرتے ہیں مگر بقول شعبہ انہوں نے عثمان سے کچھ نہیں سنا (طبقات ۶/۱۹۱) دیکھو عبدالرحمان بن کیسان۔

۲۰۷ - عبداللہ بن حرب صنعانی

کہا ابن حبان نے کہ یہ دجال تھا۔ عبدالرزاق اور دوسرے شیوخ عراق پر وضعی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ اس نے عبدالرزاق سے ایک کتاب روایت کی جو سب وضعی ہے میزان ۲/۲۶

۲۰۸ - عبداللہ بن زبیر

راوی صحاح ستہ

استیعاب برحاشیہ اصابہ ۱/۲۴۰ پر ان کے یہ اوصاف لکھے ہیں۔ بخیل، اخلاق بہت برے، طبیعت میں حسد و رشک۔ محمد حنفیہ کو مدینے سے اور ابن عباس کو مکہ سے نکلوا دیا۔ اس نے چالیس دن تک نماز میں نبیؐ پر درود نہیں بھیجا (علامہ ابوبکر شہاب: نصائح کافیہ ص۹۳) تاریخ اسلام از امیر علی میں ہے کہ ابن زبیر عیار، بلند پرواز، بشجاع، ضعیف مزاج، بخیل و کنجوس تھا۔ امام حسین کے مکہ چھوڑنے پر ابن عباس نے اس کی بابت کہا "اب تو ابن زبیر کی آنکھوں میں ٹھنڈک پڑ گئی" پھر عبداللہ بن زبیر کو دیکھ کر کہا "تم جو چاہتے تھے وہ ہو گیا۔ یہ حسین نکلے جاتے ہیں اور تمہیں اور حجاز کو چھوڑے جاتے ہیں" پھر ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اے چنڈول اب میدان خالی پڑا ہے جس جگہ چاہے دانہ چگ اور جہاں چاہے انڈے دے اور آواز کر (تاریخ الخلفاء سیوطی ص۲۲۳۔ کامل ابن اثیر ۴/۱۶)

ابن زبیر نے محمد حنفیہ اور ان کے ساتھیوں کی ہمسائیگی میں برائی کی۔ ان کا محاصرہ کیا اور انہیں ایذا دی۔ محمد حنفیہ کا قصد (بلد ڈالنے کا) کیا ان کی دشنام سے ان کا ظاہر کی اور ان کے عیب نکالے انہیں اور بنی ہاشم کو مکہ میں اپنے شعب میں رہنے کا حکم دیا اور ان پر نگران مقرر کئے جو کچھ وہ ان سے کہتے تھے اس میں یہ بھی تھا کہ یا تو تم لوگ ضرور بیعت کرو گے یا میں تم لوگوں کو ضرور ضرور آگ سے جلا دوں گا جس سے ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خوف ہوا۔ (طبقات ۵/۱۱۶)

۲۰۹۔ عبداللہ بن زید (ابوقلابہ)

راوی بخاری

علی بن ابی طالب پر حملہ کرتا تھا اور اس نے آپ سے ایک روایت نقل کی (تہذیب التہذیب ۵/۲۲۵)۔

ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ وہ مدلس تھا۔

کتاب اسماء مدلسین میں ہے کہ ابوقلابہ عبداللہ بن زید کی بابت ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ حدیثوں میں جن سے ملا تھا اور ان حدیثوں میں جن سے نہیں ملا تھا تدلیس کیا کرتا تھا اس کے پاس حدیث کی کتابیں تھیں جنہیں تدلیس کیا کرتا تھا۔

تہذیب التہذیب جلد ۵ میں ہے کہ ابن التین شارح بخاری ناقل ہیں کہ ابوقلابہ نے عمر بن عبدالعزیز سے مسئلہ قسامت کے متعلق روایت بیان کی جس کے مطابق عمر بن عبدالعزیز نے فیصلہ دے دیا۔ اس پر ابوالحسن علی بن محمد قابسی کہتے ہیں کہ تعجب ہے عمر بن عبدالعزیز سے کہ باوجودیکہ وہ کیسے جید عالم تھے انہوں نے ابوقلابہ سے یہ کیوں نہ کہا کہ تیرا شمار تو "بلہ" یعنی احمقوں میں ہے۔

۲۱۰۔ عبداللہ بن سلم

راوی بخاری، ابوداؤد، نسائی

تقریب ص۲۰۲ پر ہے کہ یہ تابعی تھا۔ تہذیب ۵/۲۲۸ پر ہے کہ یہ کہا کرتا تھا کہ علی نے ابوبکر و عمر کے قتل میں اعانت کی۔ ابوداؤد اس کی بہت مذمت کرتے تھے۔

۲۱۱۔ عبداللہ بن سلمہ

اس راوی کا حافظہ اچھا نہ تھا۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ سے یہودیوں کے احکام عشرہ گنانے وقت ایک حکم غلط نقل کر دیا۔ توراۃ میں حکم تھا کہ باپ کی عزت و اطاعت کرو اور اس نے بجائے اس کے یوں بیان کر دیا کہ میدان جہاد سے نہ بھاگو (سیرۃ النبی شبلی ۳/۲۷۸، ۲۷۹ میں تفصیل ہے)

۲۱۲۔ عبداللہ بن عمر ۲ - ۷۴ھ

راوی صحاح ستہ

انہوں نے حدیث بیان کی کہ مردہ پر رونے سے اس پر عذاب ہوتا ہے تو عائشہ نے اس کی تکذیب کی اور آیۃ قرآنی سے اس کا رد کیا۔ (بخاری ۲/۱۲۹)

ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے رجب میں عمرہ کیا ہے تو عائشہ نے کہا ہرگز نہیں (صحیح مسلم مع نووی ۱/۴۰۹ طبع دہلی)

ابن خلدون اردو ۳/۴۴ پر ہے کہ معاویہ نے سلسلۂ ولی عہدی یزید ان کو ایک ہزار درہم بھیجے تو انہوں نے کہا میں اپنا دین بعوض دنیا فروخت نہیں کرتا۔ جب معاویہ نے ایک

لاکھ درہم کر دے تو قبول کر لیے (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر ۳/۱۸۳) اور یزید کی بیعت برضا و رغبت کر لی (ابن خلدون)

۲۱۳- عبداللہ بن عمر بن عاص   م - ۶۵ھ

راوی بخاری

بخاری (۲) صفحہ ۱۶۳ طبع مصر میں محمد ور محمد بن جبیر بن مطعم روایت ہے کہ معاویہ کے سامنے انہوں نے (عبداللہ بن عمر) نے ایک روایت بیان کی کہ عنقریب قحطان میں ایک بادشاہ ہوگا تو معاویہ غصہ سے کھڑے ہو گئے کہ تم لوگ ایسی روایتیں کرتے ہو جو نہ قرآن میں ہیں اور نہ حدیث میں۔ یہ لوگ تمہارے جہال میں سے ہیں یوں معاویہ نے عبداللہ بن عمر بن عاص کو جھوٹا اور جاہل بنا دیا

جنگ صفین میں یہ معاویہ کی طرف سے شریک تھے (اسد الغابہ ۳/۲۳۴) جب یہ عبداللہ پیدا ہوئے تو ان کا باپ عمرو بن عاص صرف ۱۱ سال کا تھا (تاریخ اسلام از ذاکر حسین) نیز خود عمرو عاص (پسر نابغہ) کی ولدیت چار مردوں کی طرف منسوب تھی۔

عبداللہ بن عمرو عاص کو اہل کتاب کی کتب کا ایک بار شتر ہاتھ لگ گیا تھا اس سے عبداللہ نے قصص بنی اسرائیل اور روایات یہود اس کثرت سے بیان کیں کہ ان کی حدیثوں کی تعداد ابوہریرہ کی بیان کردہ حدیثوں سے بھی بڑھ گئی (نخبۃ الفکر بحوالہ صحت سماوی ص ۴۸)

۲۱۴- عبداللہ بن قیس بن سلیم (المعروف بہ ابوموسیٰ اشعری)   م - ۵۲ھ بعہد معاویہ

راوی بخاری و مسلم

بقول عمار، رسول اللہ نے ابوموسیٰ پر لیلۃ العقبہ کے موقع پر لعنت کی (کنز العمال ۷/۹۳)

ابوحذیفہ یمانی نے کہا ابوموسیٰ دشمن خدا اور رسول ہے اور دونوں سے لڑنے والا ہے۔ (شرح ابن ابی الحدید ۳/۱۵۴) علی نے کہا میں ابوموسیٰ کو ثقہ نہیں سمجھتا (ابن خلدون ص ۳۶۷) بر تقرری حکمین۔ طبری ۶/۳۸)

بعہد عمر، ابوموسیٰ پر عشق پرستی کا الزام اور ان سے لونڈی کا چھینا جانا (الفاروق

حصہ دوم)

۲۱۵- عبداللہ بن محمد بن جعفر - ابوالقاسم زردی۔   م - ۳۱۲ھ

فقیہ قاضی شافعی

مذہب شافعی کا بڑا عالم تھا جس کا مصر میں بہت بڑا حلقہ تھا اور طہارت و تقویٰ ظاہر کرتا تھا بہت سی حدیثیں وضع کیں بنا متوں معروفہ پہ۔ اور بہت سے نسخوں میں اس نے زیادہ کیا جس سے فضیحت ہوا اور اس کے سامنے اس کی کتابیں پھاڑی گئیں۔ کہا جاتا ہے اس نے کتاب سنن شافعی تصنیف کی جس میں دو سو کے ایسی حدیثیں ہیں کہ ہرگز شافعی نے بیان نہیں کیں۔ (میزان (۲) ص ۳۴)

۲۱۶- عبداللہ بن محمد بن سنان

راوی باب کھلا رکھے جانے خوخہ (روشندان) یا دروازہ ابوبکر

حدیثیں چرایا تھا (ابن عدی) متروک ہے (دار قطنی و عبدالغنی) واضع حدیث ہے (ابن حبان و ابو نعیم) اس کا باپ محمد بن سنان بھی کاذب تھا (ابوداؤد) دیکھو میزان الاعتدال ذہبی و تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی۔

حضرت ابوبکر رسول اللہ کے عہد میں بلکہ بعد رسول چند ماہ تک مدینہ ہی میں نہیں رہے بلکہ اپنے سسرال مقام سنخ میں جو مدینہ سے ۲ میل دور تھے مقیم رہے پھر مدینہ آکر مقیم ہوئے۔ (طبقات (۳) ص ۲۲-۲۳-۲۴ - تاریخ اسلام از شوق امرتسری ص ۲۱۹)

ایسی صورت میں نہ معلوم خوخہ یا روشندان یا دروازہ کہاں سے آگیا جو کھلا رکھا گیا۔ ناقل اس روایت کے دوسرے راویوں کیلئے دیکھو فلیح بن سلیمان و عکرمہ غلام ابن عباس۔

۲۱۷- عبداللہ بن مسعود۔

راوی بخاری و مسلم

حضرت عمر نے ان کو روایتیں بیان کرنے پر قید کر دیا تھا (الفاروق شبلی) تحفہ فریدیہ (۲) ص ۳۳۵ پہرے کے یہ نبیذ پیا کرتے تھے اور فیض الباری میں ہے

کہ یہ دوسروں کو بھی نبیذ پلایا کرتے تھے (ساقی گری بھی کرتے تھے) حالانکہ نبیذ حرام ہے
اور حضرت عمر نے اپنے بیٹے ابو شحمہ کو نبیذ پینے پر سزا دی تھی (دیبال معزوزی الحدیث
معزوزہ طبع مصر صفحہ ۱۰۵ اسد الطبقات ابن سعد)

۲۱۸۔ عبداللہ بن وہب

علمائے مصر۔ محدث آپ قریش کے آزاد کردہ غلام، میں علم کے بحر ذخار اور
ان روایات میں ثقہ ہیں جنہیں حدثنا کہا ہے اور تدلیس کیا کرتے تھے (طبقات ۷/۵۰۸)

۲۱۹۔ عبدالرحمن بن ابزی ۔ خزاعی

راوی بخاری و مسلم۔
یہ بھی قتل حسین میں شریک تھا (اخبار الطوال صفحہ ۲۹۱) علامہ ذہبی قاتلان حسین کو
ناقابل اعتبار سمجھتے تھے اور روایت لینے کے قابل نہیں جانتے تھے (میزان ۱/۴۴۴ ترجمہ عمر)
علامہ میرک کے نزدیک ناصبی ناقابل اعتبار ہوتا ہے جھوٹا ہے اور ملعون ہے (دیکھ
الوسائل شرح الشمائل صفحہ ۵۸۴)

۲۲۰۔ عبدالرحمن بن ابو سعید خدری ۔ م ۱۱۲ھ بعمر ۷۲ سال

تابعی کثیر الحدیث تھے مگر معتبر نہ تھے محدثین انہیں ضعیف سمجھتے ہیں اور ان
سے استدلال نہیں کرتے۔ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں (طبقات ۵/۲۹۱)

۲۲۱۔ عبدالرحمن بن داؤد

حافظ۔ اس نے مغرب (اسپین) میں صحیح بخاری کی حدیث بیان کی ۴۰۸ھ میں
اربعین اس کے تقاضا حواشح میں مرفوع ہوتا ہے (میزان ۲/۹۲)
عبدالرحمن بن عبداللہ ۔ دیکھو مسعودی

۲۲۲۔ عبدالرحمن بن عوف

راوی بخاری
ابن خلدون مترجمہ ۲/۲۶۸ کے فٹ نوٹ پر کامل ابن اثیر ۵/۲۵۴ کے حوالے سے

مسعودی عباسی کا خط لکھا ہے کہ عبدالرحمن نے اپنی رائے سے عثمان کو مقدم کر دیا تھا
(یعنی عثمان کو خلیفہ بنا دیا تھا) علی اس کو متہم سمجھتے تھے۔
عقد فرید ج۳ ص۲ پر ہے کہ عبدالرحمن نے کہا "اے عثمان میں نے تم کو اس لئے مقدم
کیا تھا کہ ہم لوگوں کے ساتھ وہ طرز عمل اختیار کرو جو ابو بکر و عمر کا تھا تو نے اپنے کنبہ
والوں کی جانب داری کی۔ علامہ ابو بکر شہاب نے نصائح کافیہ صفحہ ۴۶ پر لکھا کہ عثمان نے
عبدالرحمان کو کافر کہا۔ بقول عمر بن خطاب، عبدالرحمن قارون امت تھے (ریاض النضرہ ندوی
ترجمہ صفحہ ۱۲۸)

۲۲۳۔ عبدالرحمن بن غزوان

راوی قصہ بحیرہ راہب
حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت (قصہ بحیرہ راہب) ناقابل اعتبار ہے اس روایت
کے جس قدر طریقے ہیں سب مرسل ہیں یعنی راوی اول واقعہ کے وقت خود موجود نہ تھا
اور اس راوی کا نام بیان نہیں کرتا جو شریک واقعہ تھا اس حدیث کا ایک راوی عبدالرحمن
بن غزوان ہے۔
علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمن منکر حدیثیں بیان کرتا ہے
جن میں سب سے بڑھ کر منکر وہ روایت ہے جس میں بحیرہ کا واقعہ ہے (سیرۃ النبی شبلی
۱/۱۷۹ - ۱۸۰)
اس روایت میں مذکور ہے کہ حضرت بلال و ابو بکر بھی اس سفر میں شریک تھے
حالانکہ بلال کا اس وقت وجود بھی نہ تھا اور ابو بکر بچے تھے (شبلی نعمانی سیرۃ النبی ۱/۱۸۰ ۱۳۸۴ھ)
انسائیکلوپیڈیا طبع پنجاب یونیورسٹی ج۳ پر ہے کہ "بحیرہ راہب کے واقعہ کے سلسلے میں
مسند بزاز کی روایت میں رجل (ایک آدمی) آیا ہے جسے بعد کو ابو بکر کر دیا گیا پھر بلال کا نام
بھی داخل ہو گیا۔ ابن قیم نے صاف لکھا ہے کہ ابو بکر و بلال کا نام غلط ہے"
نوٹ: - یہ روایت ابن سعد، طبری، ابن اثیر، ابن ہشام، سہیلی، ابن خلدون

جامع ترمذی، مستدرک، میزان الاعتدال، زاد المعاد، اصابہ اور حجۃ البالغہ میں درج ہے۔

۲۲۴۔ عبدالرحمٰن بن کیسان ۔ الاصم

حقیقت یہ ہے کہ بعض مفسرین اپنے عقائد کے مطابق احادیث گھڑتے رہے جن میں عبدالرحمٰن بن کیسان الاصم، الجبائی، رمانی۔ زمخشری (صاحب کشاف) ابی عبدالرحمٰن اسلمی، ثعلبی اور واحدی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں ان لوگوں نے نہایت دور از کار مطالب بیان کئے اور ایسی احادیث وضع کیں کہ عقل سر پیٹ کر رہ جائے (دو اسلام صہ ۸۲)

۲۲۵۔ عبدالرحیم بن حبیب فاریابی

کہا ابن حبان نے کہ ۵۰۰ سے زیادہ حدیثیں اس نے رسول اللہ پر وضع کیں (میزان ۲/۱۱۲)

۲۲۶۔ عبدالسلام بن یحییٰ بن ابی الجنوب

راوی ابن ماجہ

یہ کذب اور سرقہ حدیث میں متہم ہے (تذکرۃ الحدیث و محدثین ۲/۴۴)

۲۲۷۔ عبدالعزیز بن ابان

قاضی واسط۔ سفیان ثوری سے بہت روایت کرتے تھے غلط اور صحیح میں تمیز نہ کر سکتے تھے اس لئے ان کو حدیث کی روایت سے روک دیا گیا تھا۔ طبقات ۷/۲۲۸

۲۲۸۔ عبدالعزیز بن ابی رواد

راوی صحاح ستہ

کہا ابن حبان نے ایک نسخہ موضوعہ کا ابن عمر سے راوی ہے مرجیہ فرقہ میں سے تھے ان کا بیٹا عبدالمجید بھی راوی ہے طبقات ۵/۲۴۴۔

۲۲۹۔ عبدالعزیز بن ابی سلیمان (ابو مودود)

عبدالمنعم بن بشیر کا شیخ ہے اس کی دو سو وضعی حدیثوں پر ابن معین نے موضوعیت کا حکم لگایا ہے (میزان ۲/۱۲۴)

نوٹ:۔ یہ وضعی احادیث، عبدالمنعم نے لیکر نقل کر دیں دیکھو عبدالمنعم بن بشیر

۲۳۰۔ عبدالعزیز بن مروان

راوی ابوداؤد

اس کا بیٹا عمر بن عبدالعزیز خود اقراری ہے کہ میرا باپ علی پر تبرا بھیجا کرتا تھا (تاریخ خضری صہ ۹۳۔ خلف النجاہ ۱/۵۲) عقد فرید ۴/۲۴۴ پر اس کی مستزاد جزوا امتی کا تذکرہ ہے۔

۲۳۱۔ عبدالعلی م - ۱۹۸ھ

راوی بخاری

محمد بن سعید کہتے ہیں وہ قوی الحدیث نہ تھا احمد لکھتے ہیں کہ وہ قدری طریق والا آدمی تھا۔ بندار کہتے ہیں کہ قسم بخدا وہ یہ بھی نہ جانتا تھا کہ کون سا پیرا اس کا پڑا ہے (میزان الاعتدال)

عبدالغنی (محدث) دیکھو زیر ابونعیم

۲۳۲ عبدالقدوس

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک کو نہیں دیکھا کہ کسی کو صراحتہً کذاب کہتے ہوں ان عبدالقدوس کیلئے کہتے سنا ہے (صحیح مسلم اردو ۱/۵)

۲۳۳۔ عبدالکریم ۔ ابوامیہ

ایوب سختیانی کو عبدالکریم کے علاوہ اور کسی کی غیبت کرتے نہیں دیکھا عبدالکریم کے متعلق انہوں نے ضرور کہا تھا کہ خدا اس پر رحم کرے وہ قابل اعتبار نہ تھا۔ عبدالکریم نے عکرمہ کی روایت کردہ حدیث مجھ سے دریافت کی تھی پھر خود ہی عکرمہ سے سماعت کا مدعی ہو گیا۔ (صحیح مسلم اردو ۱/۱۴)

۲۳۴۔ عبدالکریم ابن ابی العوجا

اس کو محمد بن سلیمان عباسی امیر بصرہ نے قتل کیا۔ بوقت قتل اس نے بیان کیا کہ میں نے چار ہزار وضعی حدیثیں تم لوگوں میں بنائیں جن میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا (میزان ۲/۱۴۴ دو اسلام از برق صہ ۷۹ فتح المغیث صہ ۱۲۸ بحوالہ تنقیل البرجسی بارش)

۲۳۵۔ عبدالکریم بن ابوالمخارق

راوی بخاری

تہذیب ج۶ ص۳۷۷ پر ہے کہ ابن عدی اسے ضعیف کہتے ہیں تہذیب ج۶ ص۳۷۶ پر ہے کہ
ابن معین نے روایت کی ہے کہ عبدالکریم سے روایت نہ لیا کرو۔ یہ معتبر نہیں ہے نیز اسی
تہذیب ج۶ ص۳۷۸ پر ہے کہ امام عبدالبر نے کہا کہ اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔

۲۳۶۔ عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد۔

کثیر الحدیث اور ضعیف تھے فرقہ مرجیہ سے تھے طبقات ج۵ ص۵۲ (نیز دیکھو عبدالعزیز)

۲۳۷ عبدالملک نیشاپوری (ابوسعید)

صاحب کتاب شرف المصطفیٰ

اس نے کتاب شرف المصطفیٰ آٹھ جلد میں لکھی۔ حافظ ابن حجر اصابہ میں اکثر
اس کا حوالہ دیتے ہیں لیکن جو روایتیں حافظ موصوف نے نقل کی ہیں ان میں بعض نہایت
مہمل اور لغو روایتیں ہیں جس سے قیاس ہوتا ہے کہ مصنف نے رطب یابس کی کوئی تمیز
نہیں رکھی ہے (شبلی، سیرۃ النبی ج۱ ص۴)

۲۳۸۔ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج اموی (المعروف بہ ابن جریج)

راوی بخاری

تقریب ص۲۱۶ پر علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ابن جریج تدلیس (غلط بیانی) کیا کرتا تھا طبقات
المدلسین ص۱۳ میں امام نسائی و دیگر محدثین نے بھی ابن جریج پر تدلیس کا الزام لگایا ہے
دار قطنی نے کہا سب سے زیادہ بری تدلیس ابن جریج کی تدلیس ہے۔

۲۳۹۔ عبدالملک بن مروان اموی

راوی بخاری

علامہ ذہبی اسے جھوٹا کہتے ہیں (میزان ج۲ ص۱۵۳ تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۴۶ طبع
کلکتہ) میں ہے کہ یہ ظالم خونخوار بھی تھا۔ عقد فرید ج۲ ص۲۲۸ پر بھی لکھا ہے۔ یہ امام زین العابدین

کا قاتل ہے۔

۲۴۰۔ عبدالمنعم بن ادریس بن سنان (ابوعبداللہ) عمر ۱۲۸ھ تا رمضان ۲۲۸ھ

مشہور قصہ گو۔ معراج شریف والی روایت اسی نے بنائی ہے (رسالہ اصلاح جلد ۴ ص۳)
کہا ابن حبان نے یہ وضع کرتا حدیثوں کو اپنے باپ اور اس کے سوا اور لوگوں پر
میزان ج۲ ص۱۳۰۔
آپ احادیث انبیاء و اولیاء کو اور اسرائیلی (یہودی) روایات کو روایت کرتے ہیں
طبقات ج۷ ص۲۰۴۔ بغداد میں فوت ہوئے۔

۲۴۱۔ عبدالمنعم بن بشیر مصری (ابوالخیر الانصاری)

کہا حنبلی نے میں نے سنا ابن معین کو کہ عبدالمنعم نے تقریباً دو سو حدیثوں کی تخریج کی
ابوداؤد سے میں نے کہا یہ سب دروغ ہے (میزان وغیرہ) ج۲ ص۱۳۰
سخت ضعیف اور کذاب ہے (فلک النجاۃ ج۲ ص۹ بحوالہ الزوائد۔ میزان وغیرہ)

۲۴۲۔ عبدالمنعم بن نعیم

راوی حدیث اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر

اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ابوحاتم کہتا ہے یہ حافظ نہیں۔ حافظہ اس کا متغیر ہو
گیا تھا احمد کہتا ہے یہ ضعیف ہے غلط بیانی کرتا ہے۔ ابن معین کہتا ہے یہ حدیث میں
باطل بنا دیتا ہے (میزان) تقریب میں ہے کہ ثقہ ہے لیکن اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔
اور مدلس بھی ہے (فلک النجاۃ ج۲ ص۴۸ حاشیہ)

۲۴۳۔ عبدالوہاب بن ضحاک

راوی ابن ماجہ

یہ کذب اور سرقہ حدیث میں متہم ہے (تاریخ حدیث و محدثین ج۲ ص۴)

۲۴۴۔ عبداللہ ابن زیاد

راوی ابوداؤد

معرکہ کربلا کا ہیرو۔ امام حسینؑ اور ان کے اہل خاندان و رفقاء کو قتل کرنے والا اور ان کے عورتوں بچوں کو قیدی بنانے والا۔

۲۴۵۔ عبیدہ بن معتب۔ ضبی (ابو عبدالکریم)

راوی بخاری

یحییٰ بن معین نے کہا عبیدہ ضبی کا حافظہ خراب تھا اس سے حدیث لینا ترک کر دی گئی ہے عبداللہ بن مبارک نے کہا اس سے حدیث لینا ترک کر دی گئی ہے یحییٰ بن معین نے اسے غیر معتبر کہا۔ ابو حاتم نے اسے ضعیف الحدیث کہا (تہذیب ۸۶/۷)
ابن مبارک نے کہا جریر کا تمام علم لکھ لیا مگر تین حضرات کی روایت کردہ احادیث نہ لکھا۔ عبیدہ بن معتب، سری بن اسمٰعیل اور محمد بن مسلم (صحیح مسلم اردو ۵۲/۱)
حدیث و روایت میں بہت ضعیف تھے تاہم ان سے سفیان ثوری روایت کرتے تھے۔ طبقات ۲۴۹/۶۔

۲۴۶۔ عثمان بن عاصم

راوی بخاری و مسلم

تقریب صفحہ ۲۹۰ پر ہے کہ یہ تدلیس کرتا تھا۔ رجال صحیحین ۳۳۹/۱ پر ہے کہ بقول امام مسلم یہ عون سے روایت کرتا ہے اور تہذیب ۱۲۸/۷ میں ہے کہ ابن معین کہتے ہیں کہ قاتل امام حسین معتبر نہیں۔ یہی بات میزان ذہبی ۱۷۴/۲ پر لکھی ہے۔

۲۴۷۔ عثمان بن عفان۔ اموی

راوی بخاری

(دیکھو نوٹ زیر عبدالرحمٰن بن عوف و عبیرہ معظم۔ تامل)
عائشہ و عمر عاص نے عثمان کے قتل کا فتویٰ دیا۔ عائشہ نے عثمان کو کافر، طاغی اور مخرب کہا (اعثم کوفی صفحہ ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴) عثمان کو عائشہ نے کافر کہا اور نعثل یہودی کہا۔ (ابن اثیر، نہایہ۔ مجمع الانوار از ملا محمد طاہر گجراتی۔ انسان العیون۔ کامل ابن اثیر)

۲۴۸۔ عثمان بن مقسم۔ بری ۲۔ عبید مہدی عباسی

آئمہ اعلام سے ہے اس کی تصنیف بھی ہے اور بہت سے لوگ اس سے روایت کرتے ہیں یہ میزان کا بروز قیامت منکر تھا۔ کہا جوزجانی نے کذاب ہے۔ یہ شخص ابوہریرہ کو کاذب جانتا تھا۔ کہا یحییٰ بن معین نے عثمان بری مشہور وضاعین و کذابین سے تھا میزان کا انکار کرتا تھا میں حدیثیں وہ روایت کرتا ہے علی و عبداللہ وغیرہ سے جو کل باطل ہیں۔ کہا ابن عدی نے کہ شبابہ کے پاس ۲۵ ہزار حدیثیں عثمان کی تھیں جو زائل گئیں۔ ابو داؤد کہتے ہیں میرے سینے میں دس ہزار حدیث عثمان بری کی ایسی تھی جسے نہ بیان کیا میں نے (میزان ۱۶۲/۲) یہ کچھ اتنیں اس کی حدیثیں متروک ہیں (طبقات ۲۴۵/۷)

۲۴۹۔ عروہ بن زبیر

راوی بخاری

اس نے اپنی خالہ عائشہ سے منسوب کر کے دو حدیثیں نقل کیں ایک یہ کہ علی و عباس دونوں بغیر اسلام کے خلاف مریں گے اور دوسری یہ کہ یہ دونوں جہنمی ہیں (شرح ابن ابی الحدید ۳۱/۱) جناب معاویہ نے بھی حدیث سازی پر مامور کیا تھا (دیکھو زیر ابوہریرہ)

۲۵۰۔ عثمان بن مسلم بصری

اسے خلافت فاروقی سے ایک ہزار درہم ماہانہ ملتے تھے۔ (میزان ذہبی بحوالہ تادیب الجاحظ حصہ دوم) یہ عثمان نہ تو بصرہ کا امیر تھا نہ فوجی یا سول افسر لیکن صاحب تہذیب التہذیب نے ان کی یہ صفت لکھی ہے کہ یہ عثمان مرسل حدیثوں کو موصول اور موقوف کو مرفوع بنایا کرتا تھا یعنی جس حدیث کی روایت صرف صحابہ پر ختم ہو اس کو رسول اللہ سے منسوب کر دینا اور جس حدیث کے کسی راوی کا نام غائب ہو اسے فرضی نام دینا

۲۵۱۔ عکرمہ (غلام ابن عباس)

راوی بخاری و مسلم

میزان ذہبی ۱/۲۴۹ پر ہے کہ سعید بن مسیب اور علی بن عبد اللہ بن عباس کے نزدیک یہ جھوٹا خبیث ہے اور صفحہ ۲۰۹ پر ہے کہ مصعب بن زبیر سے منقول ہے کہ یہ خارجی تھا۔ تہذیب ۷/۲۶۴ پر بھی اسے خارجی کہا گیا ہے۔ سعید بن مسیب نے اپنے غلام سے کہا کہ خوف خدا کر کے مجھ پر جھوٹ نہ بولنا جیسا ابن عباس کے مولیٰ نے ابن عباس پر جھوٹ کہا طبقات ۵/۱۵۴۔ سعید نے کہا ابن عباس کا غلام باز نہ آئیگا تاوقتیکہ گردن میں رسی ڈال کر اسے گشت نہ کرایا جائے طبقات ۵/۲۷۴۔ تقریب صفحہ ۱۱ پر ہے کہ داؤد بن حصین ثقہ ہے مگر جو حدیثیں عکرمہ سے روایت کرتا ہے ان کا اعتبار نہیں۔

لوگ اس کے اعتقاد پر اعتراض کرتے تھے مالک اس سے پرہیز کرتے تھے۔ کذاب ہے (یحییٰ بن سعید انصاری) خبیث واضع احادیث ہے (میزان ذہبی۔ تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی)۔

۲۵۳۔ علاء بن زید ثقفی۔ بصری

کہا ابن حبان نے کہ روایت کی اس نے انس بن مالک سے ایک نسخہ موضوعات کا۔ قطب ابدال والی روایت کا واضع بھی ہے (میزان ۲/۲۱۱) کذب اور سرقہ حدیث میں متہم ہے (تاریخ حدیث و محدثین ۱/۴۴۴)

۲۵۴۔ علی بن حسین (المعروف بہ ابو الفرج اصفہانی۔ اموی)

مصنف اغانی

دیباچہ طبقات ابن سعد ۱/۱۱ پر ہے کہ مصدقہ ہے کہ یورپ کے مستشرقین کتاب الاغانی اور الف لیلہ جیسی کتابوں سے تاریخی واقعات کی تکمیل کرتے ہیں حالانکہ خود ابو الفرج اصفہانی کے ذہن میں بھی یہ بات نہیں آسکی تھی کہ کسی زمانہ میں یورپ کے کوئی بڑے علماء اس کتاب کو مستند تاریخی کتاب قرار دیں گے۔ وہ تو اپنے زمانے تک کے شاعروں اور گویوں کا تذکرہ لکھ رہا تھا۔ اور وہ بھی محض یادداشت کیلئے نہ اس نے کبھی کسی روایت کی تنقیح کی ہے اور نہ اسے اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ اگر آج کوئی شخص یہ پیشی اور

لوگ پر ان سے ہندوستان کی تاریخ مرتب کرے تو اسے کیا کہا جائے گا۔"

یہ تمام لوگوں سے جھوٹا ہے بازار سے پرانی کتابیں خریدتا پھر اس کی روایتیں انہی کتابوں سے بیان کرتا (لسان المیزان ابن حجر عسقلانی)۔

اس نے کتاب الاغانی شائع کرنے سے پہلے اس کو اسپین کے اموی تاجدار المستنصر بن عبد الرحمٰن ثالث کے سامنے پیش کی اور ایک ہزار دینار انعام حاصل کئے۔ (تاریخ اسلام از ذاکر حسین)۔

۲۵۴۔ علی بن قادم (ابو الحسن) ۲۱۳ھ در کوفہ بعہد مامون

کٹر شیعہ تھے۔ منکر حدیثیں روایت کرتے تھے۔ طبقات ۶/۳۴۸

۲۵۵۔ علی بن مدینی (استاد بخاری)

مسلم بن حجاج (صاحب صحیح مسلم) نے ان کو ضال اور بدعتی بتایا ہے (ذہبی۔ میزان الاعتدال)۔

ان کی احادیث کی کتاب کو امام بخاری نے سرقہ کر کے اسے از سر نو ترتیب دی اور صحیح بخاری کے نام سے شائع کیا۔ دیکھو ذیل محمد بن اسمٰعیل بخاری۔

۲۵۶۔ عمارہ بن اکیمہ۔ لیثی

انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے اور ان سے زہری نے صرف ایک حدیث روایت کی ہے بعض ایسے محدثین ہیں جو یہ کہہ کر ان سے سند نہیں لیتے کہ وہ شیخ مجہول ہیں۔ طبقات ۵/۲۴۹۔

۲۵۷۔ عمارہ بن جوین (المعروف بہ ابو ہارون عبدی)

راوی بخاری

تقریب صفحہ ۲۴۹ پر ہے کہ اس سے روایت لینا ترک کر دی گئی ہے اور بعض نے جھوٹا کہا ہے۔

میزان الاعتدال ذہبی ۳/۲۴۶ پر ہے کہ بقول صالح بن محمد (ابو علی) یہ [illegible] عمارہ کی کنیت [illegible]

سے زیادہ جھوٹا ہے۔ حدیث میں ضعیف ہیں طبقات ۶/۲۹۴ ۔

۲۵۸۔ عمر بن ثابت۔ انصاری خزرجی

راوی مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ

شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ میں جزم ہے کہ یہ علی کو منافق کہتا تھا اور ان پر تبرا کرتا تھا اور دعظ کرکے قریہ قریہ کے لوگوں کو بہکاتا تھا۔

۲۵۹۔ عمر بن حفص (ابو حفص) عبدی — م ۲۰۸ھ بعہد مامون

یہ حدیث میں ضعیف ہیں طبقات ۷/۳۰۴ ۔

۲۶۰۔ عمر بن حکام

شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا احمد بن حنبل نے کہ چار ہزار حدیثیں یہ روایت کرتے تھے جس سے ترک کر دی تھی حدیث اس کی (میزان ۲/۲۵۵)

۲۶۱۔ عمر بن خطاب

راوی بخاری

دیکھو نوٹ زیر ابو بکر۔ ایک مرتبہ عمر نے اسماء بنت عمیس صحابیہ پر فخر کیا تو انہوں نے عمر کی تکذیب کی (صحیح مسلم ۲/۵۱۲) نیز اسی کے صفحہ ۵۱۳ پر ہے کہ اس واقعہ کو جب رسول اللہ سے بیان کیا گیا تو آپ نے اسماء کے بیان کی تصدیق کی۔

عائشہ نے گریہ بر میت کے سلسلہ میں عمر کی رد کی (بخاری ۱/۱۷۸ طبع مصر)۔

کنز العمال ۱/صفحہ ۲۸۷ پر ہے کہ ابی بن کعب نے آیۃ استحق علیہم الاولیان کی تلاوت کی تو عمر نے ابی کو جھوٹا کہا تو انہوں نے بھی عمر کو جھوٹا کہا۔

علی، عمر سے نفرت کرتے تھے (شبلی، الفاروق بحوالہ بخاری (۱) صفحہ ۴۸۳)۔

ایک قاتل کے بارے میں حضرت عمر نے اپنے عامل کو لکھا کہ اس سے قصاص لیا جائے مگر دوبارہ لکھا کہ وہ دیت لے لے۔ طبقات ۶/۱۶۲ ۔

حضرت ابو بکر نے تو صرف اپنا ہی مجموعہ احادیث جلایا تھا (الفاروق شبلی) مگر حضرت

عمر نے تمام صحابہ سے کہا ان کے جمع کردہ احادیث کے مجموعے منگوائے اور ان سب کو جلوا دیا (دو اسلام از برق، طبقات ۵/۱۹۷)

حضرت عمر نے مغرب کی نماز میں قرأت ہی نہیں کی (طبقات ۵/۸۴ - ۶/۱۲۹)

حضرت عمر کو یہودیوں کی حدیثیں پسند تھیں مگر رسول نے ان کو اس سے منع بھی کیا تھا۔ (مشکوٰۃ (۱) صفحہ ۱۴۵)

حضرت عمر نے بحالت روزہ ایک چھوکری سے مباشرت کی۔ کنز العمال ۴/۳۱۴)

عمر نماز میں بیت المال کا حساب لگایا کرتے تھے (شبلی الفاروق صفحہ ۴۳۵)

عمر بعد حکم امتناع بھی شراب نوشی کرتے رہے (مسند امام ابو حنیفہ، فتح الباری ۵/۳۲۱ تفسیر حسینی پارہ ۲، رکوع ۱۱ اول تنزیہ الانساب صفحہ ۷۶-۷۷)۔

عمر نے اسلامی معاشی نظام تبدیل کرکے سرمایہ دارانہ نظام رائج کیا (مذاکرہ منعقدہ طلوع اسلام بابتہ نومبر ۶۳ ۱۹ء)

عباس و علی نے حضرت عمر کو دغاباز، خائن سمجھا (قول عمر در صحیح مسلم مع نووی طبع دہلی ۹۱/۲)

سردار عبد القیس جارود نے، قدامہ بن مظعون (عمر کے سالے) کی شراب خوری کی شکایت کی۔ قدامہ بحرین کے عامل تھے بلوائے گئے اس کے بعد عمر نے قدامہ پر حد جاری کرنے میں ٹال مٹول کی، جارود کو دھمکایا بھی مگر پھر بوجہ مجبوری قدامہ پر حد جاری کی۔ جارود اس کے بعد کہا کرتے تھے کہ میں عمر کے بعد قریش کے خلاف قریشی کے سامنے شہادت دینے سے ڈرتا تھا۔ (طبقات جلد (۵) صفحہ ۴۹۹ - ۵۰۰)۔

۲۶۲۔ عمر بن سعد

راوی نسائی، مشہور قاتل حسین ہے۔

ابن زبیر کہتے ہیں میں نے ابن معین سے پوچھا کہ عمر بن سعد ثقہ تھا۔ بولے جو شخص قاتل امام حسین ہو وہ کیونکر ثقہ ہو سکتا ہے (میزان الاعتدال ۲/۲۳۲)۔

۲۶۳۔ عمر بن عبد العزیز۔ اموی — م ۲۰ رجب ۱۰۱ھ عمر ۳۹ سال

یہ مدینہ میں امامت کرتے تھے مگر بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے (طبقات ۵/۳۲۸) ان
کی بیعت زبردستی (قتل کی دھمکی دے کر) کرائی گئی طبقات ۵/۳۴۵۔ یہ حریص خلافت تھے
طبقات ۵/۳۴۴۔ ان کا فتویٰ ہے کہ ساحر (یہودی فرقہ) کے ذبیحوں میں کوئی ہرج نہیں ہے
(طبقات ۵/۳۴۱) انہوں نے تیرہ موذن بیک وقت مقرر کر رکھے تھے کہ وہ یکے بعد دیگرے
اس وقت تک اذان دیتے رہیں جب تک وہ نماز کیلئے مسجد نہ پہنچ جائیں (طبقات ۵/۳۴۴)
ان کے دور میں کلمات اذان دو دو بار اور کلمات اقامت ایک ایک بار ہوتی تھی (طبقات ۵/۳۴۴)
یہ ہر نماز کے بعد ۲ بار تکبیر کہا کرتے تھے (طبقات ۵/۳۴۴) یہ قدریہ عقیدہ والوں کو
واجب القتل قرار دیتے تھے (طبقات ۵/۳۴۹) انہوں نے خمس
کی بجائے زکوٰۃ لینے کا فتویٰ دیا۔ (طبقات ۵/۳۴۴) معاویہ کو برا کہنے پر تین کوڑوں
کی سزا دی (طبقات ۵/۳۴۱)

۲۶۴۔ عمرو بن عبید۔ معتزلی

راوی ابوداؤد، ابن ماجہ

تہذیب ۸/۶ پر ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے اور صاحب بدعت ہے۔ ابوداؤد
طیالسی اسے جھوٹا کہتے تھے۔ نصائح کافیہ ص۱۱ پر ہے کہ امام مالک اور ابوحنیفہ نے اس پر لعنت
کی ہے۔

۲۶۵۔ عمر بن علی مقدمی (ابوحفص)

سخت تدلیس کے عادی تھے۔ طبقات ۷/۲۹۱

۲۶۶۔ عمر بن قیس (لقب مندل)

فحش کلام تھے۔ بقول عمر بن سعد، امام مالک کے ساتھ سخت کلامی کی۔ حدیث میں
ضعیف اور ناقابل اعتبار تھے (طبقات ۵/۴۴۳)

۲۶۷۔ عمر بن ہارون۔ بلخی

بہت بڑا علامہ تھا۔ ابن جریج اس کے بیٹوں میں۔

لیا ابوحیان رحیتے ا،۰ ہزار حدیث اس کی پھینک دی۔ کہا صالح جزرہ نے کذاب
ہے۔ کہا نسائی نے کذاب خبیث ہے (میزان ۲/۲۵۵)

۲۶۸۔ عمران بن حصین

راوی صحاح ستہ

شرح ابن ابی الحدید (۱) جز ۲ ص۱۶۱ پر ہے کہ یہ علی سے منحرف تھا۔

۲۶۹۔ عمران بن حطان۔ خارجی

راوی بخاری، ابوداؤد

علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان جلد اول تحت انسان میں بحوالہ کتاب الاذکیا
از سبط ابن جوزی اس عمران کے وہ مدحیہ اشعار نقل کئے ہیں جو اس خبیث نے علی کے
قاتل عبدالرحمان بن ملجم کی مدح میں کہے تھے (نیز دیکھو اصابہ ۳/۱۷۹ از ابن حجر)
اصابہ ۳/۱۸۰ پر ہے کہ علامہ دارقطنی نے کہا اس عمران کی حدیث ترک کر دی گئی
ہے اس لئے کہ اس کا عقیدہ خراب اور مذہب اس کا برا ہے۔
اسی اصابہ ۳/۱۷۹ پر ہے کہ عمران عائشہ سے روایت کرتا ہے مگر بقول عقیلی عمران
کا عائشہ سے روایت سننا ثابت نہیں۔ امام عبدالبر کا بھی یہی خیال ہے نیز دیکھو ملک النجاۃ
۲/۸۴ حاشیہ ۱/۲۹۵)

۲۷۰۔ عمرو بن دینار

سفیان سے مروی ہے کہ عمرو (حدیث کے متن کی بجائے) معانی بیان کرتے تھے

طبقات ۵/۳۳۹۔

۲۷۱۔ عمرو بن عاص

راوی بخاری و مسلم

شرجیل کو علی کے خلاف کرنے کیلئے جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے کیلئے آدمیوں کو مقرر کرنے کی
رائے اس نے معاویہ کو دی تھی (اخبار الطوال ص۱۴۶) تذکرہ خواص الائمہ ص۹۱ میں ہے کہ

جب تک معاویہ سے مصر کی گورنری کا وعدہ نہیں لیا تھا اس نے کہا تھا اے معاویہ تیرا یہ کہنا کہ علی نے صحابہ کو قتل عثمان پر ابھارا جھوٹ ہے۔

طبری ۵/۱۵۹ و روضۃ الصفا ۲/۲۱۲ پر ہے کہ عمرو عاص نے لوگوں کو قتل عثمان پر ابھارا اور فتویٰ دیا کہ "خونش ادو مباح است"

طبری ۶/۴۰ و صحابیت ص ۱۹۵ پر ہے کہ عائشہ عمرو عاص و معاویہ پر محمد بن ابی بکر کے قتل کی وجہ سے ہر نماز میں بد دعا کرتی تھیں۔

جنگ صفین کے معاملہ میں اس نے اپنے ساتھی حکم ابو موسیٰ اشعری کو دھوکا دیا (تاریخ اسلام) اسی کے مشورہ پر جنگ صفین میں قرآن نیزوں پر بلند کئے گئے (ابن خلدون ۲/۱۴۴)

انسان العیون حلبی مستطرف زین الدین محمد اور ابو الفداء سے ثابت ہے کہ یہ حرامی النسل بھی تھا۔ نیز دیکھو کتاب فتح الاوراق ۵/۳۴ اس کے کارناموں کیلئے دیکھو کتاب اسد اللہ ص ۲۳۶ جس کی نقل اسلام اور اسی کا ریجا جلد ۳ میں درج ہوئی ہے۔

۲۷۲۔ عمرو بن عبداللہ (ابو اسحاق سبیعی)

راوی بخاری و مسلم

یہ خروزی الجرشی سے روایت کرتا ہے جو بقول ذہبی ناقابل اعتبار ہے (دیکھو زیر خروزی الجرشی)

میزان ذہبی ۲/۳۴۴ پر ہے کہ عبداللہ بن مبارک کہتے تھے کہ اہل کوفہ کی حدیثوں کو دو آدمیوں نے بگاڑ دیا ایک یہی ابو اسحاق دوسرے الاعمش

طبقات المدلسین ص ۱۶ پر ہے کہ ابو اسحاق سبیعی تدلیس میں مشہور ہے۔ امام نسائی وغیرہ نے اسے مدلس کہا ہے۔ اسی کتاب کے ص ۱۹ پر ہے کہ شعبہ نے کہا میں نے تمام لوگوں کو تین آدمیوں کی تدلیس سے بچا لیا ایک اعمش دوسرے ابو اسحاق سبیعی تیسرے قتادہ۔ علامہ دمیری نے اسے جوئے باز بھی لکھا ہے۔ ابن حبان کتاب ثقات میں لکھتے ہیں کہ وہ مدلس تھا اور ایسا ہی حسین کرابیسی اور امام طبری نے ابو اسحاق سبیعی کو

مدلسین میں شمار کیا ہے (تہذیب التہذیب)

۲۷۳۔ عمرو بن عبید بن باب (م۔ ۱۴۴ھ)

یونس بن عبید بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عبید کاذب فی الحدیث تھا۔ عوف بن جمیلہ کہتے ہیں خدا کی قسم عمرو جھوٹا ہے نیز ایوب نے بھی اسے جھوٹا بتایا ہے (صحیح مسلم اردو ۱/۴۴ – ۴۷)

۲۷۴۔ عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہذلی۔

مرجیہ تھے مگر اپنی روایت کے سلسلے میں کسی راوی کو چھوڑ دیتے تھے طبقات ۶/۲۲۴

۲۷۵۔ عون بن عمرو

راوی صاحب لونیہ بابت لگنے درخت ببول اور کبوتروں کا انڈے دینا بوقت ہجرت رسول در غار ثور

اس روایت کا راوی عون بن عمرو ہے اس کی نسبت امام فن رجال یحییٰ بن معین کا قول ہے "لا شئی" یعنی ہیچ ہے۔ امام بخاری نے کہا کہ وہ منکر الحدیث اور مجہول ہے (شبلی سیرۃ النبی ۱/۲۴۲ نیز دیکھو ابو مصعب)

۲۷۶۔ غندر (جعفی جھگڑالو)

راوی بخاری، مسند احمد بن حنبل وغیرہ

اس کی رعونت و خود پسندی کا نمونہ یہ ہے کہ ابن معین کہتے ہیں کہ ہم غندر سے حدیث سننے کیلئے گئے جب اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا جب تک تم لوگ ہمارے پیچھے پیچھے بازار میں نہ چلو گے کہ لوگ دیکھیں اور ہماری تعظیم کریں تب تک ہم تم کو حدیثیں نہ سنائیں گے (میزان الاعتدال ذہبی) اسی میزان الاعتدال میں ہے کہ ابن ابی جریج نے ان کا نام غندر (جھگڑالو) اس لئے رکھ دیا تھا کہ یہ سب سے بات بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔

۲۷۷۔ غیاث بن ابراہیم نخعی

محدث۔ اس نے مہدی عباسی کی خوشنودی میں حدیث بنائی کہ رسول اللہ کبوتر اڑایا کرتے تھے اور مہدی سے دو ہزار درہم انعام پائے (اخبار از عبد الغنی ص ۶۹)

علامہ ابن جوزی نے اس کو وضاع بتایا ہے (دو اسلام از برق ص ۳۰۰)

ایک مرتبہ ابوہریرہ کے نام سے اس نے مہدی عباسی کے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ مقابلہ تیر اندازی، گھوڑ دوڑ کی طرح کبوتر بازی میں بھی مقابلہ جائز ہے (مہدی عباسی کو کبوتر بازی کا شوق تھا) مہدی نے اس پر دس ہزار درہم انعام دیئے (تاریخ بغداد ۱۲/۱۹۲ ۔ فلک النجاۃ (۲) ص ۱۰۹ حاشیہ)

قادیانی ۔ دیکھو عبد الرحیم بن حبیب

۲۷۸۔ فضل بن مختار

راوی حدیث کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔

ضعیف ہے یہ منکرات اور اباطیل روایت کرتا ہے اور دار قطنی نے روایت کی ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے (فلک النجاۃ ۲/۹۶ حاشیہ بحوالہ جات مختلفہ

۲۷۹۔ فلیح بن سلیمان

راوی حدیث بابت کھلا رکھنے خوخہ (روشندان) ابوبکر

یہ غیر ثقہ اور ضعیف الروایت ہے (ابن معین، میزان الاعتدال ذہبی، تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی) نیز دیکھو عبد اللہ بن محمد بن سنان، عکرمہ

۲۸۰۔ قاسم بن عبد اللہ

راوی خطبہ قس بن ساعدہ

حدیث بنانے میں بدنام ہے۔ بیہقی نے اس روایت کے متعلق ایک بڑا واقعہ بیان کیا ہے جس میں ابوبکر نے قس بن ساعدہ کا پورا خطبہ اپنی یاد سے بیان کیا ہے

یہ روایت پوری کی پوری موضوع ہے۔ سیرۃ النبی شبلی ۱/۱۹۵

۲۸۱ قتادہ بن دعامہ سدوسی (ابو الخطاب)

یہ بھی تدلیس کرتے تھے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ قتادہ جب ہم سے حدیث بیان کرتے تھے تو ہم پہچان جاتے تھے کہ کس حدیث کی سماعت کی ہے اور کس میں نہیں کی ہے جب یہ کہتا کہ حدیث بیان کرتے تھے تو وہ ان کی سنی ہوئی حدیث ہوتی تھی اور جب قال کہہ کر حدیث بیان کرتے تو وہ ان کی سنی ہوئی حدیث نہیں ہوتی تھی (تاریخ حدیث و محدثین ۲/۴) ۔ یہ سعید بن مسیب کے قول پر قیاس کرتے ہیں پھر اسے سعید سے روایت کر دیتے ہیں یہ سند بیان نہیں کرتے تھے (طبقات ۳/۲۴۴)

۲۸۲۔ قسطلانی (صاحب کتاب مواہب لدنیہ)

مواہب لدنیہ مشہور کتاب ہے۔ متاخرین کا یہی ماخذ ہے۔ قسطلانی بخاری کے مشہور شارح ہیں حافظ ابن حجر کے ہم رتبہ ہیں۔ یہ کتاب (مواہب لدنیہ) اگرچہ نہایت مفصل ہے لیکن ہزاروں موضوع اور غلط روایتیں موجود ہیں (سیرۃ النبی شبلی ۱/۴۴)

۲۸۳۔ کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف بن زید مزنی۔

راوی ترمذی

امام ترمذی اس کی روایت کو صحیح سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے خود ان کی کتاب بے وثوق نہیں رہا۔ کہا ابن حبان نے کثیر اپنے باپ دادا سے نسخہ موضوعہ کا راوی ہے (میزان ۲/۳۳۰)

۲۸۴۔ کعب الاحبار ۔ م ۔ ۳۴ھ در شام بعہد عثمان

یہودی الاصل نو مسلم ۔ عمر کے دور میں مسلمان ہوا۔ اس کی وجہ سے بہت سی بے سروپا اسرائیلی روایات اسلامی لٹریچر میں سرایت کر گئیں (کتاب تابعین از شاہ معین الدین احمد ندوی ص ۳۷۵)

کلبی ۔ دیکھو ہشام بن محمد بن سائب

۲۸۵ مالک بن ربیعہ سلولی

اس نے زیاد کو ابوسفیان اموی کا بیٹا ہونے کی گواہی دی تھی۔ یہ جلیل القدر صحابی بتایا گیا ہے (خلافت و ملوکیت تاریخی و شرعی حیثیت از صلاح الدین بن یوسف صفحہ ۵۴۱) دوسری گواہ جویریہ بنت ابوسفیان اموی ہے

۲۸۶۔ مامون بن احمد ہروی

علامہ ابن جوزی نے اس کو وضاع لکھا ہے (دو اسلام از برق صفحہ ۸۰)

۲۸۷۔ مجاہد بن جبیر

معتبر قرآن ابوبکر بن عیاش سے مروی ہے کہ میں نے اعمش سے کہا لوگوں کو کیا ہوا جو مجاہد کی تفسیر سے پرہیز کرتے ہیں انہوں نے کہا لوگ سمجھتے ہیں کہ مجاہد اہل کتاب سے پوچھتے ہیں۔ طبقات ۵/۳۴۴ ۔

۲۸۸۔ محمد صقلی (ابو عبداللہ)

ابن حجر فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص محمد صقلی سے ملا جس نے بتایا کہ میرے استاد کو حضرت علیؑ سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا اور یہ کہ اس کی عمر ۴۰۰ برس سے کچھ زیادہ تھی (دو اسلام صفحہ ۹۱ بحوالہ تذکرہ الموضوعات صفحہ ۱۰۱) ابن حجر نے ۸۵۲ھ میں وفات پائی اور علیؑ نے ۴۰ھ میں اگر سال ملاقات ۸۴۰ھ بھی فرض کر لیا جائے تو صقلی کے استاد معظم ۴۴ھ کے قریب مر چکے ہوں گے مگر شاگرد صاحب محض اپنے استاد کی یہ فضیلت ابن حجر کو سنانے کیلئے نویں صدی تک زندہ رہے (دو اسلام)

۲۸۹۔ محمد بن احمد بن عبداللہ بن عبد الجبار۔ عامری م - ۲۲۴ھ

کہا ابن یونس نے یہ جھوٹ بناتا تھا۔ اور نسخہ موضوعہ کی روایت کی اس نے

(میزان ۲/۴۴)

۲۹۰۔ محمد بن اسحاق فروی

شیخ بخاری

ان کو نسائی نے ثقہ نہیں جانا ابوداؤد ان کو واہی کہتا ہے۔ دارقطنی نے کہا بخاری نے جو محمد بن اسحاق سے روایت لی ہے اس پر ان کو لوگ ملامت کرتے ہیں۔

(ذہبی: میزان الاعتدال)

۲۹۱۔ محمد بن اسحاق (ابو عبداللہ) عمر ۸۵ھ - ۱۵۱ھ

المعروف بہ ابن اسحاق صاحب مغازی و سیرۃ النبی جو بعد کو سیرۃ ابن ہشام کے نام سے دوبارہ ترتیب دے کر شائع کی گئی۔

ابن اسحاق کی نسبت اگرچہ امام مالک اور بعض محدثین نے جرح کی ہے تاہم ان کا رتبہ یہ ہے کہ امام بخاری اپنے رسالہ جزء القرأۃ میں اس کی سند سے روایتیں نقل کرتے ہیں (سیرۃ النبی ۱/۲۰) مالک بن انس (صاحب موطا) کا ہم عصر ہے اسی کی کتاب مغازی مشہور کتاب ہے جو بعد میں لکھی جانے والی کتب مغازی کی بنیاد ہے۔ ابوداؤد اس کو قدری اور معتزلی بتاتا ہے سلیمان بھی اسے کذاب کہتا ہے۔ ہشام ابن عروہ اسے کذاب بتاتا ہے۔ یحییٰ بن معین اور امام مالک، ابن اسحاق کی قدح کرتے ہیں ابن ادریس کہتے ہیں کہ میں امام مالک کے پاس بیٹھا تھا کسی نے کہا ابن اسحاق کہتا ہے کہ علوم مالک کو ہمارے پاس لاؤ ہم اس کے بیطار ہیں۔ امام مالک نے کہا دیکھو (ابن اسحاق) منجملہ دیگر دجالوں کے ایک دجال ہے۔ (میزان: ذہبی ۳/۴۴)

امام مالک اس کے سخت مخالف ہیں (سیرۃ النبی ۱/۲۲) ابن اسحاق شعراء کے وقت کو مغازی کے واقعات دے دیتے تھے کہ ان کے بارے میں اشعار لکھو اور ان اشعار کو وہ اپنی کتاب میں شامل کر دیتے تھے۔ یہ دغا بازی مختلف اغراض سے کی جاتی تھی۔ زیادہ اس وجہ سے کہ ان خطبوں یا شعروں میں آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی پیشین گوئی یا اور کوئی بات اسلام کی تصدیق کی شامل کر دیتے تھے۔ سیرۃ النبی شبلی ۱/۱۹ ۱۹۱۰ء

۲۹۲۔ محمد بن اسماعیل بخاری (المعروف بہ امام بخاری صاحب صحیح بخاری)

ابو عبداللہ (استاد مسلم، ترمذی، ابن ماجہ و نسائی) دامام ابوحاتم نے بخاری کو

متروک کر دیا تھا اور ان کی روایت سے ہاتھ کھینچ لیا تھا (ذھبی: میزان الاعتدال) نیز
دیکھو زیر محمد بن اسحاق نووی و علی بن مدینی) محمد بن یحییٰ ذھبی (استاد بخاری) خود اپنے
شاگرد کو اس قدر برا جانتے تھے کہ جو ان سے ملتا اس کو بھی اپنی صحبت میں بٹھانا
گوارا نہیں کرتے تھے (مقدمہ فتح الباری) امام بخاری نے اپنے استاد علی بن مدینی کی
کتاب چرائی اور اسے دوبارہ ترتیب دے کر بخاری تصنیف کر ڈالی (تہذیب التہذیب
۹/۲۵ از حافظ ابن حجر شارح بخاری بحوالہ اسوۃ الرسول ازوزق جلالی)

بخاری صاحب کی تاریخ دانی کا ثبوت اس سے مل جاتا ہے کہ آپ نے کتاب
الجنائز میں لکھا کہ ابوسفیان اموی کی موت کی خبر شام سے آئی حالانکہ ابوسفیان اموی مدینہ
میں ۳۲/۳۳ھ میں مر چکا تھا اور شام سے خبر موت ابوسفیان کی نہیں بلکہ اس کے بیٹے کی
آئی تھی دیکھو فتح الباری شرح بخاری از ابن حجر۔

بخاری صاحب کو امام جعفر صادق کی احادیث میں شک تھا (فلک النجاۃ ۲/۲۸۳)

۲۹۳۔ محمد بن بشار (المعروف بہ بندار)

راوی بخاری

عبداللہ بن دورقی بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن معین کی صحبت میں بندار کا ذکر
آیا تو انہوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی بلکہ تضعیف کی (میزان ۲/۲۵۲)
تہذیب التہذیب میں ہے کہ بندار نے کہا امّ عائشہ نے کہا رسول اللہ فرماتی ہیں
(یعنی رسول اللہ کیلئے تانیث کا صیغہ استعمال کیا) ... علی بن مدینی (استاد بخاری) کہتے ہیں
ہم نے ابن ابی اسود سے حدیث بندار تسحروا فان فی السحور برکۃ
کا پتہ پوچھا تو اس نے کہا یہ بالکل جھوٹ ہے اور غلط ہے اور اس سے انکار کیا
اسی طرح قواریری بھی بندار کو پسند نہیں کرتا تھا اور کہا تھا وہ کبوتر باز تھا۔
(تہذیب التہذیب ۹/۷۱)

۲۹۴۔ محمد بن تمیم

محمد علی قاری کہتے ہیں کہ ابن عکاشہ اور محمد بن تمیم نے دس ہزار احادیث وضع
کیں (دو اسلام از برق ص ۹)

۲۹۵۔ محمد بن جریر بن یزید طبری (المعروف بہ طبری)

مشہور مورخ۔ طبری کے بڑے بڑے شیوخ مثلاً سلمہ بن ابرش، ابن سلمہ وغیرہ
ضعیف الروایۃ ہیں (سیرۃ النبی شبلی ج ۱) انتہائی تعجب انگیز بات یہ ہے کہ جن
بڑے بڑے نامور مصنفین مثلاً امام طبری وغیرہ نے سیرت پر جو کچھ لکھا اس میں اکثر جگہ
مستند احادیث کی کتابوں سے کام نہیں لیا (سیرۃ النبی شبلی ۱/۵۴)

۲۹۶۔ محمد بن حجاج مصفر (ابو جعفر)

راوی خطبہ قس بن ساعدہ

ابن معین کا قول ہے کہ کذاب اور خبیث ہے ابن عدی نے لکھا ہے کہ یہ
والی حدیث اسی نے وضع کی ہے (سیرۃ النبی شبلی ۱/۱۹۵) اس نے شعبہ اور ابن ابی ذئب
سے حدیثیں سنی لیکن علماء کے نزدیک حدیث میں ضعیف ہے (طبقات ابن سعد ۱/۳۴۲)

۲۹۷۔ محمد بن حفص حرانی

ابوبکر بن عیاش سے اربعین کا راوی ہے جس کی آفت یہی شخص ہے (میزان ۲/۳۴۷)

۲۹۸۔ محمد بن حمید رازی۔ حافظ

دریائے علم ہے۔ ابو زرعہ نے اس کی تکذیب کی کہا فضلک رازی نے کہ
ابن حمید کے پاس پچاس ہزار حدیث ہے جس کا ایک حرف بھی میں روایت نہیں کرتا۔
کہا صالح جزرہ نے کہ میں اس کو ہر حدیث میں متہم جانتا ہوں۔ کہا صالح جزری نے کہ
دروغ گوئی میں اس سے بڑھ کر کوئی کامل نہیں (میزان ۲/۳۴۱)

۲۹۹۔ محمد بن خازم (ابومعاویہ ضریر)

ثقہ تھے مگر حدیث میں تدلیس کرتے تھے۔ عقیدۃً مرجی تھے (طبقات ۲/۳۱۴)

۳۰۰۔ محمد بن خالد بن عبد اللہ واسطی

راوی کہ اذان کے کلمات عمر نے خواب میں سنے اور اسی پر اذان کا طریقہ رائج ہوا۔

کذاب ہے (یحییٰ بن معین) ضعیف ہے (ابو زرعہ) منکر الحدیث ہے (ابن عدی) بدمعاش ہے اس کی روایت کا کوئی ٹھکانہ نہیں (یحییٰ) الامام الصادق والمذاہب اربعہ صفحہ ۲۹۸۔

۳۰۱۔ محمد بن زیاد یشکری

علامہ ابن جوزی نے اس کو وضاع بتایا ہے (دو اسلام از برق صفحہ ۸)

۳۰۲۔ محمد بن سعد (المعروف بہ ابن سعد) صاحب طبقات ابن سعد

محمد بن عمر واقدی کا سکریٹری ۱۶۸ھ تا ۲۳۰ھ عمر ۶۲ سال۔

یہ موالی بنی ہاشم سے تھے۔ بصرہ میں پیدا ہوئے بغداد میں سکونت اختیار کی۔ بلاذری مورخ کے شاگرد تھے۔ طبقات ۱۲ جلدوں میں لکھی۔ اس کتاب کا بڑا حصہ واقدی سے ماخوذ ہے (جو مشہور دروغ گو اور جعل ساز ہے دیکھو زیر واقدی) باقی رواۃ میں سے بعض ثقہ ہیں اور بعض غیر ثقہ (سیرۃ النبی شبلی ۱/۲۵–۲۶)۔

ابن سعد اور طبری میں کسی کو کلام نہیں لیکن افسوس ہے کہ ان لوگوں کا مستند ہونا ان کی تصنیفات کے مستند ہونے پر چنداں اثر نہیں ڈالتا۔۔ ان کے بہت سے راوی ضعیف الروایۃ اور غیر مستند ہیں (سیرۃ النبی شبلی ۱/۴۹) اس تدلیس کا یہ نتیجہ ہے کہ جو روایتیں واقدی کی کتاب میں مذکور ہیں ان کو اکثر لوگ غلط سمجھتے ہیں لیکن ان ہی روایتوں کو جب ابن سعد کے نام سے نقل کیا جاتا ہے تو لوگ ان کو معتبر سمجھتے ہیں حالانکہ ابن سعد کی اصل کتاب جب ہاتھ آئی تو پتہ چلا کہ ابن سعد نے اکثر روایتیں واقدی ہی سے لی ہیں (سیرۃ النبی شبلی ۱/۵۵–۵۶)۔

۳۰۳۔ محمد بن سعید شامی

علامہ ابن جوزی نے اس کو وضاع کہا ہے (دو اسلام از برق صفحہ ۸)

۳۰۵۔ محمد بن سیرین (ابو بکر) عرف ابن سیرین ۳۳ھ – ۱۱۰ھ

انس بن مالک کے آزاد کردہ۔ سماعت میں قدرے فتور تھا مونچھیں بالکل صاف نہیں کراتے تھے قرض کی بنا پر جیل میں بھی رہے۔ بعض کا خیال ہے کہ چالیس ہزار کا غلہ خریدا تھا بعض کہتے ہیں کہ ایک لونڈی فروخت کی تھی اور اس کی قیمت غریب ہو گئی تھی اور واپس نہ کر سکے۔ ابن عمر ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں ان کی ایک بیوی سے تیس بچے پیدا ہوئے (طبقات ۷/۱۴۹) انہی کا قول تھا کہ کاش علی کا جمع کردہ قرآن ہاتھ آ جاتا تو ایک بڑا علمی ذخیرہ مل جاتا (تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۹۷)

۳۰۶۔ محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمیر۔ لیثی

یحییٰ بن سعید القطان نے محمد بن عبد اللہ کی بہت زائد تضعیف کی۔ یحییٰ سے کہا گیا کہ یہ یعقوب بن عطاء سے بھی زیادہ ضعیف فی الحدیث ہے جواب دیا ہاں میرے خیال میں تو کوئی بھی محمد بن عبد اللہ کی حدیث بیان نہیں کرے گا۔ یحییٰ بن سعید نے حکیم بن جبیر عبد الاعلیٰ یحییٰ بن موسیٰ بن دینار کی بھی تضعیف کی ہے (صحیح مسلم اردو ۱/۵۴)

۳۰۷۔ محمد بن عبد الرحمٰن

امام مالک نے محمد بن عبد الرحمٰن کے متعلق (جو سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں) کہا وہ ثقہ نہیں ہے یحییٰ بن ابی الحویرث کے متعلق فرمایا وہ غیر معتبر ہے۔ شعبہ کے متعلق (جن سے ابن ابی ذئب روایت کرتے ہیں) اور حرام بن عثمان کے متعلق فرمایا یہ حضرات بھی غیر معتبر ہیں۔ نیز صالح مولیٰ توأمہ کو بھی حدیث میں غیر معتبر فرمایا۔ (صحیح مسلم اردو ۱/۵۵)

۳۰۸۔ محمد بن عبد الرحمٰن (ابو الحویرث)

دیکھو زیر محمد بن عبد الرحمٰن مندرجہ بالا۔

۳۰۸۔ محمد بن عبد الرحمٰن بن بیلمان

کہا ابن حبان نے کہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے ایک نسخہ موضوعہ کا جس میں قریب دو سو حدیثیں موضوع ہیں (میزان ۲/۲۵۰)

۲۰۹۔ محمد بن عمر واقدی

قاضی (استاد محمد بن سعد صاحب طبقات)

یہ امیر المومنین فی الحدیث کہلاتا ہے۔ غزوات میں یہ معتبر مانا گیا ہے لیکن خوارزمی مسند
ابو حنیفہ میں یحییٰ بن معین کی تحقیق یابتہ واقدی لکھتے ہیں کہ واقدی نے بیس ہزار احادیث
وضع کیں اور رسول سے منسوب کر دیں (اقتباس از تریاشش ایڈیٹر نئی روشنی ص۹۶) بحوالہ
میزان الاعتدال

کہا احمد نے کذاب ہے، کہا ابو حاتم و نسائی نے کہ حدیث وضع کرتا تھا۔ ابن عدی
کہتے ہیں واقدی وضاع حدیث ہے اور کہتے تھے کہ ۲۰ ہزار حدیث غریب کا راوی ہے

نہ اس کو میں حدیث میں پسند کرتا ہوں نہ نسب میں نہ کسی اور فن میں (میزان ۳/۲۲۱ نیز دو اسلام
از برق ص۸۰)۔

حق یہ ہے کہ واقدی کسی طرح ثقہ اور قابل اعتبار سمجھا ہی نہیں جا سکتا (طبقات ۱/۸ اردو
نیز دیکھو زیر ابن سعد)۔

ان میں سے (ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد اور طبری میں سے) واقدی تو بالکل نظر انداز
کر دینے کے قابل ہے۔ محدثین لکھتے ہیں کہ وہ (واقدی) اپنے جی سے روایتیں گھڑتا ہے۔
(سیرۃ النبی شبلی ۱/۲۱) دیکھو ابن ابی یحییٰ

۲۱۰۔ محمد بن قاسم طالقانی۔

علامہ ابن جوزی نے اس کو وضاع بتایا ہے (دو اسلام ص۳۰)

۲۱۱۔ محمد بن محمد بن اشعث۔ کوفی

قریب ہزار حدیث کے ایک جلد میں اس نے روایت کی۔ ابن عدی نے تمام موضوعات
اس کے بیان کئے۔ کہا دارقطنی نے کہ اس کی وضاعیت کی دلیل یہی ہے کہ روایت عجائبات

۲۱۲۔ محمد بن محمد بن سلیمان (ابو بکر) واسطی المعروف بہ باغندی

یہ تدلیس کرتے ہیں۔ حاکم کے الفاظ یہ ہیں: اگر کسی نے بغداد میں تدلیس سے روایت
کی ہے تو وہ محمد باغندی ہے (تاریخ حدیث و محدثین ص۵۲)

۲۱۳۔ محمد بن محمد بن عطا۔ مقدسی۔ (ابو طاہر)

راوی حدیث کہ جب ابوبکر کا جنازہ قبر رسول پر پہنچا تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور
آواز آئی کہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے (بروایت خطیب و ابن عساکر)

سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ روایت سخت غریب و منکر ہے اس کی اسناد میں ابو طاہر
محمد بن محمد بن عطا مقدسی ہے جو بڑا کذاب ہے اور وہ عبد الجلیل سے روایت کرتا ہے جو
مجہول ہے (فلک النجاۃ ۱/۱۸۳)

۲۱۴۔ محمد بن مزید۔ ابی الازہر م ۳۲۵ھ

راوی دارقطنی

یہ زبیر بن بکار سے روایت کرتا ہے۔ کہا خطیب نے بہت سی روایتیں اس نے
وضع کیں۔ دارقطنی خود اس سے روایت کرتا ہے (میزان ۳/۱۳۴)۔

۲۱۵۔ محمد بن مسلم زہری (المعروف بہ امام زہری) م ۵۰ - ۱۲۴ھ

راوی بخاری

ابن حجر عسقلانی طبقات المدلسین میں لکھتے ہیں کہ امام شافعی و محدث دارقطنی وغیرہ نے
ان پر تدلیس کا عیب تحریر کیا ہے۔ حاشیہ ۱/۲۲۲ پر ہے کہ ولید اموی زہری کو فاسق کہتا
تھا۔ مغازی کا بڑا حصہ امام زہری سے منقول ہے لیکن ان کی روایتیں جو سیرۃ ابن ہشام، طبقات
ابن سعد وغیرہ میں مذکور ہیں منقطع ہیں۔ (سیرۃ النبی شبلی ۱/۲۲) زہری نے ایک روایت بیان کی
کہ شروع میں جب وحی آئی اور فرشتے نظر آئے تو آنحضرت کو اضطراب اور شک ہوا۔ شبلی اس
سلسلے میں لکھتے ہیں کہ "یہ روایت امام زہری کے بلاغات میں سے ہے یعنی سند کا سلسلہ
زہری تک ختم ہو جاتا ہے اور آگے نہیں بڑھتا۔ چنانچہ خود شارح بخاری نے اس کی

تصریح کردی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسے عظیم الشان واقعہ کیلئے سند مقطوع کافی نہیں۔ (سیرۃ النبی شبلی ۱/۲۴۹)۔ یہ زہری آخری اموی تاجدار (مروان الحمار) سے روایت کرتے ہیں (طبقات ۵/۲۴۴)

۲۱۶۔ محمد بن مسلم۔ ابو الزبیر

ابن مبارک نے فرمایا جریکا تمام علم لکھ لیا مگر تین حضرات کی روایت کردہ احادیث نہ لکھا۔ عبیدہ بن معتب، سری بن اسماعیل اور محمد بن مسلم (صحیح مسلم اردو ۱/۵۴)۔
شعبہ نے انہیں کسی وجہ سے ترک کر دیا تھا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے کسی معاملہ میں ان کا کوئی فعل دیکھا تھا۔ طبقات ۵/۳۴۴

۲۱۷۔ محمد بن یحییٰ بن حبان (المعروف بہ ابن حبان)

راوی بخاری و مسلم

یہ امام موسیٰ کاظم کو قابل اعتبار کہتا تھا۔ (تہذیب ۲/۱۰۳) حالانکہ امام موسیٰ کاظم کو صدوق اور عبد صالح کہے گئے ہیں (تہذیب ۲/۳۴۴) ابن حبان امام رضا کو بھی [illegible] الروایات کہتا تھا (میزان ذہبی ۲/۲۴۹) حالانکہ امام رضا کی جلالت مسلم ہے (تہذیب ۶/۳۸۶)

۲۱۸۔ محمد بن یوسف فریابی

شیخ بخاری، ۱۵۰ حدیثوں میں اس نے غلطی کی۔ (میزان ۳/۱۴۶)

۲۱۹۔ محمد بن یوسف بن یعقوب۔ رازی

ابوبکر بن زیاد نقاش اس سے روایت کرتے ہیں بہت سی حدیثیں قرأت میں بنائیں کہا خطیب نے متہم ہے بوضع حدیث۔ دار قطنی نے کہا قریب ۱۰۰ نسخہ کے قرأت میں ایسے بنائے جن کی کوئی اصل نہیں۔ اور حدیثیں بنائیں جن کا کوئی شمار نہیں (میزان ۳/۱۴۸)

۲۲۰۔ محمد بن یونس بن موسیٰ۔ قرشی۔ شامی۔ بصری۔

حافظ۔ کہا ابن حبان نے ہزار حدیث سے زیادہ اس نے وضع کیں (میزان ۳/۱۴۹)

۲۲۱۔ مختار بن نافع

راوی حدیث کہ رحم اللہ ابابکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الہجرۃ۔ بخاری نے کہا مختار

بن نافع منکر الحدیث ہے۔ (فلک النجاۃ ۲/۹۱ بحوالہ جات میزان و تقریب وغیرہ)

مروزی — دیکھو احمد بن ابو طیب (ابو سلیمان مروزی)

۲۲۲۔ مسروق بن اجدع

یہ اور اسود بن یزید علی کو برا کہا کرتے تھے (شرح ابن ابی الحدید (۱) جزء ۴ ص۹۷)
شعبی کہتے ہیں کہ مسروق کسی جنگ میں بھی علی کے ساتھ نہ تھے (طبقات ۶/۴۰) نیز دیکھو زیر شریح قاضی۔

۲۲۳۔ مسعودی (عبدالرحمن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود) م۱۶۰ھ در بغداد

ثقہ ہے۔ کثیر الحدیث ہے لیکن آخر عمر میں قوت حافظہ خراب ہو گئی تھی۔ غلط اور صحیح میں اختلاط ہو گیا تھا۔ وہ متقدمین سے روایت کرتے ہیں (طبقات ۶/۲۸۹)

۲۲۴۔ مسلم بن حجاج قشیری (ابو الحسین) ۲۰۴ھ ۲۶۱ھ

صاحب صحیح مسلم۔ مسلم کے استاد ابو زرعہ کے سامنے جب صحیح مسلم پیش کی گئی تو انہوں نے کہا یہ کتاب صحیح نہیں کہی جا سکتی۔ کیونکہ اس کے راوی کذاب ہیں (میزان الاعتدال حالات احمد بن عیسیٰ)

۲۲۵۔ مسلم بن خالد۔ معروف زنجی

کثیر الحدیث تھے۔ حدیث میں بکثرت خطا اور غلطی کرتے تھے۔ اپنی ذات سے نیک بہت اچھے آدمی تھے لیکن غلطی کرتے تھے (طبقات ۵/۳۵۲)

۲۲۶۔ مسیب

راوی بخاری بابت کفر ابو طالب

شبلی کا بیان ہے کہ "محدثانہ حیثیت سے بخاری کی یہ روایت (بابت کفر ابو طالب) چنداں قابل حجت نہیں کہ آخر راوی مسیب ہیں جو فتح مکہ میں اسلام لائے اور ابو طالب کی وفات کے وقت موجود نہ تھے۔ اسی بنا پر علامہ عینی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ روایت مرسل ہے (سیرۃ النبی شبلی ۱/۲۲۹)

۳۲۷۔ حبیب بن خریک (ابو سعید)   م - ۲۸۶ھ دبغداد

اعمش، اسماعیل بن ابو خالد اور عبد الملک بن ابو سلیمان سے حدیثیں سنیں اور حدیث میں
ضعیف و ناقابل احتجاج ہیں۔ ہارون کے بیت المال کے متولی ہو گئے تھے (طبقات ۶/۳۲۵)

۳۲۸۔ مطر بن طہمان - وراق - خراسانی

حدیث میں ضعیف ہیں۔ (طبقات ۷/۲۵۴)

۳۲۹۔ مصعب بن زیاد - ابو محمد -   م - ۱۸۵ھ درکوفہ بعہد ہارون

حدیث میں بہت ضعیف تھے (طبقات ۶/۳۱۴)

۳۳۰۔ مظفر بن اسد (ابو سعید)

یہ راوی بیان کرتا ہے کہ میں شاہ ہند سرباتک سے ملا تھا اس نے مجھے بتایا کہ میں
تین مرتبہ آنحضرت سے ملا تھا دو دفعہ مکہ میں اور ایک دفعہ مدینہ میں۔ سرباتک کی وفات
۳۳۳ھ میں ہوئی اور اس کی عمر ۹۲۳ برس تھی (یعنی عمر ۵۶۱ء تا ۳۳۳ھ)
دو اسلام از برق ص ۹۹ بحوالہ تذکرۃ الموضوعات ص ۱۰۳۔ ڈاکٹر برق اس پر فرماتے ہیں کہ
"حیرت کی بات ہے کہ جب اسحاق بن ابراہیم ... ۲۰۰ھ کے قریب سرباتک سے ملا تھا تو اس کی
عمر ۷۰۰ برس کی تھی۔ مگر بقول ابو سعید (راوی ہذا) ۳۳۳ھ میں (یعنی ۱۲۸ برس پہلے)
اس کی عمر ۹۲۳ سال کی تھی۔ مزید لطف کی بات یہ کہ جب اسحاق بن ابراہیم ... ۲۰۰ھ میں سرباتک
سے ملے تو سرباتک کو مرے ہوئے ۱۳۴ سال ہو چکے تھے۔ کیا کسی یونیورسٹی کے ماہر ریاضی
یہ گتھی کو سلجھائیں گے۔ (دیکھو اسحاق بن ابراہیم طوسی کے حالات در تذکرۃ الموضوعات و دو اسلام
از برق ص ۱۱۵)

۳۳۱۔ معاویہ بن ابو سفیان اموی

راوی حدیث بخاری (صحابیت ص ۳)

عائشہ ہمیشہ نماز کے بعد عمرو بن عاص کے لئے بد دعا کرتی رہیں اور معاویہ کیلئے بھی (صحابیت ۱۳۵)
رسول کا یہ ارشاد بالکل واضح تھا کہ عمار بن یاسر کی شہادت اسی جنگ میں ہوگی جس میں حق

اور جنت عمار والی پارٹی کی طرف ہوگی اور باطل و دوزخ مخالف پارٹی (یعنی معاویہ کی پارٹی)
کی طرف ہوگی (صحابیت ص ۱۱۱) زبیر بن عوام کو معاویہ کے ایک طرفدار عمرو بن جرموز نے
عین نماز میں قتل کر دیا (صحابیت ص ۳۳) معاویہ نے عثمان کو یہ مشورہ دیا تھا کہ بنی ہاشم کے
اہم آدمیوں کو قتل کر دیا جائے (ص ۴۳) معاویہ کے جرائم کی تعداد اتنی زیادہ ہے اور ان
کی نوعیت اتنی بھیانک ہے کہ خدا کی پناہ۔ لیکن چونکہ وہ صحابی تھے اس لئے ان کو قابل احترام
مانا گیا (ص ۵۶) معاویہ نے جمعہ کی نماز بدھ کو پڑھا دی (ص ۱۲۲) اس سنت سیئہ (ولی
عہدی یزید) کے قائم کرنے کیلئے معاویہ کو ہر قسم کے مکر و فریب سے کام لینا پڑا۔ بڑے بڑے
لوگوں کو قتل کرانا اور زہر دلانا پڑا۔ بیت المال کا سرمایہ رشوت دینے اور رائیں خریدنے پر
خرچ کرنا پڑا۔ کذب و افترا کے حربے استعمال کرنا پڑے۔ حدیثیں وضع کرنی پڑیں اور
رسول اللہ کے اہل بیت خصوصاً ان کے پیارے نواسوں کے خلاف محاذ بنانا پڑا (صحابیت
ص ۲۴۲ - ۲۴۸)۔

معاویہ کے بارے میں حسن بصری کی رائے قابل توجہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ معاویہ
کے چار خصائل ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی ہوتا تو اس کے عذاب کو [illegible]
مستلزم ہوتی۔ اول یہ کہ اس نے بغیر مشورہ کے ایسے وقت حکومت اسلامیہ پر قبضہ کر لیا
جبکہ صحابہ اور صاحب فضیلت لوگ موجود تھے۔ دوم یہ کہ ایک شرابی، نشہ باز کو جانشین
بنایا جو ریشم پہنتا اور گاتے بجانے کا دھنی تھا۔ تیسرے یہ کہ اس نے زیاد کو ابو سفیان کا بیٹا
قرار دیا جبکہ رسول اللہ نے صاف فیصلہ کر دیا تھا کہ (الولد للفراش وللعاھر الحجر)
بیٹا شوہر کے ہوتا ہے اور زانی کیلئے پتھر ہے اور چوتھے یہ کہ اس نے حجر اور ان کے اصحاب
کو قتل کر دیا (الکامل دیکھو صحابیت ص ۲۵۹)

۳۳۲۔ معلیٰ بن عبد الرحمٰن - واسطی

کہا دارقطنی نے ضعیف ہے کذاب۔ کہا ابن مدینی نے وضعی حدیثیں بناتا تھا۔ [illegible]
۷۰ حدیثوں کے وضع کرنے کا خود اس نے اقرار کیا (میزان ۲/۱۸۹)

۲۲۳۔ <u>معلی بن ہلال بن سوید۔ طحان کوفی</u>

عابد۔ کہا ابن مبارک و ابن مدینی نے کہ وضع کرتا حدیثوں کو۔ کہا ابن معین نے وہ مشہور کاذبین میں سے تھا۔ کہا احمد نے کل حدیثیں اس کی وضعی ہیں (میزان ۳/۱۹۴) نیز دیکھو (نوح بن مریم (ابوعصمہ)

۲۲۴۔ <u>معمر بن راشد۔ صنعانی</u>

یہ ثقہ اور مامون زہری بھراں کی سماعت محدثین واسطہ سے نہیں ہے وہ گویا یہ تدلیس کرتے تھے)۔ (تاریخ حدیث و محدثین ۳۰۳)

۲۲۵۔ <u>مغیرہ بن سعید۔ کوفی</u>

علامہ ابن جوزی نے اس کو وضاع کہا ہے (دو اسلام از برق ص۳۰)

ابراہیم نے کہا مغیرہ بن سعید اور عبد الکریم (عبد الرحمن بن حبیب فارابی) سے احتیاط کرو اس لئے کہ یہ دونوں بہت جھوٹے ہیں (صحیح مسلم ۱/۱۴)

۲۲۶۔ <u>مغیرہ بن شعبہ</u>

ابوہریرہ، سمرہ بن جندب، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ اور عروہ بن زبیر معاویہ کی طرف سے حدیث سازی پر مامور تھے (تنزیہ الانساب ص۱۰۵)

معاویہ اموی نے اسے حاکم کوفہ مقرر کرتے وقت ہدایت کر دی تھی کہ سب علی کرتا کرتے رہنا لہٰذا یہ برابر اس پر عامل رہا۔ (نفائح کافیہ ص۳۰ بحوالہ تاریخ کامل ۳/۱۸۸ و ص۱۹۲ فلک النجاۃ ۱/۹۵)۔

مغیرہ اتنا مکار تھا کہ اگر شہر کے آٹھ دروازے ہوتے اور بغیر مکر کے کسی سے نکلنا ممکن نہ ہوتا تو یہ صاحب سب سے گزر جاتے (تاریخ تمدن اسلام ۱/۹۵)

امام شافعی نے ربیع سے کہا کہ چار صحابیوں کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ معاویہ، عمرو عاص، مغیرہ اور زیاد (فلک النجاۃ ۱/۹۵)

رسول اللہ نے مغیرہ کی ساری قوم پر لعنت فرمائی ہے (خطبہ امام حسن در فلک النجاۃ [illegible])

مغیرہ پر زنا کا الزام اور اس کی تحقیقات بہ عہد عمر (تنزیہ الانساب ص۵۲-۵۴ بحوالہ طبری واقعات ۱۷ھ۔ صحابیت ص۱۱۶ تا ۱۱۷) نیز اسد الغابہ مترجمہ مولوی عبد الشکور لکھنوی ۵/۴۳ یہ ہے کہ مغیرہ نے اپنے بچاؤ کیلئے حضرت عمر کے غلام پر تاناشی کر رکھی تھی اسی مغیرہ کے غلام ابولؤلؤ فیروز نے حضرت عمر کو ہلاک کیا تھا۔ (دیکھو مقالہ قتل عثمان کا پس منظر)

تاریخ الخلفاء سیوطی ص۳۰۹ پر حسن بصری سے مروی ہے کہ دین کے کام میں دو شخصوں نے فساد پیدا کیا ہے ایک عمرو عاص ہے اور دوسرا مغیرہ بن شعبہ۔

زیاد بن ابیہ کو جس کی شہادت پر مغیرہ الزام زنا سے بچ گئے تھے معاویہ اموی کے نسب میں ملانے میں یہی مغیرہ بن شعبہ بڑے جاری پیروکار تھے (تاریخ تمدن اسلامی از جرجی زیدان (۱) ص۱۲۵ اردو ترجمہ)

۲۲۷۔ <u>مقاتل بن سلیمان</u> — م۔ ۱۵۰ھ

آپ کی تفسیر مشہور ہے آپ ضحاک بن مزاحم اور عطا سے راوی ہیں۔ محدثین کرام آپ کی حدیثوں سے بچتے ہیں اور آپ کو متروک قرار دیتے ہیں (طبقات ۲/۸۵)

اس کا علم دریا کے مانند ہے۔ کہا شافعی نے ہر شخص تفسیر میں اس کا محتاج تھا۔ کہا وکیع نے کذاب تھا۔ کہا عباس بن مصعب نے کہ مقاتل جامع مسجد مرو میں وعظ کیا کرتا تھا جب جہم وہاں آیا اور دونوں میں عداوت ہوئی تو ہر ایک نے وضعی روایتوں کی کتابیں ایک دوسرے کی رد میں بنائیں۔ کہا جوزجانی نے دجال تھا جسور۔ اس کی کتاب سے تفسیر [illegible]

جس کی روایت کرتا ہے ابو النضر۔ کہا ابن حبان نے کہ یہود و نصاریٰ کی روایتیں تفسیر قرآن میں داخل کرتا تھا۔ اور وضعی حدیثیں بناتا تھا (میزان ۳/۱۹۶) ابن یحییٰ مدینہ میں، واقدی بغداد میں اور مقاتل بن سلیمان خراسان میں احادیث گھڑا کرتے تھے (دو اسلام از برق بحوالہ نسائی)

مقدسی — دیکھو محمد بن محمد بن طاہر مقدسی۔ (ابو طاہر)

۲۲۸۔ <u>مکحول دمشقی</u>۔ — م۔ ۱۱۸ھ (یا بقول ۱۱۳ھ)

راوی حدیث۔ محدث (غلام عمرو بن سعید بن عاص)

قدریہ تھے اور حدیث و روایت میں ضعیف ہیں (طبقات ۵/۲۵۴)

مندل   دیکھو عمر بن قیس

۲۳۹۔ منصور بن عبد الحمید۔ جزری

(عن ابی امامہ باہلی)

کہا ابن حبان نے ایک کتاب روایت کرتا ہے جس میں ۲ سو حدیث ہے کہ اکثر ان میں سے موضوع ہیں۔ نہیں جائز ہے اس سے روایت کرنا (میزان ۲/۵)

۲۴۰۔ موسیٰ بن عبد الرحمن ثقفی۔ صنعانی

کہا ابن حبان نے دجال ہے۔ وضع کیا اس نے ایک کتاب تفسیر میں سعید ابن جریج عن عطا عن ابن عباس (میزان ۲/۵۱۴)

۲۴۱۔ موسیٰ بن علی بن بندار

الموزجی کا خیال ہے کہ بابارتن کی تمام روایتوں کا واضع موسیٰ بن علی بن بندار ہے جس نے ... کے قریب یہ احادیث وضع کیں (دو اسلام از برق صفحہ ۹۳)

۲۴۲۔ موسیٰ بن مطیر

عن ابیہ عنہ ابو داؤد طیالسی

یحییٰ بن معین نے اس کی تکذیب کی ابن حبان نے کہا عجائب و مناکیر کا راوی ہے۔ کہ ہر سننے والا اس کو موضوع کہے۔ ایک بڑی کتاب اپنے باپ سے روایت کی ہے (میزان ۲/۵۱۶)

۱۲ ۔ مہلب بن ابی صفرہ

خلیفہ عبد الملک کا سردار لشکر۔ اگرچہ پرہیزگار تھا مگر اس نے اپنے مخالف گروہ خوارج کو شکست دینے کیلئے بکثرت حدیثیں وضع کیں اور ان کو شہرت دی (تذکرہ تاریخ حدیث صفحہ ۶۰)

۲۴۳۔ میسرہ بن عبد ربہ

فارس بن عمر البجری

فضائل سورہ قرآنیہ کا یہی راوی ہے۔ محمد بن عیسیٰ الطباع نے پوچھا تو یہ روایتیں کہاں سے لاتا ہے فضائل قرآن میں۔ تو کہا خود میں نے وضع کیا واسطے ترغیب ناس کے۔ کہا ابن حبان نے یہ روایت کرتا ہے موضوعات کو اثبات سے۔ اور خود وضعی حدیثیں بناتا ہے کہا ابو زرعہ نے ۲۰ حدیثیں اس نے بنائیں فضائل قرآن میں اور کہتا تھا کہ میں خدا سے ثواب کا امیدوار ہوں۔ میں ورق کی ایک کتاب بنائی تقسیم سوانح میں (میزان ۲/۵۲۲) احضور کا خطبہ حجۃ الوداع تمام تر جعلی ہے اور اسی میسرہ کا وضع کردہ ہے (دو اسلام از برق صفحہ ۸۰)

۲۲۵۔ نافع بن ابی نعیم

یکے از قراء سبعہ

کہا ابن عدی نے اس کی ایک کتاب ہے جس میں سو حدیثیں ہوں گی وضعی (طبقات ۵/۳۴۹)

۲۲۶۔ نافع بن عمرو (المعروف بہ ابو مسعود انصاری)

راوی بخاری

ابن ابی الحدید شرح (ج ۱) صفحہ ۳۸۰ میں لکھتے ہیں کہ ابو مسعود علی سے منحرف تھا نیز اسی صفحہ پر مسئلہ عدت (حاملہ عورت) پر علی نے ابو مسعود کے خلاف فتویٰ دیا تو اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ آخری زمانہ بدتر ہوگا (رجال بخاری)

۲۴۷۔ نعمان بن ثابت (المعروف بہ امام ابو حنیفہ) م: در بغداد رجب یا شعبان ۱۵۰ ہجری بہ سال

فقیہ۔ دیکھئے از فقہائے اربعہ

جز تیم اللہ بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام۔ آپ حدیث میں ضعیف ہیں۔ صاحب رائے ہیں (طبقات ۶/۳۴۹، ۷/۳۲۲) نیز دیکھو ابو یوسف

۲۴۸۔ نعیم بن سالم

بقول علامہ طاہر گجراتی یہ جھوٹی حدیثیں گھڑتا تھا (دو اسلام از برق صفحہ ۸۱)

۲۴۹۔ نوح بن مریم (ابو عصمہ مروزی)   م۔ ۱۷۳ھ

حاکم و قاضی مرو

کہا حاکم نے وضع کیا ابو عصمہ نے فضائل قرآن میں طولانی حدیث (میزان ج۳ ص۵۴) اور بیان
کرنے پر وجہ یہ بیان کی کہ لوگ قرآن سے غافل ہو رہے تھے اس لئے میں نے بربنا ضرورت
یہ حدیثیں وضع کر دیں تاکہ فقہ ابو حنیفہ اور مغازی محمد ابن اسحاق کی بجائے قرآن پڑھا
جائے بحوالہ الامام الصادق صفحہ ۳۳۹۔ بخاری نے اسے معلی بن ہلال کے درجہ کا جعل
ساز قرار دیا ہے (شرح الفیہ عراقی الفوائد البہیہ فی تراجم حنفیہ صفحہ ۳۲۱)
ابن حجر نے اس کی تکذیب کو اجماعی قرار دیا (لسان المیزان)

واحدی — دیکھو زیر عبدالرحمٰن بن کیسان الاصم

واقدی — " محمد بن عمر واقدی

۳۵۰۔ وحشی بن حرب۔ حبشی

راوی حدیث (ابوبکر سے خالد کو سیف اللہ کہا جانے کی حدیث بیان کرتا ہے)
قاتل جناب حمزہ بن عبدالمطلب ہے۔ پھر مسلمان ہوا۔ مسیلمہ کذاب کا بھی قاتل ہے
پھر حمص میں جا بسا۔ حمص میں شراب خواری کرنے پر مار کھائی (گویا اسلام لانے کے
بعد بھی اس نے شراب ترک نہیں کی۔ طبقات [illegible] -

۳۵۱۔ وکیع بن جراح

یہ ضعیف راویوں سے روایت لیتے تھے (طبقات ۶/۳۸۵) وکیع کے حالات
کے لئے طبقات [illegible] -

۳۵۲۔ وھب بن وھب بن کثیر۔ مدنی قریشی (ابو البختری) م۔ ۲۰۰ھ در بغداد

قاضی بغداد بر عہد ہارون عباسی
کہا ابن معین نے جھوٹ بولتا تھا کہا عثمان بن ابی شیبہ نے مجھے گمان ہے یہ قیامت
میں دجال ہوگا۔ کہا شعبہ نے اگر اس کو کوئی ایک پیسہ دے دیتا تو (۷۰) حدیثیں بنا دیتا (میزان ج۴)
آپ حدیث میں اچھے نہ تھے آپ نے حکم حدیثیں بیان کیں لہٰذا آپ کی حدیثیں چھوڑ دی
گئیں (طبقات [illegible])

علامہ ابن جوزی نے ان کو وضاع کہا ہے (دو اسلام از برق صفحہ ۳۰)
اس نے ہارون کے سامنے برجستہ روایت بیان کی کہ ہشام نے عروہ سے اور اس نے
اپنے باپ کے واسطے سے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ کبوتر اڑایا کرتے تھے
(الامام الصادق والمذاہب اربعہ صفحہ ۲۶۹)

ہروی — دیکھو ہارون بن احمد

۳۵۳۔ ہشام بن ابو ہشام (ابو المقدام)

ابو ہشام کا نام زیاد تھا جو عثمان کے آزاد کردہ تھے۔ ہشام حدیث میں ضعیف رہے
(طبقات ۷/۲۹۸)

۳۵۴۔ ہشام بن اسماعیل

راوی حدیث

گورنر مدینہ منجانب عبدالملک اموی طبقات ۵/۲۴۶
یہ علی بن حسین کو اور ان کے اہل بیت کو ایذا دیا کرتا تھا منبر پر اس کے متعلق بیان کرتا
اور علی کی بد گوئی کرتا تھا۔ (طبقات ۵/۲۲۲)

۳۵۵۔ ہشام بن محمد بن سائب۔ (ابو المنذر) المعروف بہ کلبی م۔ ۲۰۴ھ در کوفہ عہد

علامہ نساب
کہا احمد نے میں نہیں گمان کرتا کسی نے اس سے حدیث لی ہو۔ تصنیف گو تھا اس کی تصانیف
۱۵۰ سے زیادہ ہیں (میزان ۳/۲۵۵)
امام احمد بن حنبل نے کہا اس کی ایک بھی حدیث صحیح نہیں (دو اسلام از برق صفحہ ۸۰)
کلبی مشہور دروغ گو ہے (سیرۃ النبی شبلی ۱/۱۴۲ حاشیہ)
یہ حجاج کے مقابلے میں محمد بن اشعث کے ساتھ شریک جنگ ہوا۔ عرب کے انساب
اور اسلام جاہلیت کے عالم تھے۔ محدثین کہتے ہیں ان کی روایتوں میں بڑا ضعف ہے طبقات

۲۵۶۔ ہلال (غلام ربعی)

راوی حدیث (دیکھو زیر عبد المنعم بن عمیر)۔
مجہول ہے سوائے عبد الملک بن عمیر کے کسی نے اس سے روایت نہیں کی علامہ ابن حجر

۲۵۷۔ ہناد بن ابراہیم۔ ابو المظفر۔ متقی۔ م۔ ۴۵۰ھ کے بعد

اس کی روایتیں بہت ہیں مگر اکثر موضوع ہیں۔ میزان ۲/۵۵۲

۲۵۸۔ ہشیم بن بشیر۔ سلمی (ابو معاویہ) ۱۰۵۔ ۱۸۳ھ

حافظ۔ احد الاعلام۔ یہ تدلیس کو جائز جانتے تھے۔ ۲۰ ہزار حدیثیں ان کے پاس تھیں (میزان ۲/۳۰۵) کثیر الحدیث ہیں اور کثرت سے تدلیس کرتے ہیں طبقات ۷/۲۴۴

۲۵۹۔ یحییٰ بن ابی انیسہ

عبداللہ بن عمرو نے کہا زید بن ابی انیسہ کا قول ہے کہ میرے بھائی یحییٰ کی روایت نہ لیا کرو (صحیح مسلم اردو ۱/۱۹) عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن انیسہ کذاب تھا (صحیح مسلم اردو ۱/۱۹)

۲۶۰۔ یحییٰ بن سعید۔ اموی

ضعفاء سے روایت کرتے ہیں طبقات ۹/۱۴۴

۲۶۱۔ یحییٰ بن سعید قطان

راوی حدیث
یہ کہتا تھا کہ امام جعفر صادق سے مجالد محبوب تر ہے کیونکہ صادق سے میرے دل میں کچھ کھٹکا ہے (فلک النجاۃ ۲/۱۴۴) حالانکہ یہ مجالد کو ضعیف جانتا تھا (فلک النجاۃ ۲/۱۴۴) گویا یہ امام جعفر صادق کو ضعیف راوی سے بھی گرا جانتا تھا۔
یحییٰ امام ابو حنیفہ کا معتقد تھا (فلک النجاۃ ۲/۱۴۴) اور امام ابو حنیفہ خود امام جعفر صادق کے شاگرد رہے ہیں۔

۲۶۲۔ یحییٰ بن مسلم (محمد بن مسلم کے بھائی) م۔ بعہد مہدی عباسی

روایت میں بہت ضعیف تھے (طبقات ۶/۲۴۴)

یحییٰ بن موسیٰ بن دینار۔ دیکھو زیر محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمیر لیثی

۲۶۳۔ یحییٰ بن یمان۔ عجلی (ابو زکریا) م۔ رجب ۱۸۹ھ بعہد ہارون

بہت حدیثیں روایت کرتے ہیں مگر غلطیاں بھی بہت کرتے تھے طبقات ۹/۲۱۴

۲۶۴۔ یزید بن ابان رقاشی

یہ ضعیف و قدریہ ہیں طبقات ۷/۲۴۲

۲۶۵۔ یزید بن سفیان (ابو المہزم)

ان سے حماد بن سلمہ راوی ہیں۔ شعبہ ان کو ضعیف بتاتے ہیں۔ ثابت البنانی کی مجلس میں پڑے رہتے تھے اور بقول شعبہ اگر کوئی ان کو ایک پیسہ دیتا تو ستر حدیثیں بیان کر دیتے (طبقات ۷/۱۸۸)

۲۶۶۔ یزید بن عبد الرحمن (ابو خالد الدالانی)

یہ حدیث میں منکر ہیں۔ طبقات ۶/۲۶۴

یعقوب دیکھو ابو یوسف

۲۶۷۔ یعقوب بن عطا۔

دیکھو زیر "محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمیر۔ لیثی"

۲۶۸۔ یوسف بن خالد بن عمیر۔ سمتی۔ م۔ ۱۰ رجب ۱۸۹ھ در عہد ہارون رشید

سہل بن حریش کنعانی کے آزاد کردہ۔ صحابی رسول
لوگ آپ کی رائے کی وجہ سے آپ کی حدیثوں سے بچتے تھے۔ یہ حدیث میں ضعیف تھے ان کو سمتی ان کی داڑھی اور مخصوص ہیئت اور سمت کی وجہ سے کہا جاتا تھا (طبقات ۷/۲۴۲)

۲۶۹۔ یونس بن یزید۔ ایلی

محدث و علمائے ایلہ
آپ ثقہ کم بیان اور کثیر الحدیث ہیں لیکن حجت نہیں کیونکہ اکثر منکر روایت بیان کرتے رہے۔ طبقات ابن سعد اردو ۷/۵۵۱۔

ضمیمہ ب

(روایات احادیث جو خود اکثریت کے نزدیک ان دروغ گو راویوں نے گھڑی ہیں)

وضعی روایات و احادیث	حوالہ راوی
۱۔ یہ کہ جب کوئی کلمہ پڑھتا ہے تو ہر لفظ پر ایک پرندہ پیدا ہوتا ہے جس کے پر زمرد کے ہوتے ہیں [illegible]۔ وہ اسلام [illegible] ۸۸ ہیں اور چونچ اس کی سونے کی ہوتی ہے ... الخ	
۲۔ حدیث الدرہم بالدرہم (یعنی اگر ایک درہم کے برابر خون لگا ہو تو دوبارہ نماز پڑھنا پڑتی ہے اور پہلی نماز فاسد ہو جاتی ہے)	روح بن غطیف
۳۔ غسل جنابت واجب ہے چاہے انزال ہو یا نہ ہو	سعید بن مسیب
۴۔ یہ کہ عید الفطر کے دن راستوں پر فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ندا کرتے ہیں کہ اے گروہ اسلام پروردگار رحیم کی طرف صبح کو آؤ۔	روح بن غطیف
۵۔ فضائل القرآن کے متعلق روایتیں قرأت قرآن	میسرہ بن عبد ربہ۔ نوح بن ابی مریم۔ محمد بن [illegible]
۶۔ قرآن میں وقف کے نشانات	اسحاق بن ابراہیم بن کاجار
۷۔ وصل سے غسل واجب نہیں کیا	عبد اللہ بن عمر
۸۔ یہ کہ حج میں مقام جعرانہ سے احرام باندھا جائے۔	احمد بن عبدہ موسیٰ ضبی
۹۔ یہ کہ موقع ہجرت غار ثور کے دہانے پر ببول کا	ابو مصعب مکی۔ عون بن عمرو

وضعی روایات و احادیث	حوالہ راوی
درخت اگ آیا تھا اور کبوتر نے انڈے دے دیئے تھے	
۱۰۔ یہ کہ رسول اللہ کبوتر باز تھے	سعید بن فیروز۔ وھب بن وھب
۱۱۔ یہ کہ تیر اندازی و گھوڑ دوڑ کی طرح کبوتر بازی میں بھی مقابلہ جائز ہے۔	غیاث بن ابراہیم نخعی
۱۲۔ تفصیل بابت واقعہ معراج رسول اللہ	میسرہ بن عبد ربہ۔ نوح بن مریم
۱۳۔ خطبۂ حج الوداع	میسرہ بن عبد ربہ
۱۴۔ یہ کہ پہلی وحی کے نزول پر رسول اللہ ڈر گئے	محمد بن مسلم زہری
۱۵۔ یہ کہ ابو طالب کفر پر مرے۔	مسیب
۱۶۔ منقصت علی سے متعلق تمام روایتیں	سمرہ بن جندب۔ جریر بن عثمان۔ ابو ہریرہ وغیرہ
۱۷۔ یہ کہ حدیث ثقلین میں قرآن و سنت ہے۔	مقالہ ہذا کا صفحہ ۲۴ کا حاشیہ صـ ۲۵
۱۸۔ حدیث مدینۃ العلم میں دروازے کے علاوہ دیواریں چھت اور پرنالے بھی ہیں۔	〃 〃 〃 صـ ۲۴
۱۹۔ یہ کہ کعبہ میں علی کے سوا کوئی اور بھی پیدا ہوا	〃 〃 〃 صـ ۲۵
۲۰۔ یہ کہ امیر المومنین علاوہ علی کے خلفاء، علماء وغیرہ کیلئے بھی بولنا جائز ہے۔	〃 〃 〃 صـ ۲۳
۲۱۔ یہ کہ سیف اللہ علی کی بجائے خالد بن ولید ہے۔	〃 〃 〃 صـ ۲۳ و [illegible]
۲۲۔ یہ کہ علی و عباس دونوں بغیر دین اسلام کے مریں گے۔	عروہ بن زبیر
۲۳۔ یہ کہ علی و عباس دونوں جہنمی ہیں	〃 〃
۲۴۔ یہ کہ حدیث منزلت میں رسول اللہ نے علی کو ہارون کے بجائے قارون کہا تھا۔	حریز بن عثمان رحبی
۲۵۔ قرآن کی آیت ومن یعجبک علی کی شان میں نازل ہوئی	سمرہ بن جندب
۲۶۔ قرآن کی آیت ومن الناس من یشری۔ علی	

ضمیمہ ج

مشکوک کتب اور ناقابل اعتبار کتابیں جن کی بنیاد جھوٹے راویوں کے بیانات پر رکھی گئی۔

نام کتاب	حوالہ
صحاح ستہ یعنی	
۱۔ صحیح بخاری	محمد بن اسحاق قزوینی۔ محمد بن اسماعیل بخاری وغیرہ
۲۔ صحیح مسلم	مسلم بن حجاج قشیری وغیرہ
۳۔ ترمذی شریف	کثیر بن عبداللہ بن عمرو وغیرہ
۴۔ مسند ابوداؤد	بشر بن رافع حارثی وغیرہ
۵۔ سنن نسائی	اسماعیل بن صبیح۔ بشر بن ارطاة، بشیر بن مہاجر وغیرہ
۶۔ سنن ابن ماجہ	بشر بن رافع حارثی وغیرہ
یا بجائے	
موطا امام مالک	داؤد بن حصین وغیرہ
جامع ترمذی	عبدالرحمٰن بن غزوان
سنن امام شافعی	عبداللہ بن محمد بن جعفر
مستدرک	الحاکم۔ عبدالرحمٰن بن غزوان
تفسیر مجاہد	مجاہد بن جبیر
تفسیر مقاتل	مقاتل بن سلیمان بلخی
تفسیر کشاف	عبدالرحمٰن بن کیسان الاصم
تفسیر موسیٰ بن عبدالرحمٰن	موسیٰ بن عبدالرحمٰن

نام کتاب	حوالہ
سیرۃ ابن اسحاق	محمد بن اسحاق
ابن ہشام	محمد بن اسحاق، عمر بن مسلم زہری، بکائی، عبدالرحمٰن بن غزوان
مغازی ابن اسحاق	محمد بن اسحاق
تمام کتب مغازی	محمد بن اسحاق۔ محمد بن مسلم زہری
فتوح المرتدہ والجمل و سیر عائشہ	سیف بن عمر تمیمی
تمام کتب کلبی	ہشام بن محمد بن سائب کلبی
تمام کتب امام غزالی	حرب بن اسد
تمام کتب مسعودی	مسعودی
معارف ابن قتیبہ	ابن قتیبہ
تمام کتب صوفیاء۔ مثلاً	حرب بن اسد
۱۔ قوت القلوب۔ ابوطالب	
۲۔ بہجۃ الاسرار۔ ابن جہضم	
۳۔ حقائق التفسیر۔ سلمی	
۴۔ غنیۃ الطالبین۔ شیخ عبدالقادر	
۵۔ فصوص الحکم۔	
۶۔ فتوحات مکیہ	
۷۔ احیاء العلوم	
کتاب شرف المصطفیٰ	عبدالملک نیشاپوری
کتاب العقل	داؤد بن محمد بن محبر
کتاب تفضیل العقل	سلیمان بن عیسیٰ
کتاب العروس	جعفر بن محمد بن علی
کتاب الاغانی	علی بن حسین ابوالفرج اصفہانی

کتاب جزء معزاۃ بخاری .. .. محمد بن اسحاق

کتاب الصفین از ابو بکر بن عیاش ؛ محمد بن حفص

تاریخ طبری - تمام کتب طبری .. .. .. محمد بن جریر طبری، محمد بن سعد، عبد الرحمن بن غزوان

تاریخ ابن خلدون ؛ .. .. .. عبد الرحمن بن غزوان

تاریخ کامل ابن اثیر .. .. عبد الرحمن بن غزوان

طبقات ابن سعد دیگر کتب ابن سعد ۔ محمد بن عمر واقدی، محمد بن سعد، عبد الرحمن بن غزوان

مواھب لدنیہ .. .. قسطلانی

انوار سھیلی ؛ .. .. .. عبد الرحمن بن غزوان

میزان الاعتدال ذھبی .. .. " "

زاد المعاد .. .. " "

اصابہ .. .. " "

جذب القلوب از محدث دہلوی .. .. .. " "